اِن من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

(دیوان دوم و سوم)

از تصانیف شاعر معجز بیان سخنور شیریں زبان جناب پنڈت سورج بھان صاحب مکیش
تھانوی مقیم حیدرآباد دکن

جام خمسی

(و)

خرابات مکیش

بحسن اہتمام نکتہ سنج ذی ہنر جناب منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی مالک و مہتمم
گلدستہ خدنگ نظر لکھنؤ

ماہ اگست سنہ ۹۸ء

در مطبع آصفی واقع لکھنؤ مزین و مجلی گردید

التماس مصنف

حضرات! مین ایک قصبے کا رہنے والا ہون - نہ زبان دہلی سے آشنا نہ محاورات لکھنؤ سے واقف نہ مجھے زباندانی کا ادعا ہے نہ قادر الکلامی کا مدعی ہون-

میری شاعری صرف جوشش طبیعت اور شوق دل کی تحصیل حاصل ہے - ابتدا صرف موزونی طبع کے ولولے مین کچھ نظم کرکے دل کا بخار نکال لیا کرتا تھا - آخر ایک مدت کے بعد جب یہ سرمایہ جمع ہوگیا تو مشفقی نواب جعفر حسین خان بہادر صف شکن جنگ مغفور نے اسکے طبع ہونے کے واسطے از حد اصرار فرمایا - مین نے "آزردن دل دوستان جہل است" سمجھکر منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی کو یہ کام سپرد کیا اور اُنھون نے اپنے اخلاق کے موافق کسیقدر کوشش کرکے میرے حسب دلخواہ طبع کرا دیا-

یہ دونون دیوان میری کم مشقی اور ابتدائی زمانے کے ہین - نوابصاحب مرحوم کی تعجیل سے نظر ثانی بھی نہ ہوسکی - بہت سے محاورے اور ترکیبین جو حضرات لکھنؤ و دہلی کے خلاف ہین اس کلام مین موجود ہین - کیونکہ جو محاورہ میری زبان پر جس طرح جاری تھا مین نے اسکو اُسی طرح موزون کیا-

مجھے سخن سنجان باریک بین سے امید ہے کہ میری کم مائگی کو پیش نظر رکھ کے جا و بیجا نکتہ چینی سے معاف فرمائینگے کہ یہی طریقہ بزرگان پاک نفس کا ہے - بقول حضرت سعدیؔ

چو بینے پسند آیدت از ہزار ۔ بمردی کہ دست از تعنت بدار

راقم
میکش تھانوی از حیدرآباد دکن

(نوٹ) بعض کتابت کی غلطیان صحت نامہ منسلکہ دیوان ہذا سے ضرور مطابق فرمالیجائین

میخانے مین ہے وادیِ ایمن کی تجلی
جب دیکھتا ہے گرتی ہے ہر مست یہ بجلی
اک نور کا بقعہ ہے سراپا تن ساقی
جان دینے کو تیار ہے ایک ایک شرابی
نارِ مئے گلرنگ مین ہے طور کا جلوہ
اور مست یہ کہتے ہین کہ ہے دور کا جلوہ

کانون مین چلی آتی ہین قلقل کی صدائین
اُٹھ اُٹھ کے بلانوش جو لیتے ہین بلائین
نظرون مین کبھی پھرتی ہین ساقی کی ادائین
بے ساختہ یون دیتے ہین ساقی کو دعائین
میخانے کی رونق ہو تری اور زیادہ
ہو گردشِ دوران سے ترا دور زیادہ

ساغر ہون ترے دور مین خورشید و قمر سے
بھٹی پہ تری ابرِ مئے نور کا برسے
بدمست ہزارون ہون تری مست نظر سے
رحمت کی ہو بوچھار اِدھر اور اُدھر سے
ہر رند تری بزم کا جمشید حشم ہو
ہر جام سفالین بھی ترا ساغر جم ہو

تو وہ ہی کہ مے لنڈھتی ہو در پہ ترے دن رات
رحمت سے بدل دیتا ہے آتی ہین جو آفات
اک خلق سمجھتی ہے تجھے قبلۂ حاجات
کیا ذات ہو کیا ذات ہو کیا ذات ہو کیا ذات
صدقے مین ترے سیکڑون سیراب ہوئے ہین
زہاد بھی اب غرقِ مئے ناب ہوئے ہین

ہے اور ہی کچھ نشۂ نرالا تری مُل مین
دکھلاتی ہے سو رنگ نئے بلبل و گل مین
وہ جزو مین کرتی ہے اثر اور یہ کُل مین
یہ وہ ہے کہ شیطان بھی تو آجاتا ہے جُھل مین
توڑا ہے اسی نے بڑے مغرورون کے سر کو
پہونچایا ہے افلاک پہ مزدورون کے سر کو

تو علمِ حقیقی مین وہ ہے عارفِ ذیشان
ایمان کی کہتے ہین ہم اسے مایۂ ایمان
دین درس فلاطون کو ترے طفلِ دبستان
حیوان مجسم ہین بنا لے ہمین انسان
وہ مے دے کہ اُڑجاتے ہین افلاک پہ جس سے

ہوجاتی ہو خود سیر فلک خاک پہ جس سے

سرِ دارا کے صدقے مین پلا دے مئے اطہر | اک خلق خدا آکے پڑی ہے ترے در پر
محروم نہ جائے کوئی میخانے سے اُٹھکر | کچھ بات نہین سوچ تو لے ایک دو ساغر

تیرے ہی تو کہلاتے ہین ہم گرچہ کہین ہین
گو ظرف نہین رکھتے ہین کمظرف نہین ہین

تو وہ ہے کہ ہے تیرا نبیؐ صاحبِ معراج | ہے جدّ ترا شیرِ خدا خلق کا سرتاج
آئے ہین بڑی دور سے محروم نہ رکھ آج | محتاج ہین محتاج ہین محتاج ہین محتاج

اک جام کے خواہان ہین زیادہ نہین لیتے
اک قطرے کے محتاج ہین دریا نہین لیتے

تو وہ ہے کہ اک قطرے کو کر دیتا ہے دریا | ہونے نہین دیتا ہے کبھی خونِ تمنّا
داغِ کفِ سائل کو بنا دے یدِ بیضا | دِکھلاتا ہے ہر بات مین اعجازِ مسیحا

مُردون کو بھی اکبار جلا دیتا ہے واللہ
اور شانِ خدا سب کو دکھا دیتا ہے واللہ

تو وہ ہے کہ دادا نے اُکھاڑا ترے خیبر | دو ہاتھون سے دو ٹکڑے کیا چیر کے اژدر
دو پارہ ہوا ضرب سے جنکی سرِ انتر | محشر مین پلائین گے وہی بادۂ کوثر

تجھ مین بھی وہی شان ہے پھر دیر ہی کیا ہے
اے شیشۂ مے دیکھ تو کیا وقت بھلا ہے

ہم دست نگر تیرے ہین غیرون سے نہین کام | گر خضر بھی دین چشمۂ حیوان سے نہ لین جام
ہو جائین گے آخر تو کبھی قابلِ انعام | اچھا ہی نظر آتا ہے اس دیر کا انجام

عقبےٰ کی طلب ہے نہ یہ دُنیا کی طلب ہے
میکش ہین فقط جامِ مُصفّا کی طلب ہے

دل مین ہے کہ میخانے مین یہ حال ہو اپنا | سر دھڑ سے جُدا ہو تری بھٹّی پہ تڑپتا
پامال ہو مستون کے ترے پائون مین لاشا | اور روح ہو تیرے رُخِ روشن پہ پتنگا

اسطرح اگر نخل تمنا مین پھل آئے
آجانے کا عالم مین نتیجا نکل آئے

وہ مے دے فنا جس سے ہو ہر کام مین حاصل
یہ زنگ جو ہے صاف ہو آئینہ سنے دل
باقی نہ رہے نام کو بھی جسم کی کہگل ہے
اٹھ جائے وہ پردہ بھی جو کچھ رہگیا حائل

اک غل ہو کہ یہ مست ہین غلوی کی نظر کے
سر کے در دولت سے تو کچھ لے ہی کے سرکے

دن عیش کے بھٹی پہ گذارے تری سارے
پیری ہوئی آغاز ہوے گور کنارے
کس بل تھے جوانی کے جو کچھ سب وہ سدھارے
دو گام بھی چل سکتے نہین ضعف کے مارے

منہ کھولے زبان خشک دکھا دیتے ہین تجھکو
جو حال گذرتا ہے جتا دیتے ہین تجھکو

بس اور نہ بک ہوش مین آ عقل کدھر ہے
ای میکش بدمست تجھے کچھ بھی خبر ہے
بیکار طلب ہے یہان جواد کا گھر ہے
اعیان پہ ایک ایک کی ہر آن نظر ہے

کچھ باتین بنانے سے نکلتا نہیین یہ کام
ہو مرضی مولا تو لے ساغر گلفام

اب پھر دعا ہاتھ اٹھا پیش شہ دین
ہو جائیگی مقبول کہ سب کہتے ہین آمین
سرسبز ہو میخانے کا یہ گلشن رنگین
ہر مست ہو بدمست بصد عزت و تمکین

ہو عمر قیامت سے بڑی پیر مغان کی
اور عیش میسر ہو اسے سارے جہان کی

قصائد

قصیدۂ اوّل در مدح مولائی و مرشدی قبلہ و کعبہ حضرت میر امداد علی شاہ صاحب قلندر عُلوی سلمہ اللہ تعالے

سالک راہ کی صورت مرا چلتا ہے قلم
ہوش ور دم ہو نظر پڑتی ہے بالائے قدم

ہے سُویدا کی سیاہی ید بیضا کی بیاض
جلوۂ طور بنی ہے مری ہر ایک رقم

عالمِ غیب سے آتے ہین مضامین بلند
نو بنو تازہ بتازہ مرے دل مین ہر دم

لفظ جو منہ سے نکلتے ہین دُرِ معنی ہین
غور سے دیکھو تو ہر حرف ہو اسرارِ قدیم

آج منقوش ہے اسطرح مرا جام دماغ
سامنے جسکے لکیرین ہین خطِ جامِ جم

ہو مرے لفظون کی کرسی وہ نشستِ اشغال
جسطرح جمع ہون سالک کہین اکجا پہ بہم

حرف مُفرد وہ مرکب ہین مرے باطن مین
جنکی ترکیب سے بن جاتا ہے اسمِ اعظم

میری تحریر کے نقطے ہین وہ نقطے جنسے
نُکتہ چین دنگ ہون اربابِ یقین ہون خُرّم

یہ خبر بھی ہے کہ مین مدح سرا ہون کسکا
دمِ عیسےٰ کی صفت رکھتا ہے جسکا ہر دم

مُردہ دل والون کو بھی زندہ بنا دیتا ہے
ایک کر دیتا ہو اک آن مین ہستی و عدم

میرا آقا مرا مولا مرا رہبر اُستاد
میر امداد علی ابن علیؑ نیک شیم

متّقی ایسا کہ سلمان و ابوذر جیسے
پاک طینت وہ کہ جسطرح سے ابن مریم

دیکھتا ہے اُسے کیا دور نظر جاتی ہے
چلتا ہے لوح پہ جب کاتبِ قدرت کا قلم

غوض ایسا ہے طبیعت مین اگر غور کرے
کشف ہونے لگے تقدیر مُعلق مُبرم

اُسکو حاصل ہے وطن مین وہ سفر آٹھ پہر
صید گھر بیٹھے کیا کرتا ہے آہوے حرم

رات دن ہوتا ہو اُس سے اُنھین اسما کا ظہور
اشرف الخلق ہوئے جس سے جہان مین آدم

انجمن مین بھی وہ خلوت ہے کہ اللہ اللہ
ہو گئی ایک جہان وحدت و کثرت باہم

اسکو کہہ سکتا نہین منہ سے کہ اُسکے حق مین
کہہ گئے خواب مین کیا مجھسے رسُول اکرم

کشورِ عشق کا سلطان ہے باسوز و گداز — آہ و نالہ کے سوا رکھتا نہین خیل و حشم

لشکرِ چشت کا اونچا وہ علم رکھتا ہے — آنکھین پتھرائین تو کچھ کچھ نظر آئے پرچم

جو کوئی آتا ہے وہ نکتہ بتا دیتا ہے — خیبرِ نفس اُکھڑ جاتا ہے جس سے ہر دم

بینوائی مین بھی وہ کام کیا کرتا ہے — مان جاتے ہین جسے دیکھ کے اربابِ ہمم

علمِ توحید مین وہ عارف و کامل مشہور — جسکی ہر بات مین موجود دلیل محکم

منہ سے یون گوہرِ اسرار اُگل دیتا ہے — جسطرح جھوم کے آجاتا ہے خود ابرِ کرم

وقت کا اپنے سلیمان بھی سلیمان ایسا — دیو کے خواب مین بھی آئے نہ جسکی خاتم

کہنا جو کچھ ہو وہ کہدے جو ہو دینا دیدے — گوشۂ دل مین ٹھہرتے ہی نہین لا و نعم

اتنا آزاد کہ مٹ جائے کوئی غم بھی نہ ہو — جانتا ہی نہین سکتے ہین کسے رنج و الم

اُسکے خُدّام کو ہو خوفِ جہنم کیونکر — زخمِ عصیان کو مٹا دیتا ہے اُسکا مرہم

رُک گیا توسنِ خامہ یہ سمجھکر دل مین — ایسے آقا کے نہین ہونے کے اوصاف رقم

اب دعا کر تو یہ میکش کہ مرے حضرت کے — چشمۂ فیض سے سیراب ہو سارا عالم

جتنے خُدّام ہین سب گوہرِ مقصد پائین — ہر شب و روز ترقی پہ ہو الطاف و کرم

ذوق اور شوق ہو ہر ایک کے دل مین پیدا — دم مین جبتک کہ ہے دم بھرتے رہین اُسکا دم

قبضۂ نفس سے چھوٹون یہ ہو مجکو توفیق — خوابِ غفلت سے ہو بیدار مرا بختِ دژم

قصیدۂ دوم ایضاً

لائی ہے بادِ صبا مژدۂ فصلِ بہار — پھر تر و تازہ ہوا میرا دلِ داغدار

ناز سے آئی نسیم گلشنِ ایجاد مین — کھُل گئے غنچون کے منہ صبح ہوئی آشکار

مطلعِ خورشید سے نکلی سُنہری کرن — دھر کے چمکا دیے جتنے تھے نقش و نگار

دیکھ کے لالے کا رنگ لعل مین دنگ ہے — گیسوئے سنبل پہ ہین خطِ شعاعی نثار

شاہدِ گلبن کا نور نور علےٰ نور ہے — بنگئی نارِ خلیل آتشِ شاخِ چنار

نور کے تڑکے سے آج آئی گلون کو ہنسی — شبنمِ تازہ نے بھی کر دیے گوہر نثار

سبزۂ خوابیدہ سے سبز ہے ہر اک روش — لیتے ہین انگڑائیان سرو لبِ جوبار

دوش پہ غنچون کے خُم ہی سے لبالب بھرے — گُل ہین پیالہ بنے بر سرِ ہر شاخسار
باغ کے غنچے بھی گُل کھا کے ہوا سنگئے — آئی ہے بادِ سحر خوب ہی مستانہ وار
دیتا ہے معشوق کی نوک مژہ کا مزا — ہاتھ مین چُبھ جاتا ہے جب کسی گلچین کے خار
باغ کا ہر نونہال کیون نہو بڑھکر نہال — پالے جسے شوق سے دایۂ ابرِ بہار
نسترن و یاسمین کیون نہ نکالین پھبن — جنکی ہر اک شاخ نے پہنے ہین پھولونکے ہار
سنبل و ریحان کی بُو پھیلی ہے وہ چارسُو — سامنے جنکے نہ لے کوئی بھی مشکِ تتار
دیکھ کے اطفالِ شاخ کہتی ہی بادِ مُراد — پھولنے پھلنے بھی دو طفل ہین یہ ہونہار
حاتمِ دوران بنا ہر شجرِ بارور — چلتی ہے جسدم ہوا کہتا ہے ہان بار بار
خوشۂ انگور سے اسلیے ٹپکی شراب — نرگسِ مخمور کو ہونے لگا تھا خمار
نہر کا آبِ روان مثل روان صاف ہے — جسکی ہر اک موج کا حلقہ ہے آئینہ وار
آتشِ گُل کے شرر ہین یہ نہین برگِ گل — پانی مین گرنے سے بھی بُجھتی نہین ہے یہ نار
چاندنی پھیلاتے ہین خوب گل چاندنی — موتیے کے پھُولونسے ہوگئی دونی بہار
چہچہے اور قہقہے باغ مین ہین چارسُو — ہے کہین قمری کا غُل ہے کہین شورِ ہزار
دامن گلشن ہوا ایک ہی جھونکے مین پُر — بار گرے بار بار پھول گرے بیشمار
سوسن رنگین بیان کھول کے اپنی زبان — بُلبل و گل کی ثنا کرتی ہے بے اختیار
دیکھکے مستون کا دَور پھر گیا گردون کا سر — چھا گئی چارون طرف رحمتِ پروردگار
جھُوم کے اُٹھی گھٹا برق ہوئی خندہ زن — دیکھ کے ابرِ بہار ناچتے ہین بادہ خوار
آئی صدا ناگہان کان مین میرے یہی — سوتا ہی کس نیند مین خواب سے ہو ہوشیار
تو بھی تو گھر سے نکل اُٹھ کے تماشا تو دیکھ — عالمِ ایجاد مین آج ہے کیسی بہار
سُنتے ہی آواز غیب کھُل گئین آنکھین مری — دیدۂ مخمور سے اُڑ گیا بالکل خُمار
آب سے کر کے وضو رکھا جو باہر قدم — نورِ علےٰ نور تھے دھر کے نقش و نگار
سوئے فلک جب مری پہونچی یکایک نگاہ — قافلے حورون کے پھر آئے نظر بیشمار
جاتی ہین اک سمت کو پڑھتی سلام و درود — ہاتھونمین پھُولون کے ہار جسم پہ سولہ سنگار

ہے کوئی سیمین بدن ہے کوئی شیرین سخن　　ہے کوئی غنچہ دہن ہے کوئی لالہ عذار

ہے کوئی زرین قبا ہے کوئی نازک ادا　　ہے کوئی سرتا پا صنعت پروردگار

ہے کوئی زہرہ جبین ہے کوئی ماہ مبین　　ہے کوئی شکلِ حسین ہے کوئی رشکِ بہار

ہے کوئی مصباح دل ماہ ہو جس سے خجل　　لعبت چین و چگل ہے کوئی بے اختیار

ہے کوئی آرام جان ہے کوئی نورِ جہان　　ہے کوئی رنگین بیان ہے کوئی پُر اضطرار

ہے کوئی زہرہ خصال رکھتی ہے سحرِ حلال　　ہے کوئی نازک خیال ہے کوئی بالکل شرار

الغرض اک حورعین آگئی میرے قرین　　مین نے کہا کہ نازنین کچھ تو کرو آشکار

عزم ہے کس سمت کا کیا کوئی حشر آگیا　　ہو گیا رفتار پر میرا تو دل ہی نثار

بولی وہ اے بیخبر کیا نہین تجھکو خبر　　عُرس ہے مرزا کا آج خُلد مین جسکی پُکار

آج دکن کی زمین بنگئی خلدِ برین　　آئی ہین سب حورعین بہرِ طوافِ مزار

مین نے کہا وہ جگہ ہے کہان کچھ تو بتا　　تاکہ سر و چشم سے مین بھی ہون چلکر نثار

سوے فلک دیکھکر اور بدلکر نظر　　کر کے اشارہ سا کچھ ہو گئی بالکل فرار

مین نے جو دیکھا یہ ڈھنگ چُھپ گیا دلمین خدنگ　　ہاتھ سے جاتا رہا پھر دل بے اختیار

شوق زیارت مجھے جب ہوا حد سے سوا　　نکلا مین اک سمت کو ناچتا دیوانہ وار

دیکھا تو اک باغ ہے غیرتِ خلدِ برین　　غازۂ روئے حسین جسکی زمین کا غبار

باغ مین چارو نطرف رکھی ہین صدہا سبیل　　پھر رہے ہین جابجا خضر نمط آبدار

خلق کا انبوہ ہے جمع ہین نظارگی　　دنگ ہین سب دیکھ کے عُرس کے نقش و نگار

کیون نہ ترقی پہ ہو تیرھوین شب کا ظہور　　نورِ مہ چاردہ شام سے ہے آشکار

سرو چراغان بھی ہین جھاڑ بھی فانوس بھی　　نور کی قندیلین بھی جل رہی ہین بیشمار

روضۂ اقدس پہ بھی ایک تزک ہے نئی　　عقل جسے دیکھکر دنگ ہے آئینہ وار

پیش مزارِ حضور گرم ہے بزمِ سماع　　بجتے ہین چنگ و رباب اور سرود و ستار

دیکھا جو مین نے یہ ڈھنگ آگیا چہرے پہ رنگ　　دلمین یہ اُٹھی اُمنگ ہوا بھی چلکر نثار

جا پڑی اک شخص پر میری یکایک نظر　　نور علے نور تھا جسکا کہ ایک ایک تار

گنبد گردان کو بھی ہو نہ یہ زینت نصیب
برج و منازل کو بھی ہو نہ یہ حاصل وقار

مین نے یہ دل سے کہا پہلے یہین چل ذرا
دیکھ تو نورِ خدا ہو رہا ہے کیون حصار

جب مین بڑھا اُسطرف خیمے کے پہونچا قریب
چھا گئی کُل جسم پر ہیبتِ پروردگار

دیکھا تو اُس خیمے مین ہی کوئی شیر خدا
بیٹھا ہے اک شان سے سر پہ کلہ تاجدار

جمع ہین چارون طرف اور بھی کچھ اہل دل
روے منوّر کو سب تک رہے ہین باربار

جسکے تکلم سے ہی خوے نبیؐ جلوہ گر
جسم مطہر سے ہے بوسے علیؑ آشکار

عقل نے مجھسے کہا **میکش** خستہ جگر
کیا نہین ابتک ہوا نشئے کا تیرے اُتار

سوچتا ہے کیا کھڑا دیر سے او بے ادب
کیون نہین کرتا ابھی گوہر جان کو نثار

ہے یہ وہ آقا ترا جس نے دیا تجھکو گنج
ہے یہ وہ مولا ترا جسنے کیا مالدار

ہے یہ وہ مرآت حق جان کو ہی جس سے جلا
ہے یہ وہ ابر کرم دھو دیا دل کا غبار

ہی یہ وہ نور لطیف جس سے ہے حق بین بصر
ہی یہ وہ نور ہدا جس سے ہے دل کامگار

ہی یہ وہ محبوب حق جس پہ تھے **مرزا** فدا
لحمک لحمی جسے کہدیا بے اختیار

یاد ہین تجھکو وہ دن جرعہ بھی ملتا نہ تھا
ہے یہ اسیکا کرم پیگیا مے بیشمار

عجز سے قدمون پہ سر رکھکے وہ مطلع تو پڑھ
گلشن جنت بنے جس سے دلِ داغدار

مطلع ثانی

اے شہ کون و مکان مظہرِ پروردگار
علوی عالی گہر سیّد والا تبار

تیرے ہی دم سے ہے یہ عالم ایجاد سب
تیرے ہی باعث سے ہی گردش لیل و نہار

تیرے ہی دم سے ہین یہ مست ہین جتنے یہان
تیری ہی مے ہے وہ یہ جسکا نہین ہی اُتار

سب ہین انالشرق گو کوچے کے ذرّے ترے
بنتا ہے کحل البصر تیری گلی کا غبار

جبّۂ فقر و فنا آج ہے شایان تجھے
علم لدُنّی کا تاج تجھ ہی کو ہے سازگار

آج وہ سلطان ہین کوچے کے تیرے گدا
جنکے مقابل کبھی ہو نہ کوئی شہریار

پہونچی ہی شہرت تری خلق مین چارون طرف
آتے ہین صدہا بشر چھوڑکے اپنا دیار

بغض ہے تجھسے جنھین ہین وہ خدا کے عدو
دوست خدا کے ہین وہ جو ہین ترے دوستدار

شبلی دوران ہے تو فخر سلیمان ہے تو ۔۔۔ شافع عصیان ہے تو رحمتِ آمرزگار
تجھ مین ہے آنِ علیؑ تو ہے نشانِ علیؑ ۔۔۔ شوکت و شانِ علیؑ تجھسے ہے سب آشکار
منبعِ عرفان ہے تو نیرِ تابان ہے تو ۔۔۔ نورِ دل و جان ہے تو لاکھ مین کہدون پکار
سایۂ یزدان ہے تو گوہرِ ایمان ہے تو ۔۔۔ آیۂ قرآن ہے تو صورتِ پروردگار
ناظمِ دینِ نبیؐ عالمِ علمِ علیؑ ۔۔۔ واقفِ سرِّ خفی سرورِ عالی وقار
تیری یہ **علوی** نظر عرش سے جائے گزر ۔۔۔ کون ہے ایسا بشر ہوے جو تجھسے دوچار
تیری یہ زندہ دلی اک ہے قیامت نئی ۔۔۔ جنبشِ لب سے ابھی مردے ہون زندہ ہزار
غیرتِ فردوس ہی تیری ریاضت کا باغ ۔۔۔ تیرے پسینے کی بو بنتی ہے عطرِ بہار
آج ترے دور مین مست ہے ہر اک بشر ۔۔۔ نفس کے ہاتھو نسے مین تنگ ہون ای شہریار
بے ترے ممکن نہین درد کی میرے دوا ۔۔۔ رحم کے قابل ہوا اب تو مرا حال زار
آتشِ غفلت مین سب جلگیا رنگ شباب ۔۔۔ گزرے جوانی کے دن اسلیے ہون بیقرار
خلق کی نظرون مین مین ہو گیا اتنا ذلیل ۔۔۔ کوئی بھی کرتا نہین آج مرا اعتبار
میری کسی بات کو ہے نہین بالکل ثبات ۔۔۔ کام ہین جتنے مرے سارے ہین ناپائدار
خوف ہی کل کا مجھے کیونکہ ہو تم بے نیاز ۔۔۔ حشر مین ایسا نہو مجھکو کرو شرمسار
قابلِ بخشش نہین کوئی بھی میری خطا ۔۔۔ فضل کا امیدوار فضل کا امیدوار
بس ارے **میکش** سنبھل حد سے زیادہ نہ چل ۔۔۔ ختم قصیدے کو کر دیکے دعائین ہزار
چرخ پہ جبتک رہے چشمِ کواکب مین نور ۔۔۔ دہر مین جبتک رہے گردشِ لیل و نہار
خلق مین جبتک ہے یہ گلبنِ باغِ وجود ۔۔۔ گلشنِ ایجاد مین آتی ہے جبتک بہار
فکر کو جبتک ہون یہ گوہرِ مضمون نصیب ۔۔۔ سیپ مین جبتک کہ ہون ایسے دُرِ شاہوار
شیخ کا یارب مرے سطح جاری ہو فیض ۔۔۔ جس سے نہ خالی رہے کوئی بھی ملک و دیار
جنکو ہو حضرت سے اُنس دہر مین پھولین پھلین ۔۔۔ خاک مین ملجائین وہ جنکے ہو دلمین غبار

قصیدۂ سوم در مدح جناب نواب جعفر حسین خان بہادر صف افگن جنگ نواب تاڑبن

سرسبز ہوا پھر مرا گلزار معانی
لفظون سے ٹپکتی ہے طبیعت کی جوانی

کیا پانون نکالے ہین مری طبع روان نے
شرمندہ ہوئی جاتی ہے دریا کی روانی

سو بار لکھا ہے مجھے بہزاد نے اُستاد
حیران ہے صنعت کو مری دیکھکے مانی

یون دل سے نکلتے ہین مرے گرم مضامین
جسطرح روان ہوتی ہے کشتی دُخانی

اقلیم سخن کا ہون سخنور مرے اشعار
کرجاتے ہین کچھ اہل زبان یاد زبانی

ہے مصر کا بازار مری نظم دلآویز
ہر مصرع ثانی ہے مرا یوسف ثانی

وہ کام کیا کرتی ہے پوشیدہ مری عقل
کھُل جاتے ہین اک بات مین اسرار نہانی

وہ شور اُٹھایا مرے مضمون فغان نے
سُنکر جسے خوش ہونے لگی روح فغانی

آہون سے جلا دیتا ہون مین خانۂ عنقا
سکھلاتا ہون مین برق کو بھی آگ لگانی

دکھلائے جھلک گر مرا داغِ دلِ روشن
ہوجائے ابھی چاک درِ مہتاب کتانی

کیونکر نہو حاصل مجھے یہ نعمت عظمےٰ
ہون مدح سرا جسکا وہ ہے حاتم ثانی

یعنے کہ وہ نواب جسے کہتے ہین جعفر
صف افگن ہر معرکۂ صیف زبانی

ہے طبع خداداد سخن سنج و سخن رس
رکھتا ہی ہر اک شعر مین وہ حُسن معانی

اُس شکر مین مجھ تک جو قدم رنجہ کیا ہے
پڑھتا ہون مین دل کھولکے اب مطلع ثانی

مطلع ثانی

اے تازہ کن رسم و رہ فیض رسانی
کہنہ ہے ترے سامنے حاتم کی کہانی

صد شکر کہ اللہ نے آنکھون سے دکھادی
جو بات کہ سُنتا رہا خلقت کی زبانی

ہر وقت ترے سامنے ہے ساغر جمشید
ان روزون تری بزم کا ہی رنگ کیانی

اقلیم معانی مین غنیمت ہے تری ذات
کردیتی ہے بیچین تری سحر بیانی

رقت تری دھو دیتی ہے اعمال کو تیرے
رحمت کا برستا ہے تری آنکھ سے پانی

کیا امن کی صورت ہی ترے تاڑکے بن مین
کرتا ہے یہان گرگ شب و روز شبانی

عالم سے نرالے ہین ترے جوہر ذاتی
ہمسنگ ترے ہون نہ کبھی گوہر کانی

کردیتی ہے سرمست تری بوے محبت | کرتا ہے نئے ڈھنگ سے تو عطرفشانی
میکش سے بیان ہو نہین سکتے ترے اوصاف | اب ختم دعا پر ہے قصیدے کی روانی
اللہ رکھے شاد تجھے دہر مین ہردم | سرسبز ہو ہر لحظہ ترا باغ جوانی
سایہ ہو رسول عربی کا ترے سر پر | جبتک کہ بقا رکھتا ہے یہ عالم فانی
حامی ترے ہر وقت حسین ابن علی ہون | اور جعفر طیار ترے یار ہون جانی
گلشن ترے حسّاد کا پامال خزان ہو | چلتی رہے ہر وقت وہان باد خزانی
پھولے پھلے دن رات تری کشت تمنّا | فوارون سے رحمت کے پہونچتا رہے پانی

قصیدۂ چہارم در مدح حاجی حرمین شریفین جناب نواب احمد حسین خان بہادر مہتور جنگ عرف صوفی نواب

آج کس ناز سے گلشن مین چلی باد سحر | عطر مین ڈوبے ہوئے ہین جو ہر اک سو گل تر
چمن عالم ایجاد مین ہے تازہ بہار | دیکھتے ہین کسے یہ دیدۂ نرگس اٹھکر
کسکی تعظیم کو یہ سرو ہوئے استادہ | نخل امید کے گل ہونگے نچھاور کسپر
کسکا بلبل کی زبان پر ہے ترانہ ہر دم | ہوگا کس سرو خرامان کا گلستان مین گذر
مسکراتے ہین جو غنچے یہ خوشی ہے کیسی | کیا صبا کہہ گئی کچھ کان مین انکے آکر
رقص مین چارون طرف آج ہین مرغان چمن | باغ جنت کا گمان ہونے لگا گلشن پر
داغ لالے کے مٹے جاتے ہین حیرت ہے مجھے | خود بخود گرتے ہین ہر شاخ سے گل کھل کھل کر
آج قمری کی بھی کوکو مین ہے ہو کا نغمہ | کچھ تعجب نہین گر سرو مین آجائے ثمر
ید بیضا کیطرح شاخ سمن روشن ہے | غیرت نخل سر طور ہے ہر ایک شجر
بارور شاخین جو اونچی ہین جھکی جاتی ہین | فرش سبزہ نے بچھایا ہے بہت بڑھ بڑھکر
ہر شجر مستی تازہ سے عجب جھومتا ہے | ڈالیان غنچون کے منہ چومتی ہین یہ کہکر
اتنو جامے مین بھی پھولے نہ سماؤ غنچو | آج ہے خوف کدیو رنہ ہے گلچین کا ڈر
آج ہے عالم بالا مین بھی سامان خوشی | شام سے شبنم تازہ نے لٹائے ہین گہر

ساقیا بندھ گیا احرام کہ اُٹھی ہے گھٹا
طوف میخانہ ہوا فرض ترے مستون پر

نعرہ تکبیر کا ہے قلقل مینا کی صدا
دور ساغر نہین ہو آج ہے حج اکبر

آب زمزم سے ہو معمور ہر اک خم وسُبو
با وضو رند ہین طیار ترے دیر نہ کر

سنگ اسود کیطرح چومین گے چوکھٹ تیری
آج تجھ پر سے ہون قربان ترے مست نظر

کچھ خبر بھی ہے تجھے آج ہے سامان کیسا
آج دن عید کا ہے ہوش مین آ دیکھ ادھر

یعنی حج کرکے دکن آئے ہین صوفی نواب
جنکے دیدار کے مشتاق تھے مدت سے بشر

لکھو اک مطلعِ روشن ابھی اور اے میکش
جسکے ہر نقطے پہ قربان ہون لاکھون نیّر

مطلع ثانی

اے خوشا حاجیِ حرمین وسخی نیک سیر
اوج پر ہو ترے اقبال کا دائم اختر

ذکر اللہ سے سینہ ہوا تیرا معمور ہے
بڑھتی ہو حُبّ نبیؐ دل مین ترے آٹھ پہر

تیرے اخلاق تو مدت سے ہین مشہور جہان
ذکر حاتم کی طرح پھر نہو کیونکر گھر گھر

تونے جاکر وہ مدینے مین کیا حاصل فخر
عمر بھر یاد کرے گا تجھے ہر ایک بشر

صاف ہو زنگ کدورت سے ترا دل اسطرح
کہ بجز خیر نہ پاس آئے کبھی جسکے شر

اور ہی طرح کی ضو اب ہو عیان چہرے سے
اُسکو آئیگی نظر ہو جو کوئی اہل نظر

ختم کر دیکے دعا اپنا قصیدہ میکش
کیونکہ نواب کے ہین حد سے فزون وصف وہنر

تیرے حامی رہین ہر وقت رسُول الثقلین
دائما رکھین ترے حال پہ رحمت کی نظر

نیک اعمال کی توفیق تجھے بخشے خدا
بارور نخل تمنّا ہو ترا آٹھ پہر

عمر و دولت کو ترقی ہو فزون ہو اقبال
سایۂ آل پیمبر رہے دائم سر پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
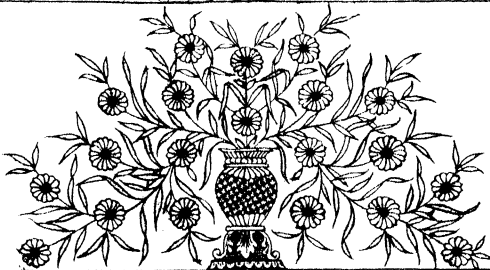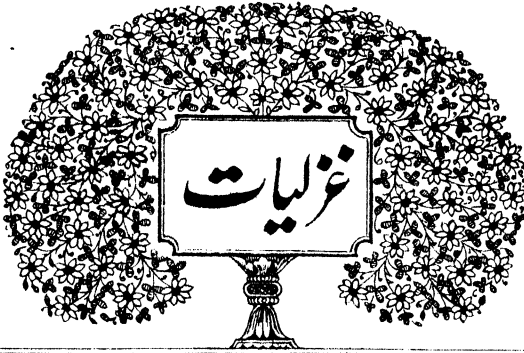
مایۂ شکر ہے مخلوق پر احسان تیرا
نام لکھا ہے قلم نے سر دیوان تیرا

نظر انداز کرے کون کو حیران تیرا
پھینکدے خلعت ہستی کو بھی عُریان تیرا

سامنے عام کے پھیلا ہوا ہی خوان تیرا
صاحب خانہ ہر اک بنگیا مہمان تیرا

ہفت قُلزم کو وہ اک اشک چکیدہ سمجھے
بیٹھے رونے کو کبھی گر کوئی گریان تیرا

زخم عصیان کی صفائی کے لیے محشر مین
شور رحمت سے لبالب ہے نمکدان تیرا

گوشۂ چشم بُتان ہے ترا دولت خانہ
دل عاشق ہے سرا پردۂ ویران تیرا

تیرے ملنے کی تمنّا ہی رہی عالم کو
لیگئے صاحب دل قبر مین ارمان تیرا

سر سے اُترا ہوا ہے تیر ترا پہلو تک
دیدہ سوفار ہے دل بنگیا پیکان تیرا

جو ترے سائے مین آجائے نہین اُسکو زوال
کہین بُجھتا ہے چراغ تہِ دامان تیرا

عقل مین تیری احاطت نہ کبھی ہو محدود
مل رہا ہے سر آغاز سے پایان تیرا

کونسا دل ہے تری یاد سے خالی ایجان
کلمہ پڑھتا ہے ہر اک گبر و مسلمان تیرا

موت بھی ہے ترے فانی کی حیات ابدی
اے صنم زندۂ جاوید ہے بیجان تیرا

کبریائی اسے کہتے ہین کہ اللہ اللہ
زیر لب حرف انا رکھتا ہے دربان تیرا

یہ بھی اک شان جلالی و جمالی ہے تری
عشق پیدا ہے مرا حسن ہے پنہان تیرا

اُف ری شوخی کہ نہین دہر کو اک آن قرار
ڈھنگ سب سیکھ گئی گردش دوران تیرا

ربط باطن نہیں معلوم مگر ظاہر میں | یار دم بھرتا ہے عالم میں ہر انسان تیرا

ساتھ علوی کے تھا میکش بھی لیے شیشۂ مے
گرم جس جا ہوا ہنگامۂ مستان تیرا

تری راہ محبت میں جو ایجان سے کے بل نکلا | وہی اس وادی وحشت میں دو اک گام چل نکلا
لگا کر ہاتھ بھی مجھکو عبث تکلیف کی تو نے | یہان دم پہلے ہی آنے سے تیرے اے اجل نکلا
نہ گرنے پائین آنسو کہدو حجّابان مژگان سے | بپا ہو جائے گا طوفان جو یہ چشمہ اُبل نکلا
ہجوم اشک تھا دلمین کہان تک ضبط کرتا مین | خزانہ بھر گیا جسوقت فوّارہ اُچھل نکلا
تصور مین قدِ رعنا کے ساری عمر کھو بیٹھے | کبھی نخلِ تمنّا مین نہ کوئی پھول پھل نکلا
بکے جو کچھ ترا دیوانہ بک لینے دے ای ساقی | بہت کمظرف تھا جو ایک چلّو مین اُبل نکلا

پس مُردن نہ نکلا پاس کچھ کمبخت میکش کے
شکستہ سا تو اک شیشہ فقط زیرِ بغل نکلا

کس بُت نے آکے بام پہ جلوہ دکھا دیا | حیرت مین ایک خلق خدا کو پھنسا دیا
قاصد سمجھ کہ بچ ہی گیا کشتۂ فراق | اُس نے سوال وصل پر گر لب ہلا دیا
مستی مین سو رہا تھا عدم مین کہین پڑا | اک فتنہ گر نے آکے مزے مین جگا دیا
مفلس ہون غیر رشتۂ جان کچھ نہین ہے پاس | دل کا خزانہ جتنا تھا سارا لٹا دیا
پاتا ہون مین کسیکو جو کرتا ہون دل مین غور | حیرت مین ہون خدا نے مجھے کیا بنا دیا
کچھ تو پتا لگائے گا اُس بُت کے بام کا | مُرغ نظر کو ہمنے ہوا پر اُڑا دیا
پہلو مین آکے یار نے کی ایسی گفتگو | دفتر تھا جتنا شکوون کا سارا مٹا دیا

میکش یہ جان کنی تو نہ ہوتی شراب سے
ساقی نے زہر گھول کے شاید پلا دیا

آئینہ خانہ جب اِس دل کا مُجلّا ہو گیا | دونون عالم کا تماشا اسمین پیدا ہو گیا
کھلی چشم فتنہ گر کا یہ اشارہ ہو گیا | عرصۂ محشر مین بھی اک فتنہ برپا ہو گیا
میرا قاتل روز محشر کیا ہی رسوا ہو گیا | وقت پرسش ہر دہانِ زخم گویا ہو گیا

خاکساری کا بھی میری راز افشا ہوگیا
دم نکلتے ہی مرے تن سے بگولا ہوگیا

میری ہستی مٹگئی اثبات اُسکا ہوگیا
اُسمین مین ایسا چھپا وہ مجھسے پیدا ہوگیا

جلوہ گر پہلو مین جب وہ ماہ سیما ہوگیا
خود بخود روشن مرا داغ تمنا ہوگیا

بزم مین اظہارِ رازِ دل معما ہوگیا
ذکر جسکے لب پہ یہ آیا وہ گونگا ہوگیا

آہ بھی لب پر نہین آتی کبھی اے ضبطِ دل
مجھکو حیرت ہی کہ کیون عالم مین چرچا ہوگیا

دل ہی معمورِ خیالاتِ رُخ و زلفِ بُتان
تھا کبھی کعبہ مگر اب تو کلیسا ہوگیا

کچھ فقط دل ہی نہین توڑا ہی تیرِ ناز نے
چاک سینہ ہوگیا زخمی کلیجا ہوگیا

اُف ری کج بختی رفوگر بھی مجھے ظالم ملا
ایسے کچھ ٹانکے لگائے زخم گہرا ہوگیا

آنکھ مین شکل خیالی اُنکی ہے آٹھون پہر
رشتۂ تارِ نظر مین قید عنقا ہوگیا

شب وہ برہم ہوکے اُٹھے محفل عشاق سے
دو قدم چلنے نہ پائے حشر برپا ہوگیا

ایک دل تھا تھے نہ کچھ دو چار پہلو مین مرے
وائے قسمت وہ بھی ان روزون کسیکا ہوگیا

نام پیدا عشق مین کرکے ہوا ہی بے نشان
طائرِ دل میرے پہلو ہی مین عنقا ہوگیا

آنکھ کے حلقے مین آکر رُک گئی ہے سیل اشک
کشتی تھی دریا مین اب کشتی مین دریا ہوگیا

شکل اسے کہتے ہین جب نبجائے مٹنا ہو محال
اپنی جب تصویر بگڑی بھی تو خاکا ہوگیا

میرے پہلو مین وہ روئے آتشین ہی جلوہ گر
جسکے رُخ کی ضو سے جلکر طور سُرما ہوگیا

یار خلوت سے نکلکر عالمِ ایجاد مین
آیا تھا بہرِ تماشا خود تماشا ہوگیا

پہلے سُنتے ہین جہا نمین تھی بہت قدرِ سخن
آجکل تو خوب ہی بازار ٹھنڈا ہوگیا

توسن نفسِ اپنا میکش کتنا کجرفتار ہے
سیدھا چلتا چلتا منزل ہی پہ ٹیڑھا ہوگیا

نیست سے ہست جو یہ عالم ایجاد ہوا
کوئی شاگرد ہوا اور کوئی اُستاد ہوا

آج پھر قتل کو شاید مرے ارشاد ہوا
خود بخود کیون دلِ ناشاد مرا شاد ہوا

میرا سینہ نہ تہِ ناز نو جلاد ہوا
مجھ پہ اکدن نہ روان خنجرِ فولاد ہوا

کیون ستم تازہ نہ مجھ پر ستم ایجاد ہوا
کون کمبخت سے تجھے مانع بیداد ہوا

شکر ہے فکرِ کفن یارون کو کرنی نہ پڑی / ٹھوکرون مین تری لاشہ مرا برباد ہوا
خوفِ آسیب نکیرین سے کیا ہو تہِ قبر / جبکہ آنکھون مین کوئی نقش پریزاد ہوا
لوثِ دُنیا نہ گیا اور مین گیا دُنیا سے / یہ بھی مرنا ہے کوئی جبکہ نہ آزاد ہوا
پوچھتے پوچھتے جا پہونچین گے تجھ تک ہم حشر / کتنی ہی بھیڑ ہو گر نام ترا یاد ہوا
راہ پر آیا نہ یہ نفس مرا ساری عمر / کبھی فرعون ہوا اور کبھی شدّاد ہوا
ضربتِ موت سے جب قطع ہوا تارِ نفس / طائرِ روح کے پر کھل گئے آزاد ہوا
چیزِ دشمن کی بھی اچھی ہو تو لیتے ہین اُڑا / داخلِ باغِ جہان گلشنِ شدّاد ہوا
ملکِ ہستی ہے کدھر کون تھا واقف پہلے / میرے ہی دم سے یہ ویرانہ بھی آباد ہوا

طالبِ دید ہون محشر مین غرض کیا میکش
ساتھ جب اپنے بغل مین وہ پریزاد ہوا

پہلو سے دل کو قاتل کا تیر لیکے نکلا / اک شاہباز آیا نخچیر لیکے نکلا
روزِ الست سے ہون کس دور مین جہان کے / گھر سے مین اپنے کیسی تقدیر لیکے نکلا
دیکھون تو معرکے مین لیجائے کون بازی / مین سر بکف وہ قاتل شمشیر لیکے نکلا
اک خلق میرے منہ کو حیرت سے دیکھتی تھی / محشر مین جب مین تیری تصویر لیکے نکلا
وہ خوگرِ اسیری ہون مین دمِ رہائی / مجلس سے ساتھ اپنے زنجیر لیکے نکلا
کسطرح سے اثر ہو اُس بت پہ حضرتِ دل / نالہ ہی جب نہ اپنا تاثیر لیکے نکلا
میثاق مین ملی ہے اقلیمِ عشق مجھکو / روزِ ازل سے ہون یہ جاگیر لیکے نکلا
شب شمع اُسکے رُخ سے پھیکی یہ ہوگئی تھی / پروانہ بھی پرون مین گلگیر لیکے نکلا
دم بھی ہمارا دیکھو کس دھوم سے چلا ہے / انبوہِ نالہ ہائے شبگیر لیکے نکلا
ناموس و ننگ جائے میکش تو غم نہ کیجے / کوچے سے کون اُسکے توقیر لیکے نکلا

پی خوب دل لگا کر اب خوف کیا ہے میکش
شیشہ بغل مین تیرا جب پیر لیکے نکلا

مسیحا سے علاج اپنا نہوگا / مرض بڑھ جائے گا اچھا نہوگا

جہان مین ایک بھی ایسا نہوگا | جو تجھ پر جانجان شیدا نہوگا
حسین دنیا مین گر تجھ سا نہوگا | تو مجھسا عاشق شیدا نہوگا
اٹھاتے ہین وہ فتنے بیٹھے بیٹھے | تو کیسے حشر کیا برپا نہوگا
تسلی کو فقط کہتا ہے قاصد | یہان تک وہ کبھی آیا نہوگا
تری صورت کا صناع ازل نے | کوئی نقشہ کبھی کھینچا نہوگا
وہ سر پر بوجھ ہی ہر وقت میرے | فرشتون سے بھی جو اٹھا نہوگا
ستالے چاہے جتنا نفس اکدن | زمین مین کیا تجھے گاڑا نہوگا
حسین یوسف بھی تھے لیکن مرے جان | تمھارا سا کبھی نقشا نہوگا
قیامت بھی اگر آجاے ظالم | ترا وعدہ کبھی پورا نہوگا
بجز عشق بتان تو نے الٰہی | مری قسمت مین کچھ بھی لکھا نہوگا
قیامت آنے دے دیکھونگا او بت | خدائی کا تجھے دعوےٰ نہوگا
عبث ہے مجھسے تیری لن ترانی | کسی نے کیا تجھے دیکھا نہوگا
جو ہے بار گنہ گردن پہ غم کیا | کبھی یہ بوجھ کیا ہلکا نہوگا
ابھی تو صور پھونکے گا سرافیل | ترا رخ گر پس پردا نہوگا
نہون زیر و زبر جب تک دو عالم | ترا بسمل کبھی ٹھنڈا نہوگا
ابھی گھبرا گئے کیون حضرت دل | ابھی کیا کیا ہوا کیا کیا نہوگا
مری بدنامیان جھنڈے پہ ہین آج | کوئی یون عشق مین رسوا نہوگا
دکھاؤن آج مین وہ رقص بسمل | جو قاتل نے کبھی دیکھا نہوگا
نہین ایسی جگہ کوئی جہان مین | جہان اس شوخ کا چرچا نہوگا
سحر ہوے سے چلے جانا مرے جان | ابھی تو مرغ بھی بولا نہوگا

مبارک حضرت واعظ کو جنت
وہان میکش گذر اپنا نہوگا

چشم مین دھیان ہے پیمبر کا | آنکھ میری ہے جام کوثر کا

منہ سے لیکر مین نام حیدر کا
توڑ ڈالون حصار خیبر کا

ہاتھ اوچھا پڑا ستمگر کا
نہوا فیصلہ مرے سر کا

امتحان کیجے سخت جان ہین ہم
منہ پھرا دینگے تیغ و خنجر کا

زخم دل کی ہے اور چارہ گری
کام ہی کچھ نہین رفوگر کا

ہجر کی شب عجیب موذی ہے
سانپ بن جاے تار بستر کا

اور ہی کوئی بولتا ہے یہ
ورنہ کیا منہ کسی سخنور کا

دیکھ لینگے گلون کی خندہ زنی
جھونکا سے چلنے دو کوئی صرصر کا

خود ہی تیری ہے بدپیشانی
اسپہ طرہ ہے چاند جھومر کا

نحن اقرب کو جو نہ سمجھا اسے
نہ ملیگا پتا ترے گھر کا

قلب روشن ہی میرے پہلو مین
مین نہ لون آئنہ سکندر کا

سنگ اسود سمجھ کے چوم لیا
سنگ در ہمنے ایک اکفر کا

قبر سے نکلا اپنا کاسہ سر
ہوکے مشتاق کسکی ٹھوکر کا

دور جا پہونچے رہروان عدم
اپنا اب تک قدم نہین سر کا

دونا مغرور کر دیا انکو
پھوڑ دون آئنہ سکندر کا

غیب مین تھا جو سب ظہور مین ہے
جلوہ باہر ہے سارا اندر کا

ہون وہ میکش کہ میرے مرقد پر
دور چلتا رہیگا ساغر کا

عبث دم بھرتا ہے دشمن کسیکا
نہین کوئی بت پرفن کسیکا

بہا کر لعل اشک سرخ اے غم
لٹایا خوب ہی معدن کسیکا

یہ راہ عشق وہ منزل کڑی ہے
رکا دو گام کب توسن کسیکا

ثمر لاتا ہے کب نخل تمنا
بھرا پھولون سے کب دامن کسیکا

نہان ہین شوخیان اے حضرت دل
ستم ڈھائیگا بھولاپن کسیکا

نہ اتنی سرکشی کر توسن نفس
ذرا جھکنے تو دے آسن کسیکا

ابھی کھل جاے حشر و نشر کا راز
وہ ٹھکرائین ذرا مدفن کسیکا

جگہ دیتے ہین وہ دل مین عدو کو
مرا گھر ہے غضب مسکن کسیکا

بنایا ہے کسی کو مین نے اپنا
مرے ہاتھ آ گیا دامن کسیکا

کسی کے ساتھ ہو گی لن ترانی
یہان تو ہوتا ہے درشن کسیکا

گئی سب میکشی مین عمر **میکش**
ارے کمبخت اب تو بن کسیکا

فنا کی راہ مین جو مٹ کے پایمال ہوا
بقا کے باغ مین پھولا پھلا نہال ہوا

ہمارا مرنا بھی ایجان اک وبال ہوا
ہماری جان گئی آپ کو ملال ہوا

نہ پوچھو عشق مین ہمسے کہ کیا مآل ہوا
غم فراق مین جب مرگئے وصال ہوا

یہ عشق وہ ہے جہان شیر بھی شغال ہوا
کمر ہی توڑ دی رستم ہوا کہ زال ہوا

ملادے خاک مین عالم کو نیچی نظرون سے
تری بلا سے جہان گرچہ پایمال ہوا

جو سائل آئے تو سر کاٹ کر ابھی دیدین
ہمارا دل ہے غنی گو نہ پاس مال ہوا

گئی نہ دل سے محبت ملیح رنگون کی
ہمارے زخم نہان کا نہ اندمال ہوا

بہار حسن تبو دائما نہین رہتی
کمال چاند کو جب ہو چکا زوال ہوا

وہان پہ دیکھیے کیا ہوگا روز محشر مین
یہان تو اپنا گنہگار بال بال ہوا

سنا ہے ڈالا تھا دوزخ مین تیرے کشتے کو
اٹھا کے لیگئین حورین نہ بیکا بال ہوا

لڑے عدو سے بگڑتے ہو مجھسے کیون صاحب
کسی کا غصہ کہین اترے یہ کمال ہوا

پڑی جو طور پر آکر کسیکی برق نگاہ
تو آگ لگ گئی جل بجھکے سب زکال ہوا

وہ ایک ہین کہ ٹھکانے بھی لگ گئے قاتل
ہم ایک ہین کہ گلا بھی نہین حلال ہوا

ہمارے جسم مین چھوڑا نہ کچھ سوا ے دوست
شرار عشق کا جسوقت اشتعال ہوا

نہ پوچھا آکے کبھی اسنے واہ ری غفلت
کہ کون غم مین مرے گھل کے یون نڈھال ہوا

چلا ہی آیا نکلکر وہ سات پردون سے
دکھانا یار کو منظور جب جمال ہوا

کسی سے ہے جام بلورین کی آرزو **میکش**
شراب پینے کو کافی جو اک سفال ہوا

اُسے کب جیت سکتا ہو ارے دل بن نہ تو لڑکا
قمارِ عشق بازی ہے نہین کچھ یہ جوا پھڑ کا

کدورت سے ہوا دل صاف تب آنکھین کھلین اپنی
بغل ہی مین چھپا رکھا تھا ہمنے نور کا تڑکا

گئی کب اضطرابی وصل کی شب اُنکے آنے سے
وہ چند اب ہو گیا ہو اور میرے قلب کا دھڑکا

بہارِ بےخزان رکھتا ہو حسن اُس گل کا عالم مین
ہزارون آندھیان آئین مگر پتّا نہین کھڑکا

عجب کچھ شوق تھا ہاتھون سے اُسکے ذبح ہونے کا
کہ اپنا مرغ جان تو زیر خنجر بھی نہین پھڑکا

ہراک کی فرض ہی تعظیم ایدل باغ عالم مین
یہ کسکی ڈالیان ہین دھیان تجکو کچھ بھی ہی جڑ کا

عجب انداز سے نکلا ہی میکش تیر اُٹھتی سے
صراحی ہی بغل مین ہاتھ مین حقہ ہے گگڑ کا

آپ کو زیبا ہے لیکر تیغ و خنجر کھیلنا
مجکو لازم ہے کہ لیکر ہاتھ مین سر کھیلنا

جوشِ برقِ آہ ہو اے طفل اشک اچھا نہین
بے محابا یون ترا دامان تر پر کھیلنا

چشم و دل ایجان جان دونون جگہ ہین آپکی
چاہیے باہر کھیلنا جی چاہے اندر کھیلنا

دین و ایمان مال ہی کیا ہے قمارِ عشق مین
جان کی بازی بھی یہان ادنی ہی بڑھکر کھیلنا

تیرے دیوانے سے لڑکے یون نہ کھیلین ہان مگر
چاہیے ہاتھون مین کچھ لے لیکے پتھر کھیلنا

صاف شکلِ ابتری ہو میرے حق مین غور کر
آئینہ لیکر ترا اُنکا سکندر کھیلنا

ہین کھلانے ناگ کالے کھیل لڑکو نکا نہین
ہاتھ مین لیکر تری زلف معنبر کھیلنا

کام مردو نکا ہی جان دنیا بھی میکش عشق مین
آپ کیا آسان ہی سمجھے ہین جان پر کھیلنا

نفسِ دشمن جو کہین خاک نشین ہو جاتا
فیصلہ اپنا بس اے دوست وہین ہو جاتا

میرے پہلو مین جو وہ آکے مکین ہو جاتا
خانۂ دل بھی مرا عرش برین ہو جاتا

مفت بھی تجھکو نہ لون مین کبھی فیروزۂ چرخ
کندہ نام اُسکا جو ہوتا تو نگین ہو جاتا

نہ ملا نقش قدم تیرا عدم مین مجکو
کیون یہان آتا اگر سجدہ وہین ہو جاتا

ہوتا لاشہ جو مرا دفن ستانے کے لیے
آسمان میرے ہی مرقد کی زمین ہو جاتا

اُنسے کچھ ٹھہرا تو ہی حشر کے دن وعدۂ وصل
ہوتے وعدے کے جو سچے تو یقین ہو جاتا

مغفرت سے تجھے کیا کام ہے ای زاہد خشک
گر گنہ کرتا تو رحمت کے قرین ہو جاتا

وصف اُس کانِ ملاحت کا نہ لکھا افسوس
ایک ہی شعر سے دیوان نمکین ہو جاتا

کچھ بیان ہمسے تو کر لطفِ فقیری اے دل
یہ مزا ملتا اگر تخت نشین ہو جاتا

حشر کے وعدے پہ جان دیتا نہ تو اے واعظ
گر مری طرح سے دیدار بین ہو جاتا

جب مزا تھا کہ پسِ مرگ بھی میکش کا ترے
دفن لاشہ کسی بھٹی کے قرین ہو جاتا

سرِ بزمِ عدو آکر جو وہ نازک بدن بگڑا
صفین برہم ہوئین ایسی کہ لطفِ انجمن بگڑا

لگایا ہاتھ تونے چارہ گر زخمِ کہن بگڑا
کہ تیرے چھیڑنے کا تھا بہانہ سارا تن بگڑا

سلامت رد رہے ہم کجروی پر بھی زمانے کی
خدا کے فضل سے ابتک نہین اپنا چلن بگڑا

کسیکی اپنے دل مین ہمنے وہ تصویر کھینچی ہے
کہین سے خال و خط بگڑا نہ بینی و دہن بگڑا

ہزارون کھائے گُل سینے پہ ہمنے جسکی فرقت مین
غضب ہے عمر بھر ہمسے رہا وہ گلبدن بگڑا

بگڑ جاتے ہین چھوٹے سے کنوین گرنے سے انسانکے
ہزارون اسمین ڈوبے ہین نہین چاہِ ذقن بگڑا

چلے ہو دفن کرکے یہ بھی کہتے جاؤ تربت سے
اُلٹ دیگا زمین اسکا اگر کچھ بھی کفن بگڑا

تصدق ہونے دو عشاق کو بانکی اداؤن پہ
سزا دینا مجھے گر آپ کا کچھ بانکپن بگڑا

نہ چھیڑو اسکو کہتے تھے فرشتے میرے مرقد مین
نہ سنبھلے گا کسی سے گر غلامِ پنجتن بگڑا

بناتا بات کیا مین اُس بُتِ بدخو کی محفل مین
وہان تو بیٹھتے ہی پہلے اندازِ سخن بگڑا

وہی یاس و تمنا حسرت و حرمان کا جھگڑا ہے
نہ اپنا ایک دن بھی مجمعِ بیت الحزن بگڑا

جو ملکِ دل سے پیہم آتی ہے آواز نالونکی
الٰہی کیا ہوا یہ کون سا اہلِ وطن بگڑا

نہ کھلائیگی دلکو عاشقون کے تابشِ دوزخ
کہ نیلوفر نکلنے سے نہ سورج کی کرن بگڑا

کدورت سے صفائے آئنہ جاتی ہی رہتی ہے
کہ آیا جب کبھی دل مین کسیکے شک و ظن بگڑا

کسیکا کیا بگاڑا ہے جو اتنا مُنہ چڑھاتے ہین
تعجب مین ہون کیون مجھسے ہر اک اہلِ دکن بگڑا

دمِ گلگشت اُس گل پیرہن نے وہ ہوا باندھی
زبان غنچون کی بول اُٹھی کہ اب رنگِ چمن بگڑا

ہر اک کو ہو گیا عالم مین دعویٰ شعر گوئی کا
لگے طفلِ دبستان مُنہ بنانے اب یہ فن بگڑا

تصدق ہے درِ علوی کا جو ایسی زمین مین بھی
نہ کچھ بندش کہین بگڑی نہ اندازِ سخن بگڑا

ہماری میکشی میکش عجائب رنگ لائی ہے
جہان مین غل ہے یہ دیکھو کہ کیسا برہمن بگڑا

دل مرا لیکر یہ تمنے کیا کیا
دونون عالم مین مجھے رُسوا کیا

رازِ الفت مین نے تو اخفا کیا
آپ نے چرچا کیا اچھا کیا

مین نے دل تمکو دیا اچھا کیا
تمنے لیکر کھو دیا بیجا کیا

غیر کے پہلو مین وہ سویا کئے
رات بھر مین کروٹین بدلا کیا

آ گئے اک بیوفا کے دام مین
حضرتِ دل آپ نے یہ کیا کیا

چل دئے آخر وہ اُٹھکر صبحِ وصل
مین نگاہِ یاس سے دیکھا کیا

جو کیا مین نے خطا تھی وہ مری
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا

کیا کہون کیونکر کٹی فرقت کی شب
رات بھر رویا کیا تڑپا کیا

او بتِ ترسا نہ لی تو نے خبر
عمر بھر عاشق ترا ترسا کیا

مین اسی حیرت مین ہون تمسے کلیم
ایسے بے پردہ نے کیون پردا کیا

وصل کی شب وہ تو آکر سو رہے
مین سحر تک منہ ہی کو دیکھا کیا

شیخ کر سجدہ خدا کو دیکھکر
یون کیا سجدہ تو کیا سجدا کیا

وہ چھپے بیٹھے تھے شہر کے قریب
عمر بھر زاہد جنھین ڈھونڈھا کیا

آپ کے وعدے ہوئے سارے خلاف
مین نے جو وعدہ کیا پورا کیا

مر کے بھی چھوڑا نہ میخانے کا در
تو نے میکش کام مردانا کیا

اُس ستم کیش نے پھر آنا ادھر چھوڑ دیا
پھر مری آہون نے اللہ اثر چھوڑ دیا

کوہِ غم ہمنے پس مرگ بھی کاٹے فرہاد
تو نے تو مرتے ہی ہاتھون سے تبر چھوڑ دیا

کشمکش مین مجھے کیون چھوڑ دیا اے قاتل
دل کو خود لے لیا رونے کو جگر چھوڑ دیا

کون سمجھے گا یہان خواب عدم کی باتین
اسلیے ہمنے بھی مضمون کمر چھوڑ دیا

خط لیے جاتا ہے قاصد کوئی کہدے اُس سے
پہلے جس گھر مین وہ رہتے تھے وہ گھر چھوڑ دیا

بدگمان آنا بھی ہونا نہین اچھا صیاد
کیون قفس مین بھی مجھے باندھکے پر چھوڑ دیا

کیا تاراج مگر کچھ نہ کیا غارتگر
دل کو لوٹا مجھے بے کاٹے ہی سر چھوڑ دیا

جانے کیا دیکھ لیا مجھ مین مرے قاتل نے
قتل پر باندھ کے آیا تھا کمر چھوڑ دیا

خانۂ تن مین نہین ہوش وخرد صبر وقرار
عشق نے سارا مرا لوٹ کے گھر چھوڑ دیا

منزل عشق کو دیوانے ہی طے کرتے ہین
حضرتِ خضر نے یہ راہگذر چھوڑ دیا

ساتھ کس کے گئی کہیے تو متاع دُنیا
سب نے اسباب یہین وقت سفر چھوڑ دیا

جیتے جی یہ نہ سُنے گا کوئی انشا اللہ
آج میکش نے بھی میخانے کا در چھوڑ دیا

کیا کہین کیا تھا اور کیا نکلا
جب نظر بُت پہ کی خدا نکلا

اسطرف جب وہ دیکھتا نکلا
میرے سینے سے تیر سا نکلا

اپنی سیری ہوئی نہ وصل مین بھی
رہی حسرت جو مُدعا نکلا

نہ چلی کچھ یہان طبیبون کی
مرضِ عشق لا دوا نکلا

جسکو دلدار ہمنے سمجھا تھا
وائے قسمت وہ دلربا نکلا

ڈھونڈھا بستر پہ جب قضا نے مجھے
مین نہ تھا نقش بوریا نکلا

خود نظر آتا وہ تمھین موسیٰ
ربِ ارنی مین کیا مزا نکلا

جسکو نا آشنا سمجھتے تھے
ایک مُدت کا آشنا نکلا

بزم سے اُٹھ گئے وہ جھنجھلا کر
جب کبھی میرا ماجرا نکلا

ظلم ہے دوسرا جفاؤن کا
کب مرے مُنہ سے تذکرا نکلا

میری شہرگ مین چھپ رہے تھے وہ
گھر سے جنکو مین ڈھونڈھتا نکلا

جب تجسس ہوئی ہمین دل کی
کوچۂ یار مین پتا نکلا

مدعا تھا کہ مدعا نکلے
بعد مدت کے مدعا نکلا

یہی میکش ہے وہ جو پیکر مے
مُنہ سے بکتا بُرا بھلا نکلا

گر پوچھے کوئی مجھسے محمد کو کہ کیا تھا — کہدون یہی اللہ تھا مگر عبد نما تھا

پہلو مین شب وصل بُت ہوش رُبا تھا — ہوتے اگر اسوقت مین موسےٰ تو مزا تھا

اک ناز سے کوٹھے پہ وہ بُت جلوہ نما تھا — ہم محو تجلی تھے نہ موسےٰ نہ خدا تھا

گو عشق مین کچھ دین نہ دُنیا کا بھلا تھا — لیکن یہ مزا اور تھا یہ لطف جُدا تھا

دم توڑ رہا تھا کوئی سر پھوڑ رہا تھا — کل کوچے مین قاتل ترے اک حشر بپا تھا

تھا پھیر سمجھ کا مری پھیرا جو سمجھ کو — سمجھا تھا خودی جسکو مین وہی تو خدا تھا

پہلو مین وہ خود ناز سے آ بیٹھے سر بزم — اسوقت عدو ہوتا کوئی جب تو مزا تھا

جب چشم بصیرت ہوئی حاصل نظر آیا — مین ڈھونڈھ رہا تھا جسے وہ مجھ مین چھپا تھا

دل دیکے اُسے رنج والم لے لیا مین نے — یہ تو کوئی کہدے مرا کیا اسمین بھلا تھا

کیون دلمین نہ رکھتا مین تری تیر کا پیکان — اے جان جہان درد محبت کی دوا تھا

دل دیدیا مختار تھے ہم حضرت ناصح — برہم ہوئے ہو یہ تو کہو آپ کا کیا تھا

قاصد مری تحریر پہ وہ کیون ہوئے برہم — لکھا تو ہی قسم اُسمین کوئی حرف بُرا تھا

معلوم نہین کون سی کمبخت گھڑی تھی — پچھتاتا ہون کسوقت مین دل تمکو دیا تھا

جبتک خودی اپنی رہی ہم خاک نہ سمجھے — پھر غور کیا دیکھا تو جو کچھ تھا خدا تھا

کس سے کہین کیا پوچھا تھا اُس شوخ نے ہمسے — میثاق مین کیون ہائے بلےٰ ہمنے کہا تھا

کیون چھیڑ کے اُنکو بھلا دشنام نہ سُنتے — ہونے سے خفا اُنکے ہمین لطف سوا تھا

ممکن تھا یہان جان جہان تمسے نہ ملتے — جب روز ازل آپ سے دل مل ہی چکا تھا

جسطرح سے اُس شوخ پہ آئی ہے طبیعت — اس طرح فدا دل یہ کسی پر نہوا تھا

ممکن نہ تھا جو ہوتا نہ مسجود ملائک — اس خاک کے پُتلے مین کوئی جلوہ نما تھا

کیون کاتب تقدیر کی تحریر نہ سمجھون — گرہ — نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا

پیش آیا وہی جو کہ تھا پیشانی پہ تحریر — گرہ — نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا

کیون آج ہوا اتنی تمھین میکش کی تجسس
کل دیکھا تھا کمبخت کو بھٹی پہ پڑا تھا

نہوگا کارگر مجھ پر کوئی ہتھیار لوہے کا
مین ہون وہ سخت جان مُنہ پھیر دون سَو بار لوہیکا

ابھی سے شوق یہ ای آئینہ رخسار لوہے کا
سجا ہے جسم پر تو نے ہر اک ہتھیار لوہیکا

نکالو میان سے خنجر کو جانبازونکے مجمع مین
دکھا دو آج تو جو ہر سر بازار لوہیکا

نہین آسان ہی کچھ جان دینا عشق یار مین
کلیجہ چاہیے جانے کو زیر دار لوہیکا

نگاہ یار یون سینے کے ہر دم پار ہوتی ہی
کہ نکلے جسطرح صابون مین سے تار لوہیکا

دماغ اب آسمان پر بھی نہین ملتے حسینونکے
سکندر نے کیا کیون آئنہ طیّار لوہیکا

ہوا ہی پار سینے کے مرے پیکان سے پہلے
ستمگر کیا ترے تھا تیر مین سوفار لوہیکا

نہ آئے وجد کیون عشاق کو ستار کی گت پر
صدائے آشنا سے پُر ہے ہر اک تار لوہیکا

سُنائے لحن داؤدی جو وہ بُت موم ہوجائے
برہمن پہنکر آئے اگر زنّار لوہیکا

نہین زنجیر کے قابل پری رو تیرا دیوانہ
اُٹھا سکتا ہے ایسا ناتوان کب بار لوہیکا

مزا ہی آج گر بے آب کر دون اسکو مقتل مین
بھرے دم پھر نہ میرے سامنے تلوار لوہیکا

دم کاوش مزے آئینگے تیرے زخم سے مجھکو
بنے نشتر اگر بلبل تری منقار لوہیکا

وہ مرغ ناتوان ہون جسکو ہی قید نفس کافی
قفس کرتا ہے کیون ای باغبان طیار لوہیکا

سلامت ہون اگر احسان انسانکی لڑائی مین
یقین ہے کام دے پھر کاٹھ کی تلوار لوہیکا

ہزارون منتون پر بھی نہ پگھلا وصل کی شب تیز
بنا ہے کیا ترا دل او بُت پندار لوہیکا

مُصفّا ہوگیا دل مٹ گئی جب تیرگی دل کی
بنا آئینہ جسدم مٹ گیا زنگار لوہیکا

نہین آلات سے ممکن درستی دل شکستونکی
یہان پر کام کچھ آتا نہین اوزار لوہیکا

نظر پڑتے ہی میکش کی ابھی آئینہ بنجائے
اگر ہو سائبان خانۂ خمّار لوہے کا

کُنتُ کنزاً مخفیاً بھی اک فسانہ ہوگیا
کیا سے تھے ہم کیا ہوگئے کیسا زمانہ ہوگیا

دل کسی کے تیر مژگان کا نشانہ ہوگیا
زخم کھاتے کھاتے ہمکو اک زمانہ ہوگیا

رات دن کا رونا اور آنسو بہانا ہوگیا
عشق مین اس چشم ترکو اک بہانہ ہوگیا

حضرت دل ہمسے جو برہم ہوئے ہو اسطرح
یہ تو فرماؤ کہین پر کچھ ٹھکانہ ہوگیا

وعدہ کرکے جب نہ آیا وہ بُتِ وعدہ خلاف
موت کا پیغام ہمکو شادیانہ ہوگیا

خوب ہی گذری عدم آباد مین لیکن یہان
چاردیوارِ عناصر قیدخانہ ہوگیا

پاتے ہین اُس صوت کی صوتِ مقید مین جو بُو
نغمۂ داؤد اُن کو ہمترانہ ہوگیا

آنکھ سے اشکون کا شکوہ ہی عبث سوکھا جگر
کیا چلے فوّارہ جب خالی خزانہ ہوگیا

بعد مُردن پایا ہی لاوارثون نے یہ عروج
چرخ کا ہر اک لحد پر شامیانہ ہوگیا

ہمصفیرو اب نواسنجی کے آئینگے مزے
شاخ طوبےٰ پر ہمارا آشیانہ ہوگیا

چومتے ہین آکے سب عُشاق چوکھٹ کو تری
سنگِ اسود تیرا سنگِ آستانہ ہوگیا

ذرّے ذرّے مین نظر آتی ہی صورت یار کی
کُل جہان میرے لیے آئینہ خانہ ہوگیا

کون ہی کہدے جو یہ میرے دلِ گم گشتہ سے
گھر سے نکلے تجھکو ظالم اک زمانہ ہوگیا

کاوشِ غم مین جو دم آیا ترے مہجور کو
اُس تنِ کاہیدہ پر اک تازیانہ ہوگیا

کس سے پوچھو نمین کہان جاؤن الٰہی کیا کرون
دل کو لیکر اک بُتِ کافر روانہ ہوگیا

آئیگا اُسوقت میکش تجھکو لطفِ میکشی
میکدے مین تیرا اگر کچھ بھی ٹھکانہ ہوگیا

عشق کی آتش نے میرا سارا کلیجہ پھونک دیا
کس سے کہون یہ دُکھ اپنا کوئی نہین سُننے والا

اگر کرونہین آہ و فغان جل جائے یہ سارا جہان
کون و مکان سے اُٹھے دُھوان ہو جائے محشر برپا

سارے بدن مین آگ لگی جاتی ہین ہڈّیان جلی
بُجھتی نہین ہی دل کی لگی کیا شعلہ بھڑک اُٹھا

پہلے جلا میرا خان ومان دین رہا نہ رہا ایمان
اب دیکھو جلتی ہی جان خوب ہوا کیا خوب ہوا

دل مین کوئی جب آتا ہی پھونک پھونک سلگاتا ہے
جلے کو اور جلاتا ہی کوئی نہین کہنے والا

آگ ہوا میرا سب سینہ نارِ جہنّم سے بھی سوا
وا عشقا ہو وا ویلا اب تو کہین سے لے خبر ذرا

مےِ زنجبیلا پیکر آج گیا ترا میکش مر
اے ساقی لے جلد خبر لاشا بھٹّی یہ ہی پڑا

تصوّر دل مین ہے اک حُور عین کا
سمان آنکھون مین ہے خلدِ برین کا

نہین کچھ لب پہ شکوہ کفر و دین کا
نہ رکھا عشق نے ہمکو کہین کا

گیا الفت مین دل دونون جہان سے
رہا کمبخت دُنیا کا نہ دین کا

مین ہون وہ دل جلا کندہ ہو گر نام
نشان مٹجائے جل بُجھکر نگین کا

نظر ملتے ہی زخمی ہوتا ہے دل
غضب ناوک ہی چشم شرمگین کا

مکانِ جسم خالی دل سے ہے آج
نہین ملتا پتا گھر مین مکین کا

نہین اکدم کو ہم اس غم سے خالی
لگا رہتا ہے کھٹکا واپسین کا

جلاڈالا مری رگ رگ کو اسنے
بُرا ہو ہاے آہِ آتشین کا

نہین اس مے کو ہم پیتے ہین میکش
ہے شغل اپنا شراب الصالحین کا

ہمسے اب بارِ غم نہین اُٹھتا
نہین اُٹھتا ستم نہین اُٹھتا

تیرے در پر جو آکے بیٹھ گیا
مثل نقش قدم نہین اُٹھتا

مست طیار بیٹھے ہین ساقی
ہاے دستِ کرم نہین اُٹھتا

پہلوِ غیر مین اُسے دیکھون
یہ تو تازہ ستم نہین اُٹھتا

ناز بیجا اُٹھائے جاتا مین
کیا کرون اے صنم نہین اُٹھتا

غیر کو لکھے جاتے ہین نامے
میری خاطر قلم نہین اُٹھتا

ایسا کچھ ہو گیا نحیف و نزار
تیرا بیمار غم نہین اُٹھتا

مرکے بھی اب تو تیرے کوچے سے
کھا چکا ہون قسم نہین اُٹھتا

میکدے سے کبھی قدم میکش
اپنا سوئے حرم نہین اُٹھتا

ملا ہے جسکو پتا تیرے آستانے کا
امام وقت ہے وہ خضر ہے زمانے کا

بتون نے ڈھنگ نکالا یہ مسکرانے کا
ہنسی ہنسی ہی مین دل لی اُڑی زمانے کا

ہی شوق کوچے مین اُس بیوفا کے جانے کا
نکالتا ہون یہ رستہ قضا کے آنے کا

نہ آئے کیون اُسے انداز دل اُڑانے کا
جہان کا شعبدہ گرفتہ گر زمانے کا

کسی کا کشتہ ہوا ہے وہ زندۂ جاوید
قضا سے کہدو نہین تیرے ہاتھ آنے کا

سنی جو حالت طفلی تو ہنس کے کہنے لگے
کہاں کا قصہ نکالا کسی زمانے کا

جنازے پر مرے آیا ہے کون یہ تو کہو
کہ جان کا پھر ہوا ارادہ پلٹ کے آنے کا

تڑپ تڑپ کے کٹے زندگی کے سارے دن
نہ پایا لطف کبھی ہمنے دل لگانے کا

شباب آگیا منت کی بدھیان کھولو
حضور وقت ہے اب بیڑیان بڑھانے کا

نہ سر کو رکھنے دیا پاؤن پر بھی ظالم نے
بہت تھا حوصلہ تقدیر آزمانے کا

نہ پوچھو منہ سے خدا جانے کیا نکلجائے
بتاؤن کیا تمھین رتبہ شراب خانے کا

سمجھ کے قبلۂ مقصود بارہا اے شیخ
طواف ہمنے کیا ہے بتونکے خانے کا

صبا کی دھول سے سب دانت گر گئے آخر
مزا اٹھا لیا غنچون نے مسکرانے کا

نثار ہین ترے ہاتھون کے سچ بتا ساقی
یہ کس سے سیکھا ہے انداز مے پلانے کا

ہو کچھ بھی شکل مری چاہیے مرکے مٹ جاؤن
تمھاری شکل تو دل سے نہین بھلانے کا

بگڑتے جاتے ہو جون جون تمھین مناتا ہون
اسی پہ کہتے تھے اب دل نہین دکھانے کا

یہ کہدو برق سے پھر دیکھنا قیامت ہے
جلا جو تنکا کوئی میرے آشیانے کا

کتاب عقل کے اوراق ہون ابھی درہم
جو ایک باب بھی سن لو مرے فسانے کا

شراب عشق سے توبہ نصیب ہو کیونکر
فساد ہے یہ فقط سارا منہ لگانے کا

ہماری مرگ کی حالت سنی تو کہنے لگے
کہین وہ مرتا ہے مکار اک زمانے کا

نہ آئین وصل کی شب وہ تو آئے صاف جواب
بہانہ کچھ تو ہو صاحب قضا کے آنے کا

نہ پوچھیے مرا مذہب بلا کا میکش ہون
ہے سجدہ گاہ مری در شراب خانے کا

بنا ہون خضر ہزارون کا مین وہ میکش ہون
بتایا لاکھون کو رستہ شراب خانے کا

عالم ہستی مین آنا ہو گیا
اک نیا پیدا ٹھکانا ہو گیا

دلمین اس بت کے ٹھکانا ہو گیا
تھا جو بیگانہ یگانا ہو گیا

اپنے دیوانے کی سن لو داستان
قصۂ مجنون پرانا ہو گیا

ایسی رسوائی بڑھی ہے عشق مین
ہر جگہ میرا فسانا ہو گیا

آیا دم آئے۔گیا دم چلدیے
دم شماری آنا جانا ہوگیا

کام اب عاشق کا تیرے ہجر مین
رات دن آنسو بہانا ہوگیا

ہوگئے اپنے پرائے عشق مین
مجھسے برگشتہ زمانا ہوگیا

نقد دل کھو بیٹھے اپنے ہاتھ سے
لٹ چکے خالی خزانا ہوگیا

پھینکدے اسکو نہین وقت سفر
جامۂ ہستی پرانا ہوگیا

تیرے میکش کی لحد پر بعد مرگ
ابر رحمت شامیانہ ہوگیا

موسے نے فقط کوہ پہ تنویر کو دیکھا
اس آنکھ سے ہمنے تری تصویر کو دیکھا

مرجائینگے عشاق گلے کاٹ کے لاکھون
لب پر جو ترے نعرۂ تکبیر کو دیکھا

گھبرا کے وہ خود گھر سے نکل آئے ہین اپنے
اے حضرت دل آہ کی تاثیر کو دیکھا

وہ آنکھ کی پتلی ہے تو اے مظہر کونین
اندھا ہو جس نے تری تصویر کو دیکھا

بیساختہ چل جاتی ہے تقدیر کی قینچی
جب اڑتے ہوئے طائر تدبیر کو دیکھا

کیون تیز زبان شام سے ہی بزم مین اسکی
کیا شمع نے ابتک نہین گلگیر کو دیکھا

وہ خلعت رحمت لگا بٹنے ارے میکش
جنت مین گنہگارون کی توقیر کو دیکھا

دل اک پاس تھا بے خبر جل گیا
ہوا یہ نہ ظاہر کدھر جل گیا

نہ تنہا فقط میرا گھر جل گیا
مری آہ سے بحر و بر جل گیا

گری تیری برق نظر جل گیا
خبر لے ارے فتنہ گر جل گیا

کھلا یہ نہ اکدن تپ عشق مین
کہ دل کب جلا کب جگر جل گیا

مین وہ سوختہ بخت ہون دہر مین
کہ اک آن مین سارا گھر جل گیا

نکلتے نہ آنسو جلے آنکھ سے
کلیجا ہی اے چشم تر جل گیا

مین ہر سو گرا آتش حسن پہ
ادھر جل گیا گہ ادھر جل گیا

الٰہی جلین ہڈیان بھی مری
پناہ الامان الحذر جل گیا

وہ کچھ آتش عشق میں ذوق تھا | کہ میں خود سمجھ بوجھ کر جل گیا
پھُنکے سوزش غم میں ہوش و حواس | جو کچھ پاس تھا ماحضر جل گیا
الٰہی غضب کی تھی یہ نار عشق | بشر ہی سے نکلی بشر جل گیا
رخ آتشیں یوں نہ دکھلاسے مجھے | ارے بس ٹھہر بس ٹھہر جل گیا
کوئی اپنا پہلو نہ ثابت رہا | جو دل کو سنبھالا جگر جل گیا

مے آتشیں کی لگی ایسی آگ
کہ میکش کا قلب و جگر جل گیا

کسی کا منہ ہے کیا جو پیش قاتل سر اُٹھائیگا | ہزاروں سر جھکا دینگے وہ جب خنجر اُٹھائیگا
جفائیں جو کروگے سب سر آنکھوں پر اُٹھائیگا | تمھارے ناز ایجان اک تن لاغر اُٹھائیگا
ہمیں آتا ہے مثل نقش پا بنکر بگڑ جانا | ہماری خاک کو دیکھیں کوئی کیونکر اُٹھائیگا
بجز موج فنا حاصل نہیں کچھ بحر ہستی میں | حباب آسا کوئی کس بود پر اب سر اُٹھائیگا
چھپائے سے نہیں چھپنے کا ہرگز خون عاشق کا | مرا عالم سے اُٹھنا بھی تو اک محشر اُٹھائیگا
نہیں کچھ حشر پر موقوف اُٹھنا ہی قیامت کا | ہزاروں ایسے فتنے پھر وہ فتنہ گر اُٹھائیگا
تہ و بالا جہاں ہوگا اگر مجھکو رُلاؤ گے | مرا نالہ زمین و آسمان سر پر اُٹھائیگا
نہیں اعمال نامے ہمتو اپنے پھاڑ ڈالیں گے | لحد میں دیکھ لیں گے جب کوئی آکر اُٹھائیگا
یہاں اس شکل سے بھیجا ہے تو ہی خالق ذوعالم | نہیں معلوم ہمکو کسکی صورت پر اُٹھائیگا
جگر کو بھی یونہیں دل کی طرح رو بیٹھے گا اک دن | کہاں تک صدمۂ غم عاشق مضطر اُٹھائیگا
نہ چھوڑیگا تمھیں اسطرح سے ساقی۔ اے مستو | مرے جاتے ہو کیوں پھر شیشہ و ساغر اُٹھائیگا
فرشتے موت کے بھی تو اُٹھا سکتے نہیں ہمکو | ہمارا کون کوئے یار سے بستر اُٹھائیگا
کہو رندوں سے اب ہرگز نہ جائیں پاس واعظ کے | یہ کچھ بہتان تم پر بر سر منبر اُٹھائیگا
یقیں ہے دیکھتے ہی رحم آئےگا ستمگر کو | ہمارے قتل کا جب ہاتھ میں محضر اُٹھائیگا
ترے دیوانے کی نازک مزاجی سے ہو قلب کے | بنے گا گل جو اُسکو دیکھکر پتھر اُٹھائیگا
ملا کر خاک میں پیچھا نہ چھوڑا تیری الفت نے | ستم اتنے کہانتک کوئی اے دلبر اُٹھائیگا

اُٹھاتے کس طرح ارض و سما بار امانت کو | سمجھ رکھا تھا کوئی کافرِ اکفر اُٹھائیگا

تم مے دوش پر میکش ترے پھر بھی ہوس اتنی
کوئی پیر مغان کا سر پہ کیا توگھر اُٹھائیگا

غم نے اُس بت کے خاک کر ڈالا | ایلو جھگڑا ہی پاک کر ڈالا
توڑا دل ہی کو بل سے نے تیر انداز | ڈالا جو تیر تاک کر ڈالا
مار کر مجھکو پوچھتا ہی وہ شوخ | اِسکو کسنے ہلاک کر ڈالا
اب ستائیگا کسکو لیکے دل | ہمنے سینہ ہی چاک کر ڈالا
مرض عشق نے مرے تن کو | ہاے کیا دردناک کر ڈالا
کچھ نہ تھا اک لباس ہستی تھا | ہمنے اسکو بھی چاک کر ڈالا
واہ رے شعلہ رُو شرر انگیز | پھونک کر ہمکو خاک کر ڈالا
ای بتو اس ستم شعاری نے | حق تو یہ ہی ہلاک کر ڈالا

مے عشق بتان نے اے میکش
خوب ہی دلکو پاک کر ڈالا

راہِ طلب مین آپکی جب مین فنا ہوا | مُنہ مین زبان نہین جو کہون کیا تھا کیا ہوا
ٹھنڈا کلیجہ ابتو ترا اے بیوفا ہوا | یہ ہی ہوا کہ ہم نہ ہوئے اور کیا ہوا
مقتل مین رہگیا مرا لاشہ پڑا ہوا | پھرتا ہی کوے یار مین سر لوٹتا ہوا
تڑپا لحد مین بھی تو ترا کشتۂ فراق | تیغ اجل بھی کھا کے نہ ٹھنڈا ذرا ہوا
کھُلتے ہی آنکھ تیری تجسس ہوئی مجھے | خواب عدم سے آیا تجھے ڈھونڈھتا ہوا
غیرونکو پھر مجاز ہی کیا روک ٹوک کا | جب آپ میرے ہوگئے مین آپکا ہوا
بیکار کر دیا ہی مرے عضو عضو کو | تھا اک نگاہ ناز مین کیا کیا بھرا ہوا
کیونکر نہ سوز دل پہ مجھے اپنے ناز ہو | لاؤ تو ڈھونڈھکر کوئی ایسا جلا ہوا
پہونچون گا مین بھی منزل مقصود پر ضرور | چلتا ہون رہرونکے قدم دیکھتا ہوا
اسمین جو کچھ نہوتی لگاوٹ رقیب کی | قاتل نہ چھوڑتا مرا تسمہ لگا ہوا

مٹ جائے گُل جہان نہ مٹے گا کسی سے وہ
نقشِ قدم پر آپکے جو ہی مٹا ہوا

کیونکر زبان پہ اپنی نہ دائم ہو العطش
کچھ اور آگ سے ہی کلیجہ جلا ہوا

تم نے بُرا بنا تو دیا مجھ سے غیر کو
یہ تو بتاؤ آپ کا بھی کچھ بھلا ہوا

وہ دل ہی کب ہی جسمین کدورت بھری رہے
آئینہ کب رہا ہی وہ جب سنے جلا ہوا

مرآۃ دل پہ کھنچتی نہ کیونکر تمھاری شکل
روزِ الست ہی سے تھا خاکہ جما ہوا

اس دل کو اپنے ایسا نہین جانتے تھے ہم
نکلا بغل ہی مین سے یہ رستم چھپا ہوا

وقت اخیر کیا ہو۔ خبر ہم کو کچھ نہین
رہتا ہی رات دن یہی کھٹکا لگا ہوا

رمزِ نفخت فیہ سے واقف ذرا تو ہو
غافل یہ کوئی اور ہی تجھ مین چھپا ہوا

اُڑتا جو ٹھوکرون مین تو ہو جاتا کچھ عروج
میرا غبار کیون نہ ترے زیرِ پا ہوا

میخانہ چاٹ جائیگا ساقی نہ منہ لگا
میکش تو آجکل ہی کسون پر چڑھا ہوا

کچھ ایسا اُلٹ پھیر کر جائیگا
کہ مرنے سے پہلے ہی مرجائیگا

یہ دل مین ہی جان سے گذر جائیگا
اُنھین سے لیکے آنکھون مین مرجائیگا

کسیکو تو لائے ہو گھر سے بلا کر
ہمین سے کہتے ہو اپنے گھر جائیگا

چلے تو ہو مُنہ کو بنا کر یہان سے
بتاتے تو جاؤ کدھر جائیگا

کسی نے کبھی ہم سے یہ بھی نہ پوچھا
کدھر سے ہو آئے کدھر جائیگا

نہین اچھی صیاد یہ بدگمانی
جو نکلے ہون پر کچھ کتر جائیگا

مزاجب ہی سر جائے سودا نہ جائے
کسی کے تو سر ہو کے مرجائیگا

بتون مین خدائی ہی اے حضرتِ دل
اُنھین چپکے سے سجدے کر جائیگا

کہاں اُنسے فرقت مین جان پر بنی ہی
تو کہتے ہین کچھ کھاکے مرجائیگا

تردد ہی کیا راہ دیر و حرم مین
اُنھین کا تو گھر ہی جدھر جائیگا

نہ چھیڑو مزا چپ ہی رہنا ہی بہتر
جو نالے کرون گا تو ڈر جائیگا

زیادہ بڑھیگی کچھ اچھا نہ ہوگا
بہت ہو چکی اپنے گھر جائیگا

قسم کھاؤ کچھ ہم سے وعدہ نہین تھا
مُسکرنا ہی آیا مُکر جائیگا

لگانے سے دل کے تو بہتر یہی ہے
کہین سنکھیا کھا کے مرجائیگا

مزا جب ہی دل جس جگہ پھنس گیا ہو
یہ جان بھی وہین نذر کرجائیگا

کہے کوئی اُنسے ادھر آئے ہین وہ
ہماری بھی لیکر خبر جائیگا

شراب محبت کا جب تک ہی دورہ
یہ پیمانۂ عمر بھر جائیگا

جو آئے ہو آنکھون مین تم اے پری وش
تو شیشے مین دل کے اُتر جائیگا

ہی کیا خوف جام فنا پیکے میکش
گذرنا ہی جب ہی گذر جائیگا

ردیف الباء

مضطرب ہتا ہی کسکے غم مین شب بھر آفتاب
جو نکلتا ہی سحر کو کھاتا چکر آفتاب

جب کبھی آیا ترے رخ کے برابر آفتاب
گھٹ کے خفت سے ہوا ذرے سے کمتر آفتاب

تیرے آگے ہو نہین سکتا منور آفتاب
منہ دکھائے کیا تجھے اے نور پیکر آفتاب

دونون عالم مین ہی اک چارم فلک پہ آفتاب
ایسے ہونگے لاکھ میرے سر کے اندر آفتاب

میرے داغ دل نہین دیکھے ہین تونے اے فلک
سامنے جنکے ہی اک کالا سا پتھر آفتاب

جسکو ہو چشم بصیرت دیکھ لے آٹھون پہر
جلوہ گر رہتا ہی ہر ذرے کے اندر آفتاب

حشر برپا ہو گیا تیرے قد و رخسار سے
آگیا اب تو سوا نیزے کے اوپر آفتاب

ایک دم کو بھی جو گردون پر نہین لیتا قرار
کیا ازل سے پانون مین رکھتا ہی چکر آفتاب

چلدیے سب قافلے والے رہے ہم خواب مین
جب کھلی آنکھین کہ آپہونچا ہی سر پر آفتاب

کرتی ہے روشن اسے کچھ تیرے رخسارون کی ضو
ورنہ اے جان ہی یہ اک کالا سا پتھر آفتاب

خوف ہی مجکو نظر لگ جائیگی اے جان جان
تکتا ہی بیڈھب ترا روے منور آفتاب

جلوۂ رخ اسپہ تیرا ہو نہ گر پرتو فگن
اک سفال راہ سے ہو جائے بدتر آفتاب

میرا داغ دل ترا روے منور اے صنم
یہ ہی اندر آفتاب اور وہ ہی باہر آفتاب

جب تصور مین ترے کین آنکھین بند اے مہروش
ہو گیا روشن مری آنکھون کے اندر آفتاب

حق نے دو مشعل یہ روشن کی ہین عالم کے لیے
رات بھر ماہ درخشان اور دن بھر آفتاب

گر تہِ دل سے کرے اک آہ تیرا دل جلا
خاک ہو جائے ابھی گردون پہ جلکر آفتاب

تیرا رخ اللہُ اکبر اور سمائے آنکھ مین
آگیا ہی آنکھ کے تل مین سمٹکر آفتاب

کچھ تو اسکو صورتِ انسان مین آتا ہی نظر
سجدے کرتا پھرتا ہی ہر روز گھر گھر آفتاب

جس طرف تشریف لیجاتے ہو یہ جاتا ہی ساتھ
سر چڑھا ہی کس قدر ای بندہ پرور آفتاب

کہدو اسکو بام پر آکر نہ جھانکے آپ کے
مُنہ کی کھائیگا نہ بیٹھے گا تم سے منہ ملا کر آفتاب

کرتا ہی کیا رنگ ریزی چرخ پر بیٹھا ہوا
سنگ خارا مین بنا دیتا ہی جوہر آفتاب

شوق کس پردہ نشین کی دید کا ہی اس قدر
دن کو کاسہ لیکے پھر جاتا ہی گھر گھر آفتاب

سُرخ ہو کر جو نکلتا ہی یہ میکش ہر سحر
رات کو پیتا ہی کیا صہبائے احمر آفتاب

کیون بھرے بیٹھا ہی سبو مین شراب
لا اُلٹ دے مرے گلو مین شراب

پینے والے ہی جانتے ہین خوب
کیسی ہوتی ہی رنگ و بو مین شراب

بند ہوتے ہین کیا در توبہ
کیون اٹکنے لگی گلو مین شراب

نحنُ اقرب کا جوش جب آیا
بنگیا خون رگ گلو مین شراب

ہم پلائین تو مُجتنِین لاکھون
پیتے ہو محفلِ عدو مین شراب

مین وہ مستِ ازل ہون ای ساقی
مل رہی ہی مرے لہو مین شراب

چھپکے شیشے مین بیٹھ مستانے
پھرتے ہین تیری جستجو مین شراب

تو وہ پردہ نشین ہی زاہد بھی
مر گئے تیری آرزو مین شراب

کیا مدہوش تو نے باتون مین
ہی تری طرزِ گفتگو مین شراب

جس سے آنکھین لڑین ہوا بیہوش
ہی تری چشم جنگجو مین شراب

تلخی نزع جب ہو میکش کو
حورین بھر لائینگی سبو مین شراب

لُٹاتی ہی گہر اشک چشم تر نایاب
کدھر سے ہاتھ لگے اسکے یہ گہر نایاب

جگر کے ٹکڑے ہین اشکو نمین اُف ری کاوش غم
یہ طفل لائے ہین کیا لعل کھود کر نایاب

ہو دردناک نہ کیون دل مرا کہ روزِ ازل
ملا یہ مجھکو ہزارون مین ڈھونڈھکر نایاب

چراغ لیکے بھی گر ڈھونڈھے عقل ساری عمر
ملیگا خاک اُسے تجھسے ہین بشر نایاب

تلاش مین جو کوئی اُسکی نکلے گم ہو جاے
جہان مین یار کا بھی ہی عجیب گھر نایاب

ہون آنکھین بند مگر وہ چلے ہی آتے ہین
نہان ہی مردم دیدہ مین کوئی در نایاب

اُسی درخت کے پھل کھاکے زندہ ہی مخلوق
جہان مین پھیلا ہوا ہی کوئی شجر نایاب

لکھا ہی نامے مین جو حال دل کہ تھا نادر
الٰہی ہم کو ملے کوئی نامہ بر نایاب

لکھے ہی جاتے ہین یا دیکھتے بھی ہین شاعر
دہن ہی نقطۂ موہوم اور کمر نایاب

اُٹھائین عرش تک پہونچے جھکائین زیر ثرا
خدا نے بخشی ہی بندون کو کیا نظر نایاب

بتون کی یاد سے معمور وہ یہ داغون سے
عجیب دل ہی مرا اور ہی جگر نایاب

وہ چھپ چھپاکے مرے دل مین آہی جاتا ہی
ملا ہی اُس بتِ پردہ نشین کو گھر نایاب

رہی نہ اہل ہنر کی جو قدر رائ میکش
جہان سے اس لئے سب ہو گئے ہنر نایاب

طرز گفتار مین وہ رکھتا ہی تسخیر عجیب
دل کو باتون مین اوڑا لئے یہ ہی تقریر عجیب

کوئی تو خانۂ تن مین ہی مرے نغمہ سرا
جو چلی آتی ہی کانون مین بم و زیر عجیب

آینہ بھی تو نہین سامنے تو نے رکھا
کھینچی ہی اپنی یہ کن ہاتھون سے تصویر عجیب

کاٹ لیتے ہین وہ سر جو کوئی جاتا ہی وہان
کوچۂ یار مین کیا ہوتی ہی توقیر عجیب

رستخیز اُٹھی نہ کیون انجمن محشر مین
ہی اسیرون کا ترے نالۂ زنجیر عجیب

یہ تو مین سمجھے ہی بیٹھا ہون تری فرقت مین
رنگ دکھلائیگا مجکو فلکِ پیر عجیب

اس لیے سینے مین رکھتا ہون چھپا کر اسکو
لطف دیتا ہی مری جان ترا تیر عجیب

کیون بگڑتے ہو نہین تم سا زمانے مین کوئی
کہد یا کس نے کہ ہین دلبر کشمیر عجیب

کسکو دکھلائین مقدر مین لکھا کیا اپنے
کوئی پڑھ سکتا نہین ہین خطِ تقدیر عجیب

نہین کہ سکتا ہون کچھ حال درون فرقت مین
چوٹ کھائے ہوے ہی سینۂ دلگیر عجیب

زخم اُس تیغ کے یون کھاے ہین مین نے دم حشر — رنگ دکھلائینگے یہ جوہر شمشیر عجیب

جسکے جلوے سے منور ہی زمین تا بہ سما — صفحۂ دہر پہ ہی یار کی تصویر عجیب

وصف مے سُنتے ہی تجھسے دل ادہر پگھلا
باتین میکش تری کیا رکھتی ہین تاثیر عجیب

ردیف الباء فارسی

خالی نہین مکان کوئی سب مین مکین ہین آپ — جا کر کہین جو ڈھونڈین غرض کیا یہین ہین آپ

عاشق نہین تمہارے جو اتنی کہان مجال — محتاج ہم ہین صاحب تخت و نگین ہین آپ

تم دور کب کسی سے ہو آنکھون کا ہی قصور — حبل الورید سے بھی تو صاحب قرین ہین آپ

جن و بشر ہون کیون نہ فدا تمپہ جانجان — یوسف غلام جسکے بنے وہ حسین ہین آپ

کیونکر بنا ہین کہیے تو اب تم سے دوستی — بدنام ہم ہین خلق مین خلوت گزین ہین آپ

کرتے ہین یاد آپ کی دیر و حرم مین لوگ — رونق فزاے انجمن کفر و دین ہین آپ

کیا تمسا بادہ نوش کوئی ہوگا خلق مین
ہو دور مے جہان کہین میکش وہین ہین آپ

ردیف تاے فوقانیہ

جلوہ گر عالم مین جب ہوتی ہی یہ آکر بسنت — اک نیا ہی رنگ لیکر آتی ہی گھر گھر بسنت

دیکھنے گھر سے نکلکر جاؤن مین کیونکر بسنت — بے ترے مجھپر ستم ڈہائیگی اے دلبر بسنت

سیر کرتے ہین جو عاشق اپنے رنگ زرد کی — کیا غرض ہی دیکھنے جائین وہ کیون اٹھکر بسنت

پہنکر گھر سے وہ بت نکلا بسنتی پیرہن — رنگ لائیگی الٰہی آج کسکے گھر بسنت

زرد چہرہ غم سے ہی اپنا مثال زعفران — فخر کا کیا منہ ہی جو لیجاے گی ہم پر بسنت

غیر ہی لوٹینگے کیا رنگ طلائی کی بہار — ایک دن تو آمنائین ہم بھی غارتگر بسنت

اس سے اچھا کسکا میکش آستانہ ہی یہان
ہم بھی آ پیر مغان کے لیچلین در پر بسنت

ردیف تاے ہندی

چوری سے یون نہ دل کو ہنگا ہین چرا کے لوٹ
ظالم جو لوٹنا ہی تو آنکھین لڑا کے لوٹ

لوٹے جار و زر و شب یونہین اب دلکے قافلے
جو ہاتھ آئے شوق سے ڈنکا بجا کے لوٹ

گر لوٹنی ہی تجکو متاع حواس و ہوش
موسی کیطرح ہمکو بھی جلوہ دکھا کے لوٹ

صبر و شکیب عاشقون کا اپنے جان جان
گھر مین بلا کے لوٹ یا گھر اُنکے جا کے لوٹ

ای دل نہ سونے دے اُنہین ہرگز شب وصال
جوبن جو لوٹنا ہو تو اُن کو جگا کے لوٹ

میکش کا دل جو لوٹنا منظور ہی تجھے
گھر مین بُلا کے شب کو برانڈی پلا کے لوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

شکوۂ جور و جفا ای دل ناشاد عبث
کون سنتا ہی یہان ہی تری فریاد عبث

آشیان نالو نسے پھونکا تھا جلاؤنگا قفس
ڈالنا قید مین ہوگا مرا صیاد عبث

عاشقون کے بھی جنون فصد سے جاتے ہین کہین
یونہین تکلیف مجھے دیتے ہین فصاد عبث

جان کچھ مجھ مین یونہین سد رمق باقی ہی
تیز کرتے ہین وہ اب خنجر فولاد عبث

خانۂ تن کی تو تعمیر گرا چاہتی ہی
قصر کی رکھتا ہی منعم یہان بنیاد عبث

جور ہ یار مین پامال ہین اُٹھتے ہین کہین
کرتے ہین خاک بگولے مری برباد عبث

ذبح جو ہو چکے پھر وہ بھی کبھی بچتے ہین
بدگمان اتنا ہی مجھسے مرا جلاد عبث

مین وہ ضابط ہون کہ جان دینے بھی اُف کرونگا
اُٹھکے آتی ہی یہ لب تک مری فریاد عبث

کہین دل لگتا ہی بھٹی کے سوا ای میکش
مدرسے مین مجھے لیجاتا ہی اُستاد عبث

ردیف جیم

تمنے مریض ہجر کا اچھا کیا علاج
آخر تڑپ کے مر ہی گیا یہ ہوا علاج

اُٹھ جس طرح سے چاہی تو پہلو مین درد دل
جو کچھ کہ ہم سے ہونا تھا وہ ہو چکا علاج

نے تیرے کل نہین مجھے پڑتی ہی ایک دم
فرقت مین تیری کیا کرون کچھ تو بتا علاج

دو دو مہینے پاس نہین آتے چارہ گر
ہم سے مریضون کا یونہین کرتے ہین کیا علاج

خاک اُسکو اتنی چھاننے دیتے نہ ہم کبھی
وحشت مین ہم سے قیس اگر پوچھتا علاج

سنبھلا نہ پھر مریض ترا گر کے ایکبار
اپنا سا ہر طبیب نے اُسکا کیا علاج

میرے مریض ہونے کی کیون ہو کسیکو فکر
دو دن مین جا کے قبر مین ہو جائیگا علاج

بالین پہ میرے لاتے ہین ناحق مسیح کو
اُنسے ہوا نہ ہوگا کبھی عشق کا علاج

میکش تمام عمر پیے جا شراب کو
اسکے سوا جہان مین نہین کچھ ترا علاج

ردیف جیم فارسی

بیٹھا ہی کیا مکان مین سُو لامکان پہونچ
مر کر کہان پہ جاتے ہین جیتا وہان پہونچ

ای دل وہان خموشی مین ہوتی ہی گفتگو
خلوت مین اُسکی جاتا ہی تو لے زبان پہونچ

بیٹھا ہوا یہین سے نہ سُن نغمۂ جرس
غافل ذرا تو اُٹھ کے سُوِ کاروان پہونچ

کہتے ہین قصے کچھ ہمین روز الست کے
وقت خمار ہی کہین ای رازدان پہونچ

موسی کی طرح خلق ہی مشتاق دید کی
محشر مین لے نقاب کہین جا نجان پہونچ

میکش کا وقتِ آخری آ پہونچا لے خبر
شیشہ اُٹھا کے ہان ابھی پیرِ مغان پہونچ

ردیف حاے مہملہ

ایسی عاشق ہوئی ہی تن پر روح
رہتی ہی آب و گل کے اندر روح

معرفت جنکو ہی وہ دیکھتے ہین
جاتی ہی کس طرح نکلکر روح

دیکھ اکدن تو کرکے آنکھین بند
سر مین کھاتی ہی کیسی چکر روح

سجدہ عالم مین کسکو غیر کہون
جبکہ ہی ایک سبکے اندر روح

ہین جبھی تک یہ کھیل دنیا کے
تن مین جب تک ہی ای برادر روح

مرنے والون سے کوئی پوچھے تو
جسم کو چھوڑتی ہی کیونکر روح

شغل بادہ نہ چھوڑینگے میکش
رہے جب تک بدن کے اندر روح

کچھ دیکھا آب وگل مین ہوئی ہے جو بند روح
ورنہ یہ پوشش جسم نہ کرتی پسند روح

تیری ہے منتظر مری اے خود پسند روح
لے اب تو آ کہ آ کے لبون پر ہے بند روح

اُسوقت ہم بتائینگے کیا بنکے ہم چلے
نکلے گی تن کے توڑ کے جب جوڑ بند روح

اکدم مین لیکے جسم کو پہونچی ہے عرش پر
وقتِ عروج ہو گئی کتنی بلند روح

اُس شہسوار حسن کے میدان قرب مین
پھرتی ہے دوڑتی مری مثل سمند روح

جو لوگ تیرے عشق مین پہلے ہی مر مٹے
وقت اخیر اُنکو نہ دیگی گزند روح

آدم مین دم اسی کے تو دم سے ہی جلوہ گر
کیا ہے خدا نہین تو پھر اے عقلمند روح

رکھتی نہین ہے راحت و آلام سے غرض
مجھکو خدا نے دی ہے عجب خوش پسند روح

دن زیست کے ہنسی مین گزارین نہ کسطرح
انسان کے بدن مین نہین مستمند روح

ہر دم زمین زمان سے نکل جاتا ہون کہین
گو مختصر ہون ہے مری از حد بلند روح

بنتا نہ مبتلا میرا جو صورت پہ یار کی
ہرگز نہوتی اس تن خاکی مین بند روح

گھبرا کے ناز عشق کی سوزش سے کیا عجب
بنکر نہ ہوتی اس تن خاکی مین بند روح

ہوتا عروج خاک نہ مسجود ہوتی یہ
ہم روح سے بلند ہین ہمسے بلند روح

دل پہلے دے چکا تھا نہین میرے پاس کچھ
یہ بھی نکالدون جو کرین وہ پسند روح

ہی کیا غرض جو ہر کس و ناکس کو مُنہ دکھائے
پردہ نشین ہے مری خلوت پسند روح

جھیلین ہین ہمنے سختیان اسکے گھمنڈ پر
تن دردمند ہے نہین ہے دردمند روح

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش
مہمان ہی اور جسم مین انفاس چند روح

اکدن جُدائی ہو گی سنبھل اب بھی کر لے کچھ
غافل تھا زیست مین بھی کرتی تھی پند روح

نکلا جو دم مرا لب شیرین کی یاد مین ہا
مرنے کے وقت ہوٹون پہ تھی مثل قند روح

دم کی بھی کچھ خبر ہے کہ ہوس کے دام مین
ہر دم کہین سے پھینکتی ہے یہ کمند روح

لازم ہے یہ کہ ہو نہ تکلف سے میکشی
میکش ہے جسم مین ترے اک ارجمند روح

ردیف خائے معجمہ

تمسا نہین جہان مین کوئی اے نگار شوخ
یہ کسنے کہدیا کہ ہین تمسے ہزار شوخ

اللہ نے وہ بنایا تجھے اے نگار شوخ
سو جان سے نثار ہون تجھپر ہزار شوخ

وعدو نکا ابتو انکے کسیکو یقین نہین
عالم مین کسقدر رہوے بے اعتبار شوخ

تم مین کہان ہین شوخیان برہم نہو جیے
بھولے سے کہدیا تھا تمھین انی نگار شوخ

یوسف نہ کھوٹے دامون بکے تیرے روبرو
بازار حسن مین ہے وہ تجھپر بہار شوخ

ٹوٹا سا ایک دل ہے کسے دون غضب مین ہون
پہلو مین آکے بیٹھتے ہین تین چار شوخ

روز الست پھونکا ہے کیا انکے کان مین
اسطرح کیون ستاتے ہین پروردگار شوخ

بوتل پلا کے دینگے کسی شوخ طبع کو
میکش بغل مین ہے جو دل بیقرار شوخ

ردیف دال مہملہ

جائے درگاہ مین اسکی مرا کیونکر قاصد
جسکے دروازے پہ لاکھون پڑے ہے سر قاصد

گر بنے گا کوئی میرا نہ کبوتر قاصد
مرغ جان بھیجون گا مین اپنا بنا کر قاصد

دیکھو مہمان ہے کوئی دمکا خبر لو صاحب
یہ بھی سمجھانا انھین پاس بٹھا کر قاصد

نہین معلوم وہان جاکے کدھر بیٹھ رہے
آئے ابتک نہین کیون میرے پلٹ کر قاصد

صدقے ہاتھون کے ترے لایا تو نامے کا جواب
جان سو جان سے فدا ہو مری تجھپر قاصد

سر پہ آنکھون پہ بٹھاؤن کرون سجدے لاکھون
کبھی اس شوخ کا آئے جو مرے گھر قاصد

پیتے ہی یار کی لاتی ہے خبر اے میکش
بنتی ہے حلق مین جاکر مے احمر قاصد

صد شکر ہے کہ چرخ پہ چمکا ہلال عید
حق نے دکھایا خلق نے دیکھا ہلال عید

اس بت سے کہدو عید ہے کل آج دیکھ جائے
مین غم سے بنگیا ہون سراپا ہلال عید

جز تیرے ابروؤن کے نہ کچھ بھی نظر پڑا
ہمنے فلک پہ جب کبھی دیکھا ہلال عید

وہ ماہ نو تو ایک مہینے سے ہے خفا
پھر کسکی عید کیسے تو کسکا ہلال عید

وہ آئے جب مکان مین مرے عید آگئی
دیکھا جب انکھوین نے تو دیکھا ہلال عید

وہ ماہ وش تو بام پر آیا نہین ابھی ٭ ٭
کیون لوگ کہہ رہے ہین کہ نکلا ہلال عید

ہمتو کسیکو دیکھ رہے ہین اک عمر سے
دیکھے وہ جسکو ہوئے تمنا ہلال عید

اُس بت کو ہمنے دیکھا ہی عین صیام مین
ناخن سے جسکے پانؤنکے چمکا ہلال عید

میکش نے ابتو جام وصراحی اُٹھاکے لا
گذرے صیام دیکھ وہ نکلا ہلال عید

ردیف دال ہندی

کرتے ہون جب جہا نہین یہ ادنی حسین گھمنڈ
زیبا ہی جتنا ہو تجھے اے مہ جبین گھمنڈ

قارون کا رہگیا دم مردن ہمین گھمنڈ
کچھ مال کام آیا نہ زیر زمین گھمنڈ

ہے کام ناریون کا یہان کرنا سرکشی
پُتلے ہین خاک کے ہمین زیبا نہین گھمنڈ

لاکھون بگولے اُٹھتے ہین دارا کی خاک سے
جاتا ہی خاک ہونے پہ بھی کیا کہین گھمنڈ

رہتے ہو مُنہ بنائے کسی سے تو بولیے
اچھا نہین ہی اتنا بھی اے نازنین گھمنڈ

اچھون کے بیچ ہی عیب بھی ہو جاتے ہین ہُنر
جب وہ حسین ہین کیون نہو اُنکا حسین گھمنڈ

موزون ہی طبع اسلیے کہتے ہین شعر ہم
کچھ شاعری پہ ہمکو تو میکش نہین گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

ہوا نہ درد محبت کو کارگر تعویذ
جو باندھا ہمنے ہوا وہ ہی بے اثر تعویذ

یہ کس پر آئی طبیعت کہو تو اے زاہد
لکھاتے پھرتے ہو جب کے ادھر اُدھر تعویذ

گلے مین آج پھر اُس سیمتن نے باندھا ہی
سیاہ ڈوری مین سونے کا ڈالکر تعویذ

ہی مجھکو خوف کہین چشم بد نہو ظالم
نکلتا کیون نہین بازو پہ باندھکر تعویذ

پسیجا دل بھی نہ اُس بت کا ایک پر واللہ
لکھائے مین نے بہت فال دیکھکر تعویذ

یہ خوب دیکھا ہی ہمنے قضا جب آتی ہی
دعا نہ چلتی نہ ہوتا ہے کارگر تعویذ

مزا جبھی ہے پس مرگ تیرے میکش کے
خم شکستہ کا ہوئے مزار پر تعویذ

ردیف رائے مہملہ

آئے تھے ہم فقط اک نام تمہارا لیکر
شرم آتی ہی یہان سے چلے کیا کیا لیکر

خوب ترساتا ہے دل کو بتِ ترسا لیکر
گھر مین جا بیٹھا ستمگر دُرِ یکتا لیکر

تیغ عریان جو وہ قاتل کبھی نکلا لیکر
سر پے نذر ہتیلی یہ مین پہونچا لیکر

صبح ہوجائیگی شکوون ہی مین ایجان جہان
وصل کی شب مین بھی کیا بیٹھے ہو جھگڑا لیکر

دیکھو یہ جائے گا عالم نہ رُلاؤ مجھکو
اب اُمنڈ آئی ہین آنکھین مری دریا لیکر

کسی تصویر سے اسے یار مطابق نہوا
پھر چکے دونون جہان مین ترا نقشا لیکر

خاک مجنون کی یہ تعظیم ہے ابتک سرپر
پھرتا ہے دشت کا ہر ایک بگولا لیکر

چھوڑا ای نفس پڑا رہنے دے اک کونیمین
جا بجا پھر نہ مجھے اسے سگ دُنیا لیکر

باغ ہستی مین تو پھولا نہ مرا نخلِ امید
جاتا ہون سوے عدم داغ تمنا لیکر

مانتا ہون تجھے اے نفس کر اس درجہ گناہ
جاے دوزخ مین بھی ای یار تو جھنڈا لیکر

کام آجاے جہان مین مرا پیدا ہونا
دم نکل جاے اگر نام تمھارا لیکر

ہاتھ جب آئے جہان مین دل سوزان ایسا
کیون نہ پھر ناز ہو ہمکو یدِ بیضا لیکر

تو جب آیا نہ عیادت کو بھی ای وعدہ خلاف
گر گیا پھر ترا بیمار سنبھالا لیکر

جیتے جی تو نہ ہوئی سیر طبیعت میکش
قبر مین جائینگے ہم ساغر و مینا لیکر

ہاتھ پھیلے ہی رہا کرتے ہین دلبر دو چار
کہ کھڑے رہتے ہین سائل ترے در پر دو چار

قتل کرکے بھی نہ نکلی تری حسرت قاتل
آ لگا لاشۂ مقتول پہ پتھر دو چار

ڈوب کر بحر تفکر مین نہ محرم اُبھرا
لے ہی آتا ہون ہر اک غوطے مین گوہر دو چار

نہین موقوف ہے کچھ شق قمر پر ایسے
ہردم اعجاز دکھاتے تھے پیمبر دو چار

قلعۂ نفس کو میرے بھی اُکھاڑ و حیدر
کیا بڑی بات ہے گر توڑ دو خیبر دو چار

کشتی تن کو نہین بحر حوادث مین امن
ٹوٹ ہی جاتے ہین ہر موج مین لنگر دو چار

صدقہ آنکھونکا مین قربان ترے ای ساقی
ہان ادھر کو بھی چلین ساغر کوثر دو چار

کیا تجھے یاد ہین قاتل کوئی بنوٹ کے ہاتھ
ایک کو قتل کیا خون ہین ہوئے تر دو چار

ہمدمو میرا مرض ہوگا نہ ہرگز تشخیص
جمع ہین کیون یہ اطبّا سر بستر دو چار

محتسب نے جو سبو توڑا ہی غم کیا ساقی
بادہ نوشی کے لیے کیا نہین ساغر دو چار

نامہ بر ہے یہی بس کوچۂ قاتل کا پتا
دار پر لٹکے ہی رہتے ہین وہان سر دو چار

کیا کہون گر کہین مل جائین مجھے حضرت عشق
وہین آداب بجا لاؤن مین جھک کر دو چار

بھیڑ اک آن کب اُس بزم سے کم ہوتی ہی
آئے دس مین جبھی اُٹھکے چلے گر دو چار

شاید اُس زلفِ دوتا سے پڑے پالا ناصح
سیکھ لو ہمسے ذرا کالے کے منتر دو چار

ہی خدا ایک ہی بندے ہون اگرچہ لاکھون
ایک عاشق کے نہین ہوتے ہین دلبر دو چار

تیری رفتار ہے ظالم کوئی شمشیر کی چال
کہ ہر اک گام پہ ہوتے ہین فدا سر دو چار

نقش پا تیرا کبھی یار زمین سے نہ اُٹھا
مل گئے خاک مین ہر گام پہ مٹکر دو چار

حشر اک روز ہے عالم مین سُنا کرتے ہین
اُسکے کوچے مین بپا روز ہین محشر دو چار

پڑتے ہی رہتے ہین صیّاد اجل کے پھندے
آٹھ دس پھانس لیے چھوڑ دیے گر دو چار

دیکھ کرتا تو ہے تو نخوتِ نمرود اے نفس
ابھی موجود ہین عالم مین وہ مچھر دو چار

ایک ہی آئنے سے ہوگیا عالم خودبین
کیا بناتا کوئی آئینے سکندر دو چار

تا تہِ خاک بھی ہو بادہ کشی اے **میکش**
خم سے رکھنا مری قبر مین بھر کر دو چار

تیرِ ستم لگا کوئی سینے پہ تاک کر
ہین حسرتین بھری ہوئین قصہ ہی پاک کر

ہم غمزدون سے آشنا نہ قاتل تپاک کر
تلوار کھینچ کر کہین جلدی ہلاک کر

باقی نہ چھوڑ تن مین کچھ اے آتش فراق
دیکھ استخوان رہے ہون تو اُنکو بھی خاک کر

یارب نہین ہی خواہش جاہ و حشم مجھے
ہے اک دل فسردہ اُسے دردناک کر

اکسیر کی ہوس ہے مہوس اگر تجھے
سیماب نفس پھونک کے سینے مین خاک کر

طوبےٰ کا سایہ ڈھونڈھ نہ **میکش** بہشت مین
چل بسترا تو اپنا کہین زیرِ تاک کر

پورا کوئی تو لگا ہاتھ ستمگر سر پر | کہ کھلین آکے تری تیغ کے جوہر سر پر
نامہ لینا مرا منظور نہوا اُنکو نہ لین ہا | کس لیے لیتے ہین وہ خون کبوتر سر پر
مثل منصور نہین بھولکی بھی یار کے تاب | خلق پروا نہین برسائے جو پتھر سر پر
مردم دیدہ سے کہدے کوئی وہ آتے ہین | خانۂ چشم سے لیجائیے بستر سر پر
دامن آلودہ ہون لیکن یہ یقین ہی مجھکو | حشر مین ہوئے گا دامان پیمبر سر پر
بلبلین جاتی ہین گلشن سے خزان آپہونچی | ناچے قمری سے کہو رکھ کے صنوبر سر پر
زخم سر کا تو رفو ہی ہمین منظور نہین | کیون چڑھا آتا ہے بیکار رفوگر سر پر

معرض حشر مین اس دھوم سے پہونچین میکش
مست بیٹھے ہون خم بادۂ اطہر سر پر

ہجوم خال ہی اُس مصحفِ رخسارِ جانان پر | لو ہندو بھی تو اب لانے لگے ایمان قرآن پر
ہون وہ کچھ نادم افعال ہر دم چشم گریان سے | برستا ابر رحمت ہی مرے دامان عصیان پر
دمِ میثاق وہ سوجھے مضامینِ فنا مجھکو | کہ منشی ازل نے صاد لکھا میرے دیوان پر
غضب ہے ناز ہی شوخی ہی ظالم جانجان بھی ہی | نہوئے کسطرح سے جان فدا اُس آفتِ جان پر
وہان سے جسطرح آئے تھے ہم ویسے ہی جائینگے | کفن کا بار بعد مرگ کیون لین جسم عریان پر
اسیر چاہِ بابل وہ ہوئے یہ ذات تک پہونچا | فرشتے فخر کیا منہ ہی جو لیجائینگے انسان پر
ہوا ہون اسقدر محوِ لقا اُس فتنہ سامان کا | کہین نے خاک ڈالی اپنے ہستی کے سامان پر
کہین اتو خبر لے بے مروت بے وفا ظالم | ستم ڈھایا ہی غم نے اب ترے بیمار ہجران پر

وہ اپنا دور ساغر جوش پر ہی اندنون میکش
کہ جسکا غل فرشتون مین مچا گردون گردان پر

نہین غم اسکا کوسین گالیان دین وہ خفا ہوکر | ہمین تو بد دعا بھی اُنکی لگتی ہے دعا ہوکر
ہوے ناآشنا سب سے تمھارے آشنا ہوکر | بلا مین پھنس گئے ای جان تمپر مبتلا ہوکر
ستم کرنے لگے ہو دو ہی دن مین پُرجفا ہوکر | نہین یہ بیوفائی تمکو زیبا باوفا ہوکر
جہان مین مر مٹے ای جان جو تم پر فدا ہوکر | بقاے دائمی حاصل ہوئی اُنکو فنا ہوکر

تھین پایا خودی مین ہمنے خود خود سے جدا ہوکر
لباس آب و گل مین عبد بن بیٹھے خدا ہوکر

پتا آہ رسا کا وقت پر کو سون نہین ملتا
ملے جاتے ہین سب مٹی مین نالے نارسا ہوکر

پلائین گر دوا لا کر ترے بیمار ہجران کو
کلیجا کاٹ ڈالے گی ابھی وہ سنکھیا ہوکر

عبث کرتا ہی گھر بیٹھے وہ بت دعوی خدائی کا
کرین ہم لاکھ سجدے گر یہان آئے خدا ہوکر

پس مردن بھی تیرے در سے مین اُٹھکر نجاؤنگا
دہین رہجاؤنگا بستر پہ نقش بوریا ہوکر

ابھی کیا دیکھتا ہے ذبح کرکے دیکھنا قاتل
دکھائیگا تماشا سر مرا تن سے جدا ہوکر

اُٹھا کر بزم سے اپنی ہمین زندہ نہ پاؤگے
یہ ممکن ہی کہ ہم جیتے رہین تمسے جدا ہوکر

مقام ہو نظر آجائے ہر جسم مقید مین
ذرا دیکھین تو ان چارون عناصر سے جدا ہوکر

سہارا ناخدا کا ہی نہ کچھ کشتی کی حاجت ہی
گرے ہین ہمتو بحر عشق مین بے دست و پا ہوکر

سلامت رکھنا گر ایمان ہو اپنا شیخ صاحب کو
بتو نکی دید کے خواہان نہ ہون یہ پارسا ہوکر

توقع زیست کی میری عبث احباب کرتے ہین
نگاہ یار نے توڑا ہے دل تیر قضا ہوکر

لباس عنصری مین دیکھ لینگے دیکھنے والے
نظر بازونسے چھپ سکتے ہو کب زیر قبا ہوکر

بنایا ایسا ایذا دوست اُس بیدرد کافر نے
کہ ڈوبا بحر غم مین ہائے مین درد آشنا ہوکر

اُڑائیگا یونہین گر ٹھوکرونمین خاکسارونکو
پکڑ لینگے زمین کوچے کی تیرا نقش پا ہوکر

مجھے پھر یاد آئی کاٹ اُس شمشیر بران کی
سُلگھائیگا لہو پھر میرا زخم دل ہرا ہوکر

کسی نے یون نہ پوچھا بعد مردن تیرے حیران سے
یہ کسکی منتظر تھی رہگئی جو چشم وا ہوکر

جنھین موسی سے شرم آتی تھی پہلے منہ دکھانے مین
وہ اب ہمسے کیا کرتے ہین باتین برملا ہوکر

لہو کسطرح بے سجدے کیے اُس بت کو صبر آئے
دکھاتا ہے وہ صورت عبد کی اللہ نما ہوکر

اُٹھانے پر بھی تیرے دتکھنے کیواسطے ظالم
گئے سو بار ہم بزم عدو مین بے حیا ہوکر

ہماری روح بعد مرگ جنت مین نہ جائیگی
لپٹ جائیگی سینے سے ترا بند قبا ہوکر

وہ بد مذہب ہون گر تکرار ہو کچھ میری میت پر
کفن کی چادرونسے مین نکل جاؤن ہوا ہوکر

نظر امداد کی ہو یا علی محبوس عصیان ہون
مری مشکل کشائی کیجئے مشکل کشا ہوکر

اگرچہ رند میکش ہون مگر اے ساقی کوثر
کہین دوزخ مین جاؤنگا بھلا مین آپکا ہوکر

اُس گل کا ہی عکس بدن آئینے کے اندر — پھُولی ہے بہار چمن آئینے کے اندر

کیون ڈالتے ہو عکس تن آئینے کے اندر — ہو جائیگا میلا بدن آئینے کے اندر

جو دل ہین مُصفّا وہ کدورت نہین رکھتے — آتا نہین رنج و محن آئینے کے اندر

کسطرح سے لون عکس مین اُس آئینہ رو کا — آئینہ سے ہے پرتو فگن آئینے کے اندر

پہونچا ہون کہان تک دل روشن کی بدولت — حاصل ہے سفر در وطن آئینے کے اندر

آئینۂ دل کی تو خبر لے ارے غافل — سُن ہوتے ہین کیا کیا سخن آئینے کے اندر

تھی شیشۂ دل مین کوئی تصویر پس مرگ — ہم محو تھے پہنے کفن آئینے کے اندر

آئینہ کو دل کے مرے کیا ہو گیا ای عشق — پیدا ہوئی کیسی جلن آئینے کے اندر

کیا اُسکا سراپا نظر آئینے مین آئے — آئینہ ہو جسکا بدن آئینے کے اندر

یہ خط کا نمو آئینۂ رُخسار نہین ہے — نکلی ہی نبات الحسن آئینے کے اندر

آئینے مین لمعات صفا ہوئین گلابی — کھولین جو وہ گل سا بدن آئینے کے اندر

اے آہو چشم آئینے مین خط کو نہ دیکھو — چر جائینگے سبزہ ہرن آئینے کے اندر

دل صاف نہ مانے گا تری پیچ کی باتین — ایجان نہین آتی شکن آئینے کے اندر

معمور رہا اُسسے یہ صدرا و سر قلب — ہین باطن و ظاہر علن آئینے کے اندر

دیکھ اپنے ذرا قلب مدور کی صفائی — پھرتا ہے یہ چرخ کہن آئینے کے اندر

دل صاف کرو بھولو وہ اب باتین پُرانی — اچھا نہین زنگ کہن آئینے کے اندر

مین آئینہ سان قلب مصفا مین جگہ دون — آئے جو وہ سیمین بدن آئینے کے اندر

کھولو دل روشن مین مرے زلف معنبر — پیدا کرو مشک ختن آئینے کے اندر

چہرے سے غم فرقت تل صاف عیان ہو — منہ دیکھے جو اپنا دمن آئینے کے اندر

آئینے سے کسطرح اُڑے بلبل تصویر — ہے اُسکا منقش وطن آئینے کے اندر

ہی جلوہ فگن آئینۂ دل مین وہ خورشید — سُورج نے نکالی کرن آئینے کے اندر

اسطرح مئی صاف سے دل صاف ہو میکش
جسطرح سے آئینہ پن آئینے کے اندر

دور جا پہونچی نظر شکل حسینان دیکھکر
بت کو اب ہم پوجتے ہین شان یزدان دیکھکر

پھنک گیا مین ہاے برق روے تابان دیکھکر
گر پڑی بجلی مری ہستی کا سامان دیکھکر

دل کو کیون حیرت ہوئی ہی چشم حیران دیکھکر
جان نکلنے گی ہماری روے جانان دیکھکر

گل ہی میری شمع مرقد آہ سوزان دیکھکر
بجھتا ہی سرو چراغان داغ ہجران دیکھکر

مہربان وہ کب ہوئے جب اٹھ گیا دنیا سے مین
روئے تربت کو مری زیر مغیلان دیکھکر

شہر مین لینے کو آئے ہین بگولے دشت سے
تیرے دیوانے کو ایجان پابجولان دیکھکر

کیا وہی اگلے سے دن آینگے اے جوش جنون
پانوٴن پھیلے ہین مرے زنجیر زندان دیکھکر

کیا نظر آتا ہی تجھ مین اے صنم کچھ تو بتا
سجدے کرتے ہین تجھے گبر و مسلمان دیکھکر

بعد مردن بھی جلائے گا مرا سوز کلام
اہل دل رو دینگے میرا دیوان دیکھکر

حسن انسان نے فرشتون کو مقید کر دیا
چاہ بابل مین گرے چاہ زنخدان دیکھکر

جب کبھی مصنوع مین صانع کا عقدہ کھلتا ہی
سکتے مین رہتا ہون پہرون شکل انسان دیکھکر

منہ ہی تو کیا فکر روزی - موتی برسا دیتا ہی
دیکھ منہ کھولے صدف کو ابر نیسان دیکھکر

جسکا وارفتہ ہو نمین اُس تک تو جانیسے کوئی
شاید آئے رحم کچھ حال پریشان دیکھکر

راستی قد کی ترے دیکھی تو طوبی جھک گیا
کٹ گئے سرو سہی تجھکو خرامان دیکھکر

تیری خاک نقش پا نے طور کو سرمہ کیا
کوہ کے ٹکڑے اڑے تجھکو خرامان دیکھکر

یہ خبر کب تھی کہ جان دیکر نہین ملتی نجات
عشق کا سودا لیا تھا ہمنے ارزان دیکھکر

مصحف رخ کا ترے مع خال و خط رکھا خیال
ہمنے قرآن کو پڑھا معنی قرآن دیکھکر

سجدہ عالم ہو گئے سب تیری زلفون مین اسیر
وقت کن ایجان تری زلف پریشان دیکھکر

یہ بڑی احسن عبادت ہی اگر کچھ غور ہو
ہی مزا سجدے کرین انسان کو انسان دیکھکر

ایک دن اپنی یہ سب تردامنی دھو جائیگی
برسینگے رحمت کے بادل داغ عصیان دیکھکر

کہہ اٹھی ہر روح عاشق الامان میثاق مین
آتش حسن پریرویان فروزان دیکھکر

آئیگا اسکو نظر میکش جو تیرا دور ہے
سکتے مین رہجائیگا گردون گردان دیکھکر

اُمنگین دل ہی مین خون ہوگئین ہین آرزو ہوکر
پسینا کیون نہ پھر ٹپکے مرے تن سے لہو ہوکر

ملیگا تجھکو کیا ہمسے خفا او تند خو ہوکر
سہارا تک کے آئے ہین ترا ہم چار سُو ہوکر

مٹاتے ہین خودی کو کسطرح سے ایک سُو ہوکر
سمجھتا ہے وہی بلبل ہو جو ہذا سے ہُو ہوکر

دکھاؤن قبض و بسط اپنا اگر مین باغ عالم مین
چھپون غنچہ مین گل بنکر گلو نسے نکلون بو ہوکر

کوئی کیا جانے اُنکو کیسی عزت رکھنے والے ہین
ترے دروازے سے نکلے ہین جو نے آبرو ہوکر

وہ پُرسش جو تھے فقرے مرے اعمال نامے مین
ہوئے پیش نظر سب آیۂ لاتقنطو ہوکر

خدا جانے کہان پہونچیگا جاکر نشۂ الفت
شراب عشق پہونچی سر سے اونچی تا گلو ہوکر

پُرانا تھا کبھی کا کیا ہمارا خلعتِ ہستی
جو آیا ہی بدن پر چار دھاگو نسے رفو ہوکر

بھروسے پر وہان کے بیٹھتا کیون ہی ارے زاہد
خدا کو ڈھونڈھ عالم مین جو تجھسے جستجو ہوکر

جو کچھ پرہیز تھا پہلے ہی ہمسے مُنہ چھپاتا تھا
غضب کرتے ہو اب چھپتے ہو صاحب روبرو ہوکر

جہانکے عشق بازو نسے مرا مشرب نرالا ہے
کہ عشق بُتان پیتا ہون میکش قبلہ رو ہوکر

ردیف رائے ہندی

پھر بیٹھے بیٹھے آج وہی نکلی چھیڑ چھاڑ
ہم دل جلو نسے جان نہین اچھی چھیڑ چھاڑ

خود ہمنے دل پھنسایا اُنھین چھیڑ چھیڑ کر
سمجھے نہ ایک دن یہ رلائیگی چھیڑ چھاڑ

آوازے غیر کستے ہین پھر اُسکی بزم مین
کیون حضرت دل آپنے کچھ دیکھی چھیڑ چھاڑ

کل آپ عہد کرچکے تھے میرے روبرو
پھر اب یہ ساتھ غیرونکے ہے کیسی چھیڑ چھاڑ

وہ گالیان ہزار دین چھیڑین گے ہم ضرور
تا زیست اب تو اُنسے نہ جائیگی چھیڑ چھاڑ

بد ہم مزاج پوچھنے پر ہوگے چلدیے
مین نے تو اور اُنسے نہ کچھ کی تھی چھیڑ چھاڑ

بے دختِ رز کے لطف ہی کیا چھیڑ چھاڑ کا
شیشہ ہو سامنے تو ہی میکش کی چھیڑ چھاڑ

ردیف زائے منقوطہ

نہ ملا ہائے اُسے شربت دیدار ہنوز
گر کے سنبھلا نہ مریجان ترا بیمار ہنوز

مجھکو کسطرح یقین آئے تری باتون کا
کہ قسم کھانے یہ بھی غیرونسے ہی پیار ہنوز

ایک دن بھی تو نہ دیکھے کبھی جوہر اسکے
میان ہی مین رہی قاتل تری تلوار ہنوز

تجھسے برگشتہ نہین کوئی مسلمان ای بت
سجدے کرجاتے ہین در پر ترے دیندار ہنوز

غیر دو دن ہی مین کیا پاگئے مقصد اپنا
کوچۂ یار مین ہم پھرتے ہین بیکار ہنوز

جان کیونکر نہ دین عشاق مثال منصور
شان حق جلوہ نما ہے بہ سردار ہنوز

ہوش مین آگئے اچھی طرح سارے میخوار
تیرا میکش ہی نہ ساقی ہوا ہشیار ہنوز

ردیف سین مہملہ

اغیار جمع ہین ترے خنجر کے آس پاس
دو چار سر تو رکھدے مرے سر کے آس پاس

افشان نہین ہی اس رخ انور کے آس پاس
جھرمٹ ہی چاند تارونکا جھومر کے آس پاس

یہ کون آگے گنج شہیدان بناگیا
کشتونکا ڈھیر ہی کسی بے سر کے آس پاس

کیا لہ گیا طبیب جو منہ پھیر پھیر کر
احباب روتے ہین مرے بستر کے آس پاس

اب کسطرح سے انسے کہین اپنا درد دل
اغیار بیٹھے رہتے ہین دلبر کے آس پاس

آخر کبھی تو ہوگا نظارہ تمام عمر
پھرتا رہونگا مین بھی ترے در کے آس پاس

گھیرے ہوئے ہین روح کو اسطرح چارون نفس
جیسے کھلاڑی بیٹھی ہون چوسر کے آس پاس

لاکھون دل شکستہ ہین اس سنگدل کے ساتھ
شیشونکا ڈھیر رہتا ہے پتھر کے آس پاس

محشر مین روک ٹوک نہین انکے واسطے
ہونگے مست چشمۂ کوثر کے آس پاس

کھو بیٹھے اپنی ہائے اسی جستجو مین عمر
رہنے کو گھر ملے کوئی اس گھر کے آس پاس

کچھ دیر بعد مرگ بھی میکش کی تیرے روح
پھرتی رہیگی شیشہ و ساغر کے آس پاس

ردیف شین معجمہ

سوز ہجران سے لگی دل مین جگر مین آتش
اے بتو لگ گئی اللہ کے گھر مین آتش

ساتھ پردون مین چھپو جاکے تو رخنے پڑجائین — دیکھنے والے وہ رکھتے ہین نظر مین آتش
صدقہ مرشد کا جسے چاہون ابھی دکھلادون — نظر آئی تھی جو موسی کو شجر مین آتش
مین وہ ہون نادم افعال کہ پیش داور — نار غیرت سے لگے دامن تر مین آتش
کشور عشق مین جو پہونچا ہوا جلکر خاک — بجھ رہی ہے وہان ہر راہ گذر مین آتش

جسکا تن پھونک چکی ہے یہ مے آتش رنگ
اُسکو میکش نہ جلائیگی سفر مین آتش

ردیف صاد مہملہ

ہون وہ غنی کہ دلمین نہین جسکے جائے حرص — روز ازل ہی توڑ دئیے مین نے پائے حرص
رہتے ہین جو کہ صبر و توکل کی آڑ مین — تا حشر وہ نہون گے کبھی مبتلائے حرص
باقی نہین ہے دلمین مرے کوئی آرزو — اب کیا مجال ہے جو یہان دخل پائے حرص
جو خواہشون کو چھوڑ قیامت پہ مر مٹے — انکو نہ بہائیگی کبھی کوئی ادائے حرص
شاید سمیٹتے ہین قیامت کے بوریے — منعم بڑھا رہے ہین جو اتنی ولائے حرص

میکش کیسکی یہ نہین سُنتے سوائے مے
مستون کے پاس آکے نہ باتین بنائے حرص

ردیف ضاد معجمہ

کچھ نہین خضر رہنما سے غرض — ہمکو ہے اپنے پیشوا سے غرض
ہمتو آزاد اُسکو سمجھین گے — جو نہ رکھتا ہو کچھ خدا سے غرض
تیرا بیمار ہون بجز تیرے — نہ دعا سے نہ ہے دوا سے غرض
لاکھ ہون باوفا جہان تو کیا — ہمکو ہے اپنے بیوفا سے غرض
ہوگیا ہون کچھ ایسا نے سر و پا — نہ خبر سر کی ہے نہ پا سے غرض
جب یہ سمجھے کہ ہم ہی ہین سب کچھ — پھر بقا کی طلب فنا سے غرض

دختر رز سے کہتے ہین جسے میکش
ہے اُسی ایک دلربا سے غرض

ردیف طاے مہملہ

رخ پر ترے نمود ہوا اسے نگار خط
کچھ اور ہی دکھائیگا اب تو بہار خط

کہتا ہے وہ جواب نہ دونگا مین قاصدا
کیون لیکے آرہا ہے یونہین بار بار خط

تحریرین کیا کیا پھرگئین آنکھونکے سامنے
یاد آگیا کسی کا جو نے اختیار خط

خط آگیا تو خط کے نہ لکھنے کا کیا سبب
خطِ غبار ہی مین لکھو او نگعذار خط

قاصد زبانی اور بھی کہدینا کچھ ضرور
ہوجائین پڑھ کے جب وہ مرا شرمسار خط

خط بھیجون کسطرح اُنھین یہ خوف ہی مجھے
ایسا نہو کہ پڑھ لے کوئی رازدار خط

دل کو قرار ہوتا جو اُسکے کسی طرح
لکھ لکھ کے بھیجتا نہ ترا بیقرار خط

قاصد یونہین اُلجھتا ہی خط کے جواب مین
لکھین گے مجکو وہ نہ کبھی زینہار خط

روندا ہی جسکے سبزۂ رخسار نے مجھے
بھیجے گا کب وہ ای مرے پروردگار خط

برہم نہ پڑھ کے ہوے کہین پیر میکدہ
میکش لکھو تو ہوکے لکھو ہوشیار خط

ردیف ظاے معجمہ

اُتنا ہی سر پہ چڑھ گیا جتنا کیا لحاظ
ابتو نہوگا ہمسے کبھی غیر کا لحاظ

اپنی اُتار کر جو بغل مین دبا چکے
پھر اُنکو کسکی شرم ہے کسکا رہا لحاظ

برہم کرینگی اب تری وعدہ خلافیان
جتنا کہ ہمسے ہونا تھا وہ ہوچکا لحاظ

کیون پیش یار دق مجھے کرتا ہے ناصحا
کچھ بھی کسیکا ہی تجھے او بے حیا لحاظ

مجکو جناب عشق نے بے شرم کردیا
کسکا رکھون مین اب مجھے ایدل بتا لحاظ

آئین مکان مین آپ کے اب کس امید پر
مُنہ دیکھنے کا بھی تو نہین تمکو رہا لحاظ

میکش شراب ناب اُڑاتا ہے برملا
ظالم نے سارا طاق پر اب رکھدیا لحاظ

ردیف عین مہملہ

تیرا ہر عضو ہے سراسر شمع
تیری محفل مین آے کیونکر شمع

سوز پروانہ نے نہ چین دیا
ہوگئی شب کو خاک جلکر شمع

جسنے مجھکو جلاکے مارا تھا
لیکے آیا وہ اب بحد پر شمع

ہوگئے ذبح لاکھون پروانے
بنگئی کیا الٰہی خنجر شمع

ہرگھڑی وہ گھڑی کو وصل کی شب
دیکھتے ہی رہے اُٹھا کر شمع

تم نہو جب تو کیون نہو اندھیر
خاک روشن کرے مرا گھر شمع

برملا کہ رہی ہے محفل مین
کسکا شکوہ ہے یہ زبان پر شمع

دل بغل مین چراغ ہے گھر مین
ایک اندر ہے ایک باہر شمع

قبر میکش پہ رکھتے ہین میخوار
منتین مان کر جلا کر شمع

ردیف غین معجمہ

جب بر سر مزار نہ میرے جلا چراغ
ہر داغ تن کفن مین مرے بنگیا چراغ

روشن ہو تیرے سامنے کیا مشعل فلک
شرمندہ روبرو ہے ترے نور کا چراغ

یہ ضد ہے مُنہ نہ دیکھے کہین عاشق حزین
آتے ہی میرے بزم سے اُٹھوا دیا چراغ

کیونکر نہ سینے پھیلے رُبع عناصر کی روشنی
جلتا ہی بیت تن مین مرے چومکھا چراغ

مصباح ماہ دل کے مقابل ہو کس طرح
یہ دوسرا چراغ ہے وہ دوسرا چراغ

عاشق کی زیست ہے ترے مثل چراغ صبح
سُن لینا چند روز مین وہ بجھ گیا چراغ

مجھکو کیا وہ عشق نے آوارہ خان ومان
میری طرح کسیکا نہین گل ہوا چراغ

مجھکو دکھا کے غیر کو دیتے ہو کیون فروغ
کالے کے سامنے بھی جلاتے ہو لیا چراغ

اب میکدے کا اللہ ہی حافظ ہے دوستو
میکش کی زندگی مین تو جلتا رہا چراغ

ردیف الف

برہم ہو کس لیے کرو گفتار صاف صاف
ملنا نہو تو ہمسے کہو یار صاف صاف

چاہین جو دیکھنا رُخ دلدار صاف صاف
رکھین دلونکو کا فرو دیندار صاف صاف

اُنکی زبان کا وقت تکلم یہ حال ہے / چلتی ہو جسطرح کوئی تلوار صاف صاف

حیرت بڑھانے کو ترے حیران کے روبرو / آئینے بنگئے در و دیوار صاف صاف

جسوقت وہ مجھے کہین ملتے ہین راہ مین / دیتے ہین گالیان سر بازار صاف صاف

وعدہ خلافیون نے بہت تنگ کر دیا / آنا نہو تو کیجئے انکار صاف صاف

نادم ہین چلکے داور محشر کے روبرو / ہمسے دئیے نہ جائینگے اظہار صاف صاف

خوبی وہ کون سی ہے جو اُس شوخ مین نہین / گفتار صاف صاف ہے رفتار صاف صاف

میکش شراب خواری سے کیا ملگیا تجھے
کچھ تو بتا ہمین ارے مکار صاف صاف

ردیف قاف

تمام عمر رہے ہم بھی آشناے فراق / ملا نہ سود محبت مین کچھ سواے فراق

عجب بلا مین پھنسا دیتی ہی بلاے فراق / خدا کرے کہ نہو کوئی مبتلاے فراق

بڑھی رہی جو اسی طرح اشتہاے فراق / تو میرا جسم بنے گا یہ سب غذاے فراق

ہزارون طے کیے روز فراق کے میدان / ہمارا دل ہی یہان خضر رہنماے فراق

فراق یار مین کیسی اُٹھائی ہے لذت / خدا کرے کہ یہ اب عمر بھر نہ جاے فراق

یہی ذریعۂ وصلت ہے اے دل مہجور / بڑھاے جا تو بڑھے جسقدر ولاے فراق

عجیب سیر طبیعت ہے جان جان اُسکی / نہ آنکھ شاہی پہ ڈالے ترا گداے فراق

لعوق درد جگر در دل تو سستی ہے / گران ہی عشق کی بازار مین دواے فراق

ہجوم نوحہ گران ہے وہ خانۂ دل مین / صدا ہی ہر در و دیوار سے کہ ہاے فراق

الٰہی وہ بھی کوئی لوگ ہونگے عالم مین / کہ جنکو وصل میسر ہو بجاے فراق

فراق یار کا خوگر ہون ایک مدت سے / اُسی مین راضی ہون جسمین کہ ہو رضاے فراق

جو ہجر یار کو بھی عین وصل جانتے ہین / نہونگے وہ کبھی عالم مین مبتلاے فراق

کبھی تو جیتین گے میدان عشق مین بازی / بڑھے ہی جاتے ہین ہم تو لیے لواے فراق

مزا تو جب ہے کہ تو بھی کسی پہ عاشق ہو / مری طرح سے ستمگر تجھے رلاے فراق

یقین ہی پھوڑ کے سر مرتا وہ بھی تیشے سے | جو کوہکن سے کوئی سنتا ماجراے فراق

شراب وصل سے ہر دم ہین مست ہم میکش
مجال کیا جو یہان آکے منہ دکھاے فراق

ردیف کاف عربی

غضب مین آکے نہ تیر و کمان تراش کے پھینک | قلم تراش سے آستخوان تراش کے پھینک
نہ شاخ گل سے مرا آشیان تراش کے پھینک | جو پھینکنا ہی تو گل گلستان تراش کے پھینک
بہت ستایا ہی گردون نے مجھکو۔ تیغ آہ | بلند ہو۔ ورق آسمان تراش کے پھینک
دل و جگر کے تو پرزے اڑائے تو نے عشق | خراش غم سے نہ اب پسلیان تراش کے پھینک
جو قتل کر کے بھی سیری نہین ہوئی قاتل | تمام جسم کی اب ہڈیان تراش کے پھینک
نہ چھوڑ خلق مین زندہ کسیکو اے ظالم | مرے سے گردن پیر و جوان تراش کے پھینک
دکھا دون گر کسی یوسف کی شکل اے زاہد | زنان مصر نمط انگلیان تراش کے پھینک
جو بام یار پہ ہے قصد سر سے چلنے کا | تو پانون اپنے سر نردبان تراش کے پھینک

تو اور حضرت میکش سے دو بدو ہو شیخ
زبان اپنی ارے بدزبان تراش کے پھینک

ردیف کاف فارسی

گل سے بھی خوشنما ہی ترا اے نگار رنگ | پھیکے ہین تیرے سامنے جتنے ہین یار رنگ
ملتا نہین جہان مین کوئی تیرے رنگ کا | پایا ہی کس بلا کا او رنگین عذار رنگ
دل سے نہ جائیگی کسی رنگین قبا کی یاد | لائیگا اور بھی دل پر اضطرار رنگ
گل کٹ گئے چمن کے ترا رنگ دیکھکر | بد رنگ ہو گئے وہان جتنے تھے یار رنگ
عالم مین رنگ لائی ہے رنگینی یار کی | بے رنگ ہو کے رکھتا ہے وہ ہشیار رنگ
کیا گل کھلاتی ہین تری رنگین بیانیان | اک گفتگو مین جمتے ہین سو سو ہزار رنگ
یہ حال کر دیا کسی رنگین ادا نے ہاے | چہرے کا اڑ گیا ہے جو بے اختیار رنگ
رنگین لباس پہنیگا جسدم وہ سیمتن | اسوقت پھر دکھائیگا اپنی بہار رنگ

میکش ہے ایک رنگ فقط اپنا میکشی
کس کام کے وہ لوگ جو بدلین ہزار رنگ

ردیف لام

اگر پوچھا خدا نے کیا ہوا دل — کہونگا ایک بت نے لے لیا دل
کسی نے آکے دم مین لے لیا دل — سر بازار میرا لُٹ گیا دل
نہ چھوڑا دو جہان کے کام کا دل — حسینون نے ہمارا کھو دیا دل
مرا وہ ناز کا پالا ہوا دل — خدا جانے کہان کھویا گیا دل
غضب ہے لیکے پھر پلٹا رہے ہین — وہ سے کہتے ہین نہین یہ کام کا دل
تجھی کو وہ بھی مین دیتا کرون کیا — نہین ہے پاس میرے دوسرا دل
یہی وحشت رہی گر کچھ دنون اور — خدا جانے کہان لیجائے گا دل
ستانے کو تمھارے اے حسینون — کہان سے اور مین لاؤن نیا دل
محبت اور بھی اک بت سے کرتے — خدا دیتا جو ہمکو دوسرا دل
کبھی تھا نالہ کش راتون کو ہمدم — کہان ہے ابتو جلکر رہگیا دل
مسیحائی کرو اب تو خدارا — ادا اون پر تمھاری مرمٹا دل
دکھاؤن گا تماشے روز محشر — اگر پہلو مین اپنے پا گیا دل
قرار اک آن پہلو مین نہین ہے — غضب کا ہے یہ کافر چلبلا دل
مین ہون سو جان سے صدقے اپنے دل پر — مرا ہادی ہے میرا پیشوا دل
مرے دل کی لگی کو کون جانے — ہے انگارون پہ ہر دم لوٹتا دل
جہان مین کو بکو رسوا نہ ہوتا — مرے قابو مین گر ہوتا مرا دل
مرے اک دل نے کیا کیا رنگ بدلے — صنوبر گہ مدور بنگیا دل

وہی میکش ہے یہ جسنے مرے جان
شراب معرفت سے بھر لیا دل

جوش پر اپنا جو آئے دردِ دل — عرش اعظم کو ہلائے دردِ دل

درد دل بدلے خدائی کے نہ دون — اور ہی کچھ ہے بہائے درد دل
شکر ہے بار امانت کی طرح — حشر مین ہم ساتھ لائے درد دل
درد دل آئے تو پھر جائے کہان — دل ہی ہے مہمان سرائے درد دل
آئینگے محشر کو عاشق قبر سے — مُنہ سے کہتے ہائے ہائے درد دل
عاشقون پر خواب راحت ہے حرام — قبر مین آکر جگائے درد دل
جان دیتے ہین وہ اک اک ٹیس پر — بھا گئی جنکو ادائے درد دل
عرش اور فرش ایک کرنے کے لیے — پہونچا گردون پر لوائے درد دل
آتش دوزخ نہ چھیڑے گی اُسے — عمر بھر جسکو جلائے درد دل
کیا لکھاؤن نامۂ اعمال مین ہائے — کچھ نہین رکھتا سوائے درد دل

دور مے جاری رہے **منیکش** مدام
ہے یہی اپنی دوائے درد دل

ہو گئے ہین مبتلائے درد دل — کس سے پوچھین ہم دوائے درد دل
ایک عالم ہو تہ و بالا ابھی — گر کہین ہم ماجرائے درد دل
درد دل سنے کی ہے وہ دلمین جگھ — بڑھتی جاتی ہے ولائے درد دل
تیرے بیمار محبت اے صنم — کچھ نہین رکھتے سوائے درد دل
درد دل فرقت مین تیری بڑھ چلا — عرش تک پہونچی صدائے درد دل
جو مریض عشق ہین اُنکے لیے — ہے نہین ممکن شفائے درد دل
کیا کرین سُنکر نے و چنگ و رباب — ہمتو سنتے ہین نوائے درد دل
دل مین یون رکھتے ہین ہم یاد بتان — کچھ تو سامان ہو برائے درد دل
مرد الفت وہ ہے راہ عشق مین — دل ہی دل مین جو بڑھائے درد دل
کوئی پوچھو تو طبیب عشق سے — کچھ بھی رکھتا ہے دوائے درد دل
قاصد اُس سے یہ بھی کہہ دینا ضرور — اب کوئی کب تک چھپائے درد دل
درد دل جائیگا میرے دم کے ساتھ — قبر مین جاؤن تو جائے درد دل

تو ہی اے میکش خدا را کچھ بتا
کیا بلا ہے یہ بلائے درد دل

ردیف میم

ہجر مین جب اشک بھر لاتے ہین ہم
آب سے آتش کو بھڑکاتے ہین ہم

لیکے تصویر خیالی یار کی
ہر گھڑی یون دل کو بہلاتے ہین ہم

کیون نہ جان ہر تن پر اپنے ہو نثار
جبکہ ہر تن مین سے تجھے پاتے ہین ہم

کچھ تو اے صور قیامت چین دے
دو گھڑی کو اور سو جاتے ہین ہم

ثم وجہ اللہ نے آنکھین کھولدین
ابتو ہر جانب سے تجھے پاتے ہین ہم

جب وہ یکتائی پہ کرتے ہین گھمنڈ
آئنہ پیش نظر لاتے ہین ہم

موجزن اتنا نہو اے بحر اشک
دیکھ تو ظالم سے بہے جاتے ہین ہم

ہم جفاؤن کو سمجھتے ہین وفا
حرف شکوہ لب پہ کب لاتے ہین ہم

ہجر کی شب اپنے سونے کے لیے
گو کھرو کا فرش بچھواتے ہین ہم

ہائے کس بے مہر سے پالا پڑا
مفت کھو کر دل کو پچھتاتے ہین ہم

میکدے کی ہمکو ہے تعظیم فرض
سر کے بل میکش وہان جاتے ہین ہم

ردیف نون

گو بلا سے جل ہی جائین اے ستمگر دھوپ مین
لگ چکا کوچے مین تیرے ابتو بستر دھوپ مین

غسل کر کے کھولے گیسوے معنبر دھوپ مین
یار نے پھیلا دیا ہے مشک اذفر دھوپ مین

خندہ زن ہون اُسکے عاشق روز محشر دھوپ مین
جسطرح کھلتا ہے نیلوفر برادر دھوپ مین

اس ضعیفی مین بھی وہ اپنی نظر ہے دوستو
اب بھی گردون پر نظر آتے ہین اختر دھوپ مین

جھونکو دوزخ مین بھی گر مجکو تو کیا انکار ہے
یہ کہو بٹھلاتے ہو اب کس خطا پر دھوپ مین

خوف آتا ہے گل عارض کہین کمھلا نجائین
گھر سے باہر آئے ہو کیون بندہ پرور دھوپ مین

لا چکے ہین جو یہان پہلے ہی تاب نار عشق
مضطرب ہوتے ہین کب وہ روز محشر دھوپ مین

دوپہر مین بھی ترا عاشق نہین لیتا ہی چین
کرتا ہے کوچے مین تیرے لاکھون چکر دھوپ مین
خط وہ کیا لیتے اُترنے بھی نہ کوٹھے پر دیا
شام تک اڑتا رہا میرا کبوتر دھوپ مین

لڑکھڑا آتا میکدے سے نکلا تھا گھر کیطرف
گر پڑا کمبخت میکش کھاکے ٹھوکر دھوپ مین

میری اُنکی کبھی بنی ہی نہین
عشق کرنا بھی دل لگی ہی نہین
کر نہ مایوس ہمکو اے ساقی
کیا صراحی مین کچھ بچی ہی نہین
ہان کمر مین تو باندھے پھرتے ہین
تیغ قاتل کبھی چلی ہی نہین
تمکو یون غیر دیکھین ہم تڑپین
جانجان کیا ہمارے جی ہی نہین
کیسے پنہان کرون یہ آتش عشق
قید بجلی کبھی ہوئی ہی نہین
دخت رز آپ چھوڑ دین زاہد
یہ کہو ہاتھ ابھی لگی ہی نہین
دل کو لگتی ہے جس گھڑی ناصح
سوجھتی کچھ بُری بھلی ہی نہین
پیٹ یون بھر گیا تو کیا ساقی
نیت اپنی ابھی بھری ہی نہین
نبض پر ہاتھ رکھکے کہتے ہین وہ
جان اب اسمین کچھ رہی ہی نہین

محتسب پوچھے ہمسے گر میکش
صاف کہدینگے ہمنے پی ہی نہین ؎

ویران ہے وہ مکان ترا مسکن جہان نہین
بر ہم وہ بزم جسمین تری داستان نہین
ہر اک مکان ہی یار کا کچھ لامکان نہین ؎
یہ سب نشان اُسی کے ہین وہ بے نشان نہین
کس وقت اُنکی یاد مین آنسو روان نہین
کب ملک دل سے اپنے روان کاروان نہین
شکوہ مین کسکا کس سے کرون کسکو کیا کہون
مین وہ ستم زدہ ہون کہ مُنہ مین زبان نہین
کچھ اور ہی ترقی یہ ہین داغہاے دل ؎
یہ وہ بہار ہے جہان دخل خزان نہین
کیونکر ہو کہیے آپ کے وعدونکا اعتبار
کس دن خدا کو دیتے ہو تم درمیان نہین
مصروف ایسی کچھ ہی کسی بت کی یاد مین
بیکار ایک دم کو بھی منہ مین زبان نہین
اے سیل اشک گر یہی جوش و خروش ہے
ہم کیا ہین یہ زمین نہین یہ آسمان نہین

خالی نہین ہے کوئی جگہ تجھسے جا تجان ‏— یہ سب قصور آنکھ کا ہے تو کہان نہین
وہ دل ہی کب ہے جسمین کہ اُسکا ہوئے درد ‏— وہ جان کب ہے جسمین وہ آرام جان نہین
لب پر کسی کا نام ہے اپنے دم طواف ‏— بھولا خدا کے گھر مین بھی یاد بتان نہین
بسمل ہین لاکھون اس نگہ نیم باز کے ‏— کس کسکو چھوڑا تمنے یہان نیم جان نہین
بلبل تو خام عشق رہیگی یہ یاد رکھ ‏— جبتک کہ ہمسے سیکھے گی طرز فغان نہین
کہدیتے کچھ اشارونسے احوال ملک عشق ‏— اب کیا کرین کہ کوئی یہان رمزدان نہین
اک وہ ہین جنکے کہتے ہین وہ قصے روز و شب ‏— اک ہم ہین جسکی سنتے کبھی داستان نہین
مجنون کو اور ہمکو سند ساتھ ہی ملے ‏— کہتا ہے کون ہمنے دیا امتحان نہین
کیا کیا جلایا مجکو نہ سوز فراق نے ‏— وہ ضبط ہی کہ آہون کا لب پر دھوان نہین
لے مین نکالے دیتا ہون سب کجروی تری ‏— آئے گا یون تو باز تو اے آسمان نہین

دو چار زخم تو لیچلو میلے مین حشر کے
میکش شراب کی وہان کوئی دکان نہین

تیر نظر چلاتے ہو چلمن کی آڑ مین ‏— زخمی مجھے بناتے ہو چلمن کی آڑ مین
سب دیکھ لیتی ہے نظر دوربین مری ‏— آنکھین عبث چراتے ہو چلمن کی آڑ مین
پردے مین بھی ہو صاعقہ کیطرح لوٹ پوٹ ‏— کیون بجلیان گراتے ہو چلمن کی آڑ مین
ٹوٹین نہ کسطرح بھلا چلمن کی تیلیان ‏— عاشق کا دل دکھاتے ہو چلمن کی آڑ مین
دکھلاتے ہو جو یون لب پانخوردہ کی جھلک ‏— دلکے دھوئین اڑاتے ہو چلمن کی آڑ مین
میری نظر رکے گی نہ چلمن سے آپ کی ‏— ناحق بھی منہ چھپاتے ہو چلمن کی آڑ مین

وہ مرد پاکباز ہے ملتا ہے برملا
میکش کو کیون بلاتے ہو چلمن کی آڑ مین

لکھ کر خطوط دست کی تحریر ہاتھ مین ‏— حق نے دیا نوشتہ تقدیر ہاتھ مین
رکھ یون نہ دلکو او بت بے پیر ہاتھ مین ‏— ہر دم نئی یہ بدلے گا تاثیر ہاتھ مین
سیماب نفس پھنک گیا گزنار عشق سے ‏— کہدینگے پھر تو آ گئی اکسیر ہاتھ مین

قبضہ ہوا نہ دل پہ حسینون کے حشر تک / مرجانے پر بھی آیا نہ کشمیر ہاتھ مین

اتنی زبان درازی نہ کرتی جو شمع بزم / شب کو نہ لیتا کوئی بھی گلگیر ہاتھ مین

دست خدا ہی یہ دل نادان سمجھ کو پھیر / بیعت کے وقت سے ہے جو پیر ہاتھ مین

آنکھین ملائین جس سے نہ پہلو مین چھوڑا دل / تزویر تیری آنکھون مین تسخیر ہاتھ مین

اپنی یہی دعا ہے شفاعت کے واسطے / محشر مین ہووے دامن شبیر ہاتھ مین

مجرم ہون غرق بحر گنہ ہون شہ امم / اب آپ کے ہے عزت و توقیر ہاتھ مین

روز ازل ہی دیکھتا تحریر بخت کو / آتا اگر نوشتۂ تقدیر ہاتھ مین

کیا خاک سر اٹھائے کسی بات پر کوئی / رکھتے ہین تیغ وہ دم تقریر ہاتھ مین

چاہے بگاڑ چاہے بنا شاہ ملک دل / ہے قصر تن کی سب تری تعمیر ہاتھ مین

راز خدا یہ خواب ہے گونگے کا واعظا / کب آئے تیرے گوہر تعبیر ہاتھ مین

اس کجروی کا تجھکو دکھا دینگے ہم مزا / آیا جو تو کبھی فلک پیر ہاتھ مین

جانا جہان ہو جاؤ بگڑتے ہو کس لیے / پہچانتا ہون جسکی ہے تحریر ہاتھ مین

تقدیر جب بگڑتی ہے انسان کی دوستو / آتی نہین ہے پھر کوئی تدبیر ہاتھ مین

رسوائی و جنون کے سوا ملک عشق مین / آیا ہی کسکے منصب و جاگیر ہاتھ مین

کہتی ہی کہکشان جسے مخلوق ضعف سے / ہے یہ عصا لیے فلک پیر ہاتھ مین

میکش وہ لوگ اب بھی زمانے مین ہین کہین
ملک سخن کی جنکے تھی جاگیر ہاتھ مین

ادھر آتو گن کے دیکھون دل کتنے تیری لٹ مین لٹک رہے ہین
تجھے خبر کچھ بھی ہے ستمگر ہزارون اب سر ٹپک رہے ہین

نہین پریشان ہین وقت گریہ یہ میرے دامان تر پر آنسو
مسافران عدم ہین بیچارے سارے رستا بھٹک رہے ہین

اڑی تھی خاک مزار کل کچھ ہماری اللہ رے بدگمانی
کہ آج تک بھی الٹ پلٹ کر وہ اپنا دامن جھٹک رہے ہین

اُٹھو نزاکت کو چھوڑو قاتل کو اب تو قبضے پہ ہاتھ ڈالو
ہزارون دم توڑتے ہین جانباز سینون مین دم اٹک رہے ہین
وہ مست و مدہوش خواب مین شب دکھا گیا ہے نشیلی آنکھین
وُہی تو سُرخی کے ڈورے نظرون مین میری اب تک کھٹک رہے ہین
ہتیلی پر رکھ کے ماہ نو کو عبث یہ پیر فلک ہے نازان
ادھر تو دیکھے کہ اُنکے جھومر مین چاند کتنے لٹک رہے ہین
بہار آئی کدھر ہو میکش یہی تو ہے وقت میکشی کا
صبا سے اٹکھیلیون سے چلتی چمن مین غنچے چٹک رہے ہین

جلوہ نما جسدن سے ہوئی ہے شکل تمھاری آنکھون مین
اور رہی کچھ بفضل خدا سے نور ہماری آنکھون مین
سُرمے کی تحریر غضب ہے پیاری پیاری آنکھون مین
خوب بھرا ہے کوٹ کے جادو یار تمھاری آنکھون مین
یہ تو کہو کس دشمن کی سوتے ہو لپٹ کر سینے سے
رُخسارون پر نیل پڑے ہین اور ہے خماری آنکھون مین
دو باتین بھی آنکھ ملا کر اُنسے نہونے پائی تھین
چلگئی ہمپر دم مین کیا کیا چھری کٹاری آنکھون مین
جس عاشق سے آنکھ ملائی اُسکو زخمی کر ڈالا
ظالم کیا تو ندیکی تو رکھتا ہے کٹاری آنکھون مین
وہ تو ان آنکھون پہ تمھاری کرتا ہے اپنی جان نثار
ہائے غضب کچھ قدر نہین عاشق کی تمھاری آنکھون مین
تمنے وہان پر مزے اُڑائے بزم عدو مین پیکے شراب
ہمنے یہان پر بیٹھے بیٹھے رات گذاری آنکھون مین
دیکھو تو اس پتلی خانے مین کیا کیا تماشے ہوتے ہین
کھڑی کھڑی ہے اکدم کے لیے آؤ تو ہماری آنکھون مین

نشے مین آن آنکھون کا تصور ایسا بندھا ہے اے میکش
پھول رہی ہے چارون طرف نرگس کی کیاری آنکھون مین

دل ہوا تم پر فدا کیسے نہین کیونکر نہین
جان جاتی ہے ہماری آپ کو باور نہین
پھیرتے کس کس گلے پر آپ یہ خنجر نہین
زخمی تیغ ادا ہوتا کوئی جانبر نہین
جلوہ گر تجھسے زیادہ کوئی اے دلبر نہین
یہ مرا نور نہین یہ مطلع خاور نہین
ہوئیگا جبتک جُدا گردن سے میرا سر نہین
تیری دروازے سے سرکیگا کبھی بستر نہین
جب کہا مُنہ سے انا الحق عاشق جانباز نے
دار پر لٹکا دیا گردن پہ رکھا سر نہین

کب بناتے ہین جہانمین گھر ترے خانہ بدوش
دوش پر خانہ ہے اپنا اور کوئی گھر نہین

خاک کے پتلے ہین ہم کیونکر نہوئین خاکسار
پھر رہی ہو جسمین نخوت وہ ہمارا سر نہین

بندہ پرور یون نہ جانے دونگا مقتل سے کبھی
یا تو یہ خنجر نہین یا آج میرا سر نہین

گھر مین بیٹھے کہتے ہین ہے لامکان گھر یار کا
غور سے ڈھونڈین تو کوئی اُس سے خالی گھر نہین

غیر پر رہتی ہے ظالم تیری اُلفت کی نگاہ
ہان کرم کی اک نظر ہوتی کبھی ہمپر نہین

کرنے دے مخلوق کو سجدے اسی مین ہے نجات
آستان کعبہ ہے اے بُت یہ تیرا در نہین

کیون ڈرا جاتا ہے جانبازونکا مجمع دیکھکر
اے صنم فولاد کا ہے موم کا خنجر نہین

دیکے خط کہنا اُنھین قاصد کہ پڑھ لیجے حضور
لکھے ہین دو حرف کچھ قصہ نہین دفتر نہین

بیٹھکر مسند پہ منعم خوگر راحت نہ بن
چلنا ہے اُس گھر جہان تکیہ نہین بستر نہین

کیون نہو ہر ایک عاشق تجھ پہ سو جانسے نثار
عالم امکان مین اب کوئی ترا ہمسر نہین

کتنی غفلت ہے کہ راحت جو ہین نادان قبر مین
یہ بر آغوش لحد ہے پہلوِ مادر نہین

نام بھی لیتا نہ مین تو عمر بھر ظالم ترا
کیا کرون مجبور ہون قابو مجھے دل پر نہین

تیرے کوچے مین فقط پھرتا ہون تیری دید کو
کچھ مین دیوانہ نہین کچھ پانوٴن مین چکر نہین

بے ترے اندھیر ہے کون و مکانمین جانجان
کون سی محفل ہے وہ جسمین تو اے دلبر نہین

تو ہو تو تازہ بتازہ کھینچ کے آتی ہے شراب
ایک دم خالی کبھی رہتا مرا ساغر نہین

کرتا ہے لاکھون کو ظالم خون سی کیا بچ بچکے قتل
اُف رہی چالاکی کہ دھبّا بھی تو دامن پر نہین

بھول جانا انکار کرنا وصل کے پیغام پر
سیکھ لے اقرار کرنا چھوڑ غارت گر نہین

کیون خم مے سر پہ رکھتا ہے تو میکش وقت مرگ
خلد مین تیرے لیے کیا بادۂ کوثر نہین

جو نکتہ دان ہین ہوتے ہین وہ نکتہ چین نہین
ہم قدردان سخن کے ہین کچھ عیب بین نہین

کہنا ہوا جو کہدیا رُکتے کہین نہین
ہم صاف گو ہین دلمین چنان وچنین نہین

جب سے بغل مین وہ مرا بانکا حسین نہین
کچھ ایسا مضطرب ہون کہ راحت کہین نہین

کہتے ہو دلمین ہمتو کسی کے مکین نہین
صاحب یہ بات آپ کی کچھ دلنشین نہین

وعدہ وفا کروگے سب مجھے تو یقین نہین
ہان ہان تمھارے لب پہ ہے دل مین نہین نہین

جتنا ہو ناز آپ کو زیبا ہے اے صنم
مین خوب جانتا ہون کہ تم سا کہین نہین

مذہب ہمارا عشق ہے بندے ہین عشق کے
کافر صنم پرست ہین ہم اہل دین نہین

اقرار وصل سنتے تھے طفلی کے دن سے گئے
کچھ حد بھی ہے رہیگی یہ کب تک نہین نہین

یہ کسکی دھن لگی ہے جو دھنتا ہے اپنا سر
کیون تجھکو چین اے دل اندوہگین نہین

وہ باوفا خدا نے دیا ہے مجھے صنم
ہے سیدھا سادا خوگر چین بر جبین نہین

دم ویکے اٹھ گیا وہ ستمگر شب وصال
پوچھا کہان چلے لگا کہنے کہین نہین

اچھی نہین ہے ہمسے کدورت کی گفتگو
ہم سینہ صاف رکھتے ہین کچھ اہل کین نہین

آنکھون کے سامنے ہو مگر ہو چھپے ہوئے
تمسا جہان مین کوئی پردہ نشین نہین

خالی نہین ہے تجھسے کوئی پتلا خاک کا
وہ دل ہے کون سا کہ جہان تو مکین نہین

جھیلین گے سختیان شب فرقت کی باربار
ہم جان دینے والے ہین راحت گزین نہین

جو دل مین انکے آتا ہے کر بیٹھتے ہین وہ
غالب ہے کمسنی نظر انجام بین نہین

غافل کبھی تو غور سے شکل بشر کو دیکھ
کچھ اور شکل ہے یہ فقط ماء و طین نہین

میکش بسر کرینگے وہین جا کے عمر بھر
جز میکدے کے اپنا ٹھکانا کہین نہین

دل مین گھبراتے ہو تو آجاؤ دلبر آنکھ مین
سیر عالم کی دکھاؤنگا بٹھا کر آنکھ مین

خاک در پہونچی ہے تیری جنکی اڑ کر آنکھ مین
وہ نہ ڈالینگے کبھی کحل الجواہر آنکھ مین

تو ہے اک نور خدا شکل پیمبر آنکھ مین
جز ترے کوئی سمائے گا نہ دلبر آنکھ مین

جب کبھی آئے تم اے خورشید پیکر آنکھ مین
نیر اعظم چلا آیا سمٹ کر آنکھ مین

بیٹھے بیٹھے پھر ہمین اس ترک کا آیا خیال
پھر کھٹکتے ہین ہماری تیغ و خنجر آنکھ مین

جب سے وہ آنکھون مین آئے کھل گئے چودہ طبق
ہم سے اہل نظر انکو چھپا کر آنکھ مین

مردم دیدہ نکل جائینگے اے پردہ نشین
آپ آجائین لگائین اپنا بستر آنکھ مین

مال و زر پر آنکھ ڈالیگا نہ تیرا اسیر چشم
ہین یہ سب لعل و جواہر اسکے پتھر آنکھ مین

مر مٹے اُسپر تو جب کچھ قدر آنکھون مین ہوئی
ہمنے جا پائی ہے مثلِ سُرمہ رپیکر آنکھ مین

بند کرکے آنکھین دیکھو اور رہی ہوتی ہے سیر
خود بخود کیا کیا چمک جاتے ہین اختر آنکھ مین

مار ڈالیگی ہزارون کو نگاہِ سرمہ سا
گھر سے نکلو گے اگر سُرمہ لگا کر آنکھ مین

کہتا ہے دل آج وہ خلوت سے نکلینگے ضرور
پھر رہے ہین سب مرے آثار محشر آنکھ مین

تو نے آنکھون ہی سے اک عالم کو زخمی کر دیا
بھر رہے ہین تیرے ظالم تیر و نشتر آنکھ مین

آپ کی دونون جگہ ہین جس طرح چاہین رہین
دلمین خلوت گاہ ہی جلوت کا ہے گھر آنکھ مین

قدر رونے کی غمِ شبیر مین کھلجاے گر
اشک کے قطرے ہون جتنے سب ہون گوہر آنکھ مین

آنکھ کے تل مین سما جاتے ہین سب ارض و سما
مین ابھی کونین کو رکھ لون اُٹھا کر آنکھ مین

ہے یقین تجھکو کہ راحت خوب ہی پائینگے وہ
ایک دو دن تو مری دیکھین وہ رہکر آنکھ مین

کیسا ہی ہشیار ہو مُردہ بنا دیتی ہے یہ
نیند جب آتی ہے اپنا لیکے لشکر آنکھ مین

جانب ہیچی ہون مائل کیا غرض عاشق ترے
وہ لگا بیٹھے ہین اک مدت سے بستر آنکھ مین

شب کو یاد آئی جو اُسکے چاند تارون کی قبا
رہگئے سو بار جگنو سے چمک کر آنکھ مین

خاک کی چٹکی جو حاصل ہوتی ہو در سے ترے
مین اُسے رکھ لیتا ہون سُرمہ بنا کر آنکھ مین

آنکھ لڑجاتی اگر اُس بُت سے اے واعظ تری
ہیچ ہوجاتے یہ سب محراب و منبر آنکھ مین

دورِ مے اک بار ہمنے دیکھ پائے تھے کہین
آج تک پھرتے ہین وہ ہی دورِ ساغر آنکھ مین

دیکھے میکش کی کوئی آنکھون کو وقتِ میکشی
رنگ لاتی ہے عجب صہباے احمر آنکھ مین

ڈسنے لگی دلون کو بھی اُڑکر خدا کی شان
آنا دماغ زلفِ معنبر خدا کی شان

نکلا ہے بنکے وہ مرا دلبر خدا کی شان
کیا لوٹ پوٹ ہو رہی اُسپر خدا کی شان

ہے تیری شکل شکلِ پیمبر خدا کی شان
سر تا بپا ہے تو تو سراسر خدا کی شان

تکبیر اُنکے لب پہ جو ہوتی بوقتِ ذبح
دکھلاتا خون مراتہ خنجر خدا کی شان

سنگین دلون کو ہوتے ہین کیا سجدے چارسُو
بُت بھی خدائی کرتے ہین بنکر خدا کی شان

دوٹانکے میرے زخم کے ہین اتنی حجتین
اللہ رے دماغ رفوگر خدا کی شان

کبتک مناؤن گا یہ لڑکپن سے ہے آپ کا
بگڑینگے آپ روز ہی بنکر خدا کی شان

وہ بھی تھے دن کبھی کہ مقرّب کسی کے تھے
لگتی ہین ابتو تہمتین ہمپر خدا کی شان

طولِ شب فراق نے اُٹھوائے یہ ستم
آنکھین دکھاتے ہین مجھے اختر خدا کی شان

طفلی مین ہمسے پیار تھا اُلفت ہمین سے تھی
بدلے ہین ابتو آپ کے تیور خدا کی شان

غیرونسے میل جُول ہے میرے لیے مگر
کھنچتا ہے بات بات پہ خنجر خدا کی شان

کب یہ خبر تھی مار ہی ڈالے گا تند خو
تقدیر تیری ہائے کبوتر خدا کی شان

کافر بنایا دام مین لاکر ہزارون کو
یہ ایچ پیچ زلف فسونگر خدا کی شان

سوتے تھے جو بغل مین مری اب وہ دوستو
سائے سے میرے چلتے ہین بچکر خدا کی شان

کہتا تھا دل دو بوسے جو اُس لب کے ملگئے
تیرا مُنہ اور قند مکرر خدا کی شان

ایمان نہ لائین تجھپہ مسلمان تو کیا کرین
تجھسے عیان ہے ای بُتِ کافر خدا کی شان

مستونکے جان نثار نہ میکش ہو کسطرح
دکھلا رہی ہے یہ مے اطہر خدا کی شان

ای بُت جو ترے رُخ کی ضیا دیکھ چکے ہین
ان آنکھون سے دیدار خدا دیکھ چکے ہین

بتلائین جو پوچھے کوئی کیا دیکھ چکے ہین
ظلمات مین ہم آب بقا دیکھ چکے ہین

جو تجھکو بُتِ ہوش ربا دیکھ چکے ہین
وہ آج ہی سب کل کا مزا دیکھ چکے ہین

جو اُٹھ کے تمھین چلتا ہوا دیکھ چکے ہین
ہوتے ہوے وہ حشر بپا دیکھ چکے ہین

کیا سمجھے ہین سمجھاتے ہین جو حضرت ناصح
کیا میری وہ قسمت کا لکھا دیکھ چکے ہین

موسیٰ ہی سے صاحب ہے رو پوشی کا جھگڑا
سو بار تمھین ہم بخدا دیکھ چکے ہین

وہ سر کو جھکائے ہوئے رہتے ہین جہانمین
جو کوچۂ تسلیم و رضا دیکھ چکے ہین

جو دیکھنے کی چیز تھی ان آنکھون سے ہمنے
دکھلائی ہی دیتے ہین دکھا دیکھ چکے ہین

اے حضرت دل اب نہ ستاؤ ہمین دیکھو
ہم دل کے لگانے کا مزا دیکھ چکے ہین

کیون فرض نہ تعظیم ہو اس جسم کی ہمپر
ہم اسمین اُنھین جلوہ نما دیکھ چکے ہین

مرنے کیلیئے جاتے ہین وہ تیری گلی مین
جو وار مین دیدار ترا دیکھ چکے ہین

ہم قاف سے لے آئین پکڑ کر ابھی دم مین
عنقا جہان رہتا ہے وہ جا دیکھ چکے ہین

آئے بھی قیامت تو نہ موت آئیگی اُنکو
جو مٹکے یہان ملکِ بقا دیکھ چکے ہین

سب سجدے کئے باز نہ آئینگے کبھی وہ
جو تجھ مین صنم شان خدا دیکھ چکے ہین

دو دن کے لیے ہمسے یہان مُنہ نہ چھپاؤ
ہم تمکو کہین جلوہ نُما دیکھ چکے ہین

اب ہمسے نہ چھوٹیگی کبھی میکشی میکش
ہم دور کہین چلتا ہوا دیکھ چکے ہین

کیا تعجب ہے جو پیدا ہون سمندر دل مین
نار دوزخ کے بھرے بیٹھا ہون اخگر دل مین

دل جلا ہون مری تسکین ہو کیونکر دل مین
آتشِ عشق نے سُلگا ئی ہے مجمر دل مین

رحم آتا ہی نہین او بُتِ اکفر دل مین
بھر دیے کیا ترے اللہ نے پتھر دل مین

یون تو پاس آنے سے بھی میرے اُنھین نفرت ہے
نہین معلوم کہ آجاتے ہین کیونکر دل مین

ہائے افسوس کہ اس دل سے بہت غافل ہو
کون رہتا ہے نہین دیکھتے جھک کر دل مین

روز دل کو بھی دُکھاتے ہو ستم کرتے ہو
یہ بھی کہتے ہو کہ اللہ کا ہے گھر دل مین

دخل پا جاتے ہین کیا دل پہ حسینانِ جہان
آنکھ ملتے ہی بنا لیتے ہین یہ گھر دل مین

نہ گیا تا بسحر ابرو و مژگان کا خیال
رات بھر چُبھتے رہے خنجر و نشتر دل مین

گر تصور مین بھی لانے سے مرے آئے شرم
خود چلے آیا کرو آنکھ بچا کر دل مین

موجدِ آئینہ ہوتا نہ یقین تھا مجھکو
غور سے دیکھتا جو اپنے سکندر دل مین

کون سے پردہ نشین کی ہے الٰہی آمد
بچھگئین آنکھین مری فرش جو بچھکر دل مین

ایک دل بنگئے پو پڑتے ہی یہ چارون نفس
ہمکو مرشد نے کھلائی ہے وہ چوسر دل مین

دل کو تم سمجھے ہو کیا دل ہی مرا سب کچھ ہی
میرا اللہ بھی دل مین ہے پیمبر دل مین

دلمین وہ نکلے جسے ڈھونڈھتے ہین عالم مین
دیکھیں غفلت کا اگر پردہ اُٹھا کر دل مین

تمنا ہی نہین ہمکو سے گلگون کی
بھر چکے پہلے ہی ہم بادۂ کوثر دل مین

تمکو جو کہنا ہو کہلو مجھے مین حاضر ہون
کیون بھرے بیٹھے ہو اب شکوؤن کا دفتر دل مین

صفحۂ دل پہ لکھونگا مین ثنائے رُخِ دوست
کھینچ دے تار نظر سے کہو مسطر دل مین

مین وہ میکش ہون مرا جسم ہے کُل میخانہ
خم مے سر مین دھرے ہین مرے ساغر دلمین

وہ لیکر تیغ جب اللہ اکبر بول اُٹھتے ہین
جو بسمل ہو چکے تھے پھر وہ بے سر بول اٹھتے ہین

تلاش نامہ بر خط لکھ کے جب کچھ مجھکو ہوتی ہے
تو ہر اک آشیانے مین کبوتر بول اُٹھتے ہین

ہزارون منتون پر بھی یہان تو لب نہین ہلتے
نہین معلوم وہ غیرونسے کیونکر بول اُٹھتے ہین

جب اُنکی بزم سے مایوس ہو کر اُٹھ کے چلتا ہون
ادھر آؤ ادھر آؤ وہ ہنسکر بول اُٹھتے ہین

بجز تیرے نہ جان ڈالی کسی نے سنگ ریزونمین
تری اعجاز سے ہاتھون مین پتھر بول اُٹھتے ہین

غضب ہے وصل کی شب صبح صادق بھی نہین ہوتی
موذن پہلے ہی اللہ اکبر بول اُٹھتے ہین

جنھین دعوی بہت کچھ ہو رہا تھا بیدہانی کا
خدا کا شکر ہے وہ دلکے اندر بول اُٹھتے ہین

طلب کرنا عبث ہے داد کا بزم سخندان مین
جو اچھا شعر ہوتا ہے سخنور بول اُٹھتے ہین

پہنتے ہو جو زیور جان ہی پڑ جاتی ہے اُنمین
تمھارے کانون مین یاقوت و گوہر بول اُٹھتے ہین

درِ میخانہ پر جاکے طلب ہو مے کی کیا میکش
سقاہُم ربُّہُم پہلے ہی ساغر بول اُٹھتے ہین

اُٹھے جو مرے نالۂ شبگیر کی گردن
گڑ جائے زمین مین فلک پیر کی گردن

کیون جادۂ تسلیم کو چھوڑین ارے قاتل
سر دیکے جھکائین تری شمشیر کی گردن

ہر شب تھی غضب کارِ تقدیر مین یارو
سو بار کٹی طائرِ تدبیر کی گردن

جو ہر کس و ناکس کے جھکے سامنے آکر
ہوتی ہے وہی عزت و توقیر کی گردن

گر نغمہ سرائی کرون اُس گل کی ثنا مین
ہلجائے ہر اک بلبل تصویر کی گردن

کب مجھکو غم جان ہے مگر اتنا قلق ہے
جھکجائیگی ظالم تری شمشیر کی گردن

اے صلِّ علیٰ حُسن گلو سوز کسیکا
رخ چودھوین کا چاند ہے تنویر کی گردن

وہ مائل صید افگنی ہوتے ہین سُنا ہے
کیا خاک بچے گی کسی نخچیر کی گردن

کیا تاب اسیرونسے کرے سرکشی تیرے
خود حلقے مین ہے حلقۂ زنجیر کی گردن

یہ غم تو قیامت مین اُٹھائیگا قیامت
بے جُرم کٹی حضرت شبیرؑ کی گردن

وہ شمع ہی ہے سر جو کٹا لیتی ہے سو بار / کٹتے بھی سُنی ہے کہین گلگیر کی گردن

تحریر تو پڑھتے مری کیا اُسمین لکھا تھا / قاصد کی قلم کیون دم تقریر کی گردن

اسوقت مین گر ہوتے ترے شعر یہ میکش / سودا کی ادھر ہلتی اُدھر میر کی گردن

ہین اُٹھتی دمبدم امواج صہبا چشم ساغر مین / اُبلتا ہے مے احمر کا دریا چشم ساغر مین

بھری شب کو جو صہبائے مُصفّا چشم ساغر مین / نظر آیا ہمین ساقی کا نقشا چشم ساغر مین

کہین کس سے کہ ہمنے دیکھا کیا کیا چشم ساغر مین / تماشا حیرتِ محمود کا تھا چشم ساغر مین

نمایان عکسِ ساقی ہے سراپا چشم ساغر مین / لو وہ دیکھو نظر آتا ہے طوبا چشم ساغر مین

نہوئے جبکہ صہبا سے مجلّے چشم ساغر مین / بھلا کہیے تو کیونکر ہوا اوجالا چشم ساغر مین

شرابِ معرفت سے مست ہو جا ہی اگر واعظ / نظر آنے لگے عرشِ مُعلّا چشم ساغر مین

کسی نے تو تیا باندھا ہی ناحق اسپر ای ساقی / نظر آتا نہین مجھکو تو جالا چشم ساغر مین

ملا اک دو گھڑی کو آنکھ غافل کاسۂ دل سے / دکھائین گی تجھے آنکھین تماشا چشم ساغر مین

کہین یہ آتشِ الفت نہوئے سرد ای ساقی / پلا بھر کر مزاج زنجبیلا چشم ساغر مین

لڑی رہتی ہی ہر دم دختِ رز سے آنکھ ساغر کی / نہ کیونکر نشہ ہو کہیے دوبالا چشم ساغر مین

یقین ہی کچھ صراحی نے کہا ہی کانمین اِسکے / جو آتنا خون غصّے سے بھر آیا چشم ساغر مین

ذرا نازک دماغی دخت رز کی دیکھو شیشے سے / بڑھایا جب قدم چلنے کو رکھا چشم ساغر مین

یہ رونق دو جگہ میری ہی اکدم سے ہی ای میکش / سویدا ہون دل ساقی مین سُرما چشم ساغر مین

صبا گر ہند مین جانا تو کہنا ہوش صاحب سے / خبر بھی ہے کہ کیا میکش نے لکھا چشم ساغر مین

کسقدر رشہ زور تھین میرے بدن مین ہڈّیان / کیا ہوا کیون گھُلگئین آکر دکن مین ہڈّیان

نجد سے پہونچین نہ پھر پھر کر وطن مین ہڈّیان / دفن مجنون کی ہوئین آخر کو بن مین ہڈّیان

کیون نہ روشن ہوئین جسم سیم تن مین ہڈّیان / ہین سراپا نور کی اُسکے بدن مین ہڈّیان

بعد مردن ہوتی بلبل کی نہ یون مٹی خراب / دفن ہو جاتین اگر صحنِ چمن مین ہڈّیان

خاک سے میرے اُگی بعد فنا احسن نبات
بنگئین گلزار جتنی تھین کفن مین ہڈیان

دھوپ جب بستر پہ آئی مجھ نحیف و زار کے
ملگئین سب میری سورج کی کرن مین ہڈیان

خرمن جان پر گری ہی جیسے بجلی عشق کی
مثل شمع طور جلتی ہین بدن مین ہڈیان

ایک مشت استخوان باقی ہین تڑپاتا ہے کیون
بندھنے والی ہین یہ دامان کفن مین ہڈیان

گر یونہین میکش شراب عشق پھونکے گی مجھے
خاک ہوجائینگی جتنی ہین بدن مین ہڈیان

وہ آئین کون سے اب رہگذر سے دیکھتے ہین
بپا پھر آج ہو محشر کدھر سے دیکھتے ہین

جو شے کہ دور خیال بشر سے دیکھتے ہین
تمھارے دیکھنے والے نظر سے دیکھتے ہین

ظہور نور عیان ہر بشر سے دیکھتے ہین
خدا کو ہم بخدا اس نظر سے دیکھتے ہین

نگاہ ملتے ہی چلجاتی ہے چھُری دلپر
ہمین تو آپ غضب کی نظر سے دیکھتے ہین

کریم ہین وہ مین کیونکر نہ جان دون اُن پر
وہ میرے عیب بدل کر ہنر سے دیکھتے ہین

تمھارے دیکھنے والے جو دیکھا کرتے ہین
خبر بھی ہے وہ تمھین کس نظر سے دیکھتے ہین

سمجھتے ہین وہ بجاے علیؑ نبیؐ تمکو
تمھارے فعل جو خیر البشر سے دیکھتے ہین

جو نکلی مُنہ سے تو آئی قبولیت لیکر
ہم ایسا ربط دعا کو اثر سے دیکھتے ہین

آلہی خیر ہو ہر سو یہ شور ہوتا ہے
جب اُنکو تیغ لگائے کمر سے دیکھتے ہین

غرض نہین ہمین آئینہ سکندر سے
ہم اپنی شکل کو دیوار و در سے دیکھتے ہین

وہ میٹھی میٹھی تمھاری ہے گفتگو اے یار
زیادہ اسمین حلاوت شکر سے دیکھتے ہین

خبر نہین کہ یہ میکش ہو کب سے مست شراب
اسے تو ایسا ہی ہم عمر بھر سے دیکھتے ہین

وہ دل کو لیگئے مدّت ہوئی خبر بھی نہین
یہ اُسپہ طرّہ ہی سینے مین اب جگر بھی نہین

بتون کا شکوہ خدا سے نہ کرتے ہم جا کر
غضب تو یہ ہے یہان کوئی داد گر بھی نہین

ہین تنگ زیست سے فرقت مین اُنکی اے اللہ
ہمارے نام کی کیا موت تیرے گھر بھی نہین

خفا ہین نام سے اتنے جو دختِ رز کے شیخ
شراب خانے مین ہی کچھ میان کے گھر بھی نہین

ہمارے حال پہ جو کچھ کرم ہے ہے اُنکا
جو کم نہین ہے تو پہلے سے بیشتر بھی نہین

جو سُنتے ہو تو سُنو دل لگا کے قصۂ دل
زیادہ طول نہین ہے تو مختصر بھی نہین

کہون تو کیا کہون تمسکو عجیب حیرت ہے
خدا نہین ہو تو صاحب مرے بشر بھی نہین

ہم اُنکے حال سے واقف ہین جسقدر بس ہین
جو باخبر نہین یورے تو بیخبر بھی نہین

کچھ ایسے بے سروپا عشق مین ہوے تیرے
کہ پانُون سر ہے کدھر کچھ ہمین خبر بھی نہین

ملاتے جاتے ہو ہر روز ہمسکو مٹّی مین
ستایا کرتے ہین عاشق کو اسقدر بھی نہین

وہ پہلے ٹوٹ چکا اُنکے بار احسان سے
مین نذر کیا کرون گردن یہ میری سر بھی نہین

یہان سے نامے تو اکثر چلے ہی جاتے ہین
وہان سے اُڑکے کبھی آیا ایک پر بھی نہین

چھپائی سینے مین ہمنے وہ آہ آتش بار
لبون تک آنے دیا اُڑکے اک شرر بھی نہین

بغیر مے کے گذر کسطرح سے ہو میکش
اُدھار ملتی نہین پاس اپنے زر بھی نہین

شراب خوار ہی مین کھوئی ہو عمر سب میکش
کہ تجھکو مرد خدا کچھ خدا کا ڈر بھی نہین

رہنے دو گو مگو ہی مین تم کیا ہو کیا نہین
کہتا ہے کون آپ کو بُت ہو خدا نہین

خالی مکان ہے اتنا تکلف بجا نہین
لپٹو گلے سے اب تو کوئی دیکھتا نہین

اےدل نہ پھول دیکھ کے رنگت حسینون کی
یہ گل وہی ہین جنمین کہ بوے وفا نہین

مفلس وہ سیر چشم ہون کونین کو نہ لون
جو بھیک مانگتا پھرے یہ وہ گدا نہین

بہتر ہے جل ہی جائے جو یہ نخل آرزو
کمبخت وہ شجر ہے کبھی جو پھلا نہین

تیری نظر مین کچھ بھی نہین تجھ پہ مر مٹے
اتنا ستم بھی او ستم آرا روا نہین

مجھسے یہان نہ چھپیئے گا موسیٰ نہین ہون مین
ایجان آشنا سے تو پردہ بجا نہین

دلمین تو یاد آپ کی لیتی ہے چٹکیان
کیونکر کہون کہ تمسے مجھے واسطا نہین

زاہد خدا تجھے نظر آئے گا کسطرح
زنگ خودی ابھی ترے دل سے مٹا نہین

جو جان دے چکے ہین صنم تیرے عشق مین
مٹ جائے کل جہان بھی تو اُنکو فنا نہین

ہمکو تو دیکھ ملگئے مٹی مین کسقدر
ظالم یہ کیا ہوا تجھے پروا ذرا نہین

یہ کہیے جان بوجھ کے انجان بنگیا ۔ کیا وہ ہمارے حال سے واقف ہوا نہین
کچھ اور زور شور سے ہو ظلم اے فلک ۔ اچھی طرح نشان ہمارا مٹا نہین
کچھ تو سمجھ کے تجھکو دیا تھا او بے وفا ۔ یون دل کسیکو مفت کوئی بانٹتا نہین
شکوہ بتون کا کس سے کرون جا کے حشر مین ۔ ایسے نڈر ہین کچھ بھی تو خوفِ خدا نہین
کیونکر نہ اُٹھتے ناز ترے ہم اُٹھا سکے ۔ وہ بوجھ جو کہ ارض و سما سے اُٹھا نہین
دیکھا جدھر کو زخمی ہی زخمی نظر پڑے ۔ تیر نگاہِ یار سے کوئی بچا نہین
جو دلمین اُنکے آیا مرے دل نے کہدیا ۔ حالِ درون کبھی کوئی اُنکا چھپا نہین
پہچان کر بھی سجدہ کرون جسکو کہتے ہین ۔ چھانی جا خاک یہ تو مرا نقش پا نہین
پیدا ہون لاکھون لعل اسی جسمِ تیرہ مین ۔ اچھی طرح سے خاک کوئی چھانتا نہین
ایجان مین ہر طرح سے محبت مین تنگ ہون ۔ مر جاؤن کس طرح مری آتی قضا نہین
ایدل جہان مین وہ بھی کسی کام کے ہین لوگ ۔ جنکو شراب عشق کا شیشہ ملا نہین
بیمار عشق ہون مین طبیبون کو کیا خبر ۔ یہ ہی تو درد ہے وہ کہ جسکی دوا نہین

میکش شراب خوار رہون بدنام کیون نہون
کچھ متقی نہین ہون مین کچھ پارسا نہین

اُنکی اور اُنکی چال کی باتین ہے ۔ ہین قیامت کے حال کی باتین
پھر وہی لائے چال کی باتین ہا ۔ سنبھلو چھوڑو ملال کی باتین
دونا جھگڑا بڑھا دیا تمنے ۔ نہ کہین انفصال کی باتین
سینہ بے کینہ ہو تو اچھا ہے ۔ نہین اچھی ملال کی باتین
لے گئین جی نکال کر میرا ۔ اک صنم خوش جمال کی باتین
چارہ گر زخم ہی بڑھے اپنے ۔ جب کہین اندمال کی باتین
فال والون سے پوچھتے کیا ہو ۔ اور ہین وجد و حال کی باتین
جانے کیا ہوتا جو وہ سُن لیتے ۔ اپنے صورت سوال کی باتین
گفتگو ہے وہان اشارون مین ۔ لال سمجھے گا لال کی باتین

دل مین تاثیر کر گئین کیا کیا
کسی اہل کمال کی باتین

اے پریوش کوئی نہین سُنتا
تیرے غمگین نڈھال کی باتین

دل کو بیدار رکھ کمال کے ساتھ
چھوڑ خواب وخیال کی باتین

خانۂ دلمین جاکے ہمنے سُنین
کسی نازک خیال کی باتین

صلحِ کل اختیار کر اے دل
چھوڑ جنگ وجدال کی باتین

جام جم کو بھلاتی ہین میکش
ترے جام سفال کی باتین

قہر کے ساتھ ناز خوب نہین
ایسا راز ونیاز خوب نہین

دیکھکر ہمکو غیر پر ہو لطف
یہ تو بندہ نواز خوب نہین

قلب ہو دوسری طرف جسمین
شیخ ایسی نماز خوب نہین

منتظر اُسکا ہو تو بہتر ہے
یون در دیدہ باز خوب نہین

راست بازی کا جسمین دھیان نہو
وہ نشیب وفراز خوب نہین

ہوئے جس سوز مین نہ عشق کا ساز
ایسا سوز وگداز خوب نہین

نردبانِ حقیقتِ حق ہے
کب یہ عشقِ مجاز خوب نہین

شترِ نفس بے مہار نہ چھوڑ
ایسی رسّی دراز خوب نہین

صاف اور دُرد کی نہ رکھ تمیز
میکش اب امتیاز خوب نہین

یہ کس نے کہدیا ہے وہ ستم ایجاد کرتے ہین
بساتے ہین وہان جس کو یہان برباد کرتے ہین

تری فرقت مین کیا کیا ہم نہ ای جلاد کرتے ہین
تڑپتے لوٹتے ہین راتدن فریاد کرتے ہین

نہین بے وجہ میری خاک وہ برباد کرتے ہین
یہان خاک اُڑاتے ہین وہان بنیاد کرتے ہین

عجب ہی طرح شورِ الامان اُٹھتا ہے عالم مین
تمھارے دل جلے جسوقت مین فریاد کرتے ہین

فراموشیِ عالم عشق مین واجب سمجھتے ہین
کہ سب کچھ بھول جاتی ہین تو جب کچھ یاد کرتے ہین

سُنائی دیتے ہین اُسوقت نغمے صوتِ سرمد کی
نفس کے تار پر جب ہم تمھاری یاد کرتے ہین

کسیکی یادگاری مین غضب جی چھوٹ جاتا ہی
کلیجہ تھام لیتے ہین جب اُن کو یاد کرتے ہین

مجھے وہ ذبح کر کے دور سے تکتے ہین پھر پھر کر
ذرا پوچھو تو کوئی اور کیا ارشاد کرتے ہین

بوقتِ ذبح آب تیغ بھی پورا نہین دیتے
کسی کے حال پر کب رحم یہ جلّاد کرتے ہین

دکن کے میکدے مین اسقدر بیہوش ہو میکش
خبر بھی ہے کہ تمکو ہند مین سب یاد کرتے ہین

ہو کر شگفتہ جب وہ گلشن مین بولتے ہین
بہرِ نثار غنچے گٹھری ٹٹولتے ہین

یہ نوک جھونک کوئی دیکھے بوقت کشتن
ہم سر جھکاتے ہین وہ خنجر کو تولتے ہین

کیا کشف ہو گئی ہے اِنپر حقیقتِ گُل
حیرت ہے بُت بھی اب تو توحید بولتے ہین

شیرین کلام ہو کر ظالم یہ تلخ باتین
مصری مین اپنی شکر لب کیا زہر گھولتے ہین

اللہ بچائے اُنسے بڈھب ہین عشق صاحب
کھاتے ہین مغز اُسکا جس سر کو رولتے ہین

مارا ہے ہمکو اُنکی اس تنگیِ دہن نے
سو ہچکیون مین مُنہ سے اک لفظ بولتے ہین

جسوقت دل لیا تھا جان بھی نکل گئی تھی
اب کیا رہا ہے باقی وہ کیا ٹٹولتے ہین

دربان میکدہ بھی رکھتے ہین اُنس اس سے
میکش کو دیکھتے ہی دروازہ کھولتے ہین

سیاہ کار جو کارِ سیاہ کرتے ہین
تجھے غفور سمجھکر گناہ کرتے ہین

ہم اپنی خود نہین حالت تباہ کرتے ہین
کوئی ستاتا ہے جب آہ آہ کرتے ہین

وہ شُوسے غیر کرم کی نگاہ کرتے ہین؛
مجھے مٹاتے ہین مجھکو تباہ کرتے ہین

ہمارے درد سے یہ اُنکو لطف ملتا ہے
ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہین

ہمین ہین عالمِ امکان کی منزلِ مقصود
طواف آکے یہان مہر ماہ کرتے ہین

کیے ہی جاتے ہین ہر روز وہ ستم یہ ستم
ہمین تو دیکھو کبھی ہم بھی آہ کرتے ہین

خدا کے سامنے کہدون جو لے چلے کوئی
گناہگار ہین بیشک گناہ کرتے ہین

وہ اور دوسرا احسان رکھتے ہین سر پر
کہ سر کو کاٹ کے نیچی نگاہ کرتے ہین

جو اچھے لوگ ہین خود کو بُرا سمجھتے ہین
جو ذی ہنر ہین وہ کب حبّاہ کرتے ہین

فلک پناہ نہ کیونکر ہو آستانۂ عشق
کہ سجدے آکے یہان بادشاہ کرتے ہین

سمجھنے والے ہی سمجھین گے میر الطف کلام
وگرنہ یون تو بہت واہ واہ کرتے ہین

یہ آکے پوچھتے ہین مجھسے سب مرے احباب
وہ پھیر اب بھی یہان گاہ گاہ کرتے ہین

ق

تو بول اُٹھتا ہون رو کر کہ اب نہین آتے
سفارشین تو بہت خیر خواہ کرتے ہین

وہ ہم نہین جو پھرین بیچتے کلام اپنا
اگرچہ قدر سخن بادشاہ کرتے ہین

خموش راہِ فنا مین ہو مثل نقش قدم
جو مٹنے والے ہین مٹنے کی راہ کرتے ہین

گرہ

وہ رعب حسن ہے اُنکا کہ پاس آتے نہین
نظارہ دور سے خورشید و ماہ کرتے ہین

غضب ہوا کہین میکش نظر نہین آتا
شراب خانے مین ہر سو نگاہ کرتے ہین

جو تیرے جی مین آئے سو لکھ لے حساب مین
نہلا دے خوب آج تو ساقی شراب مین

ہے عکس روئے ساقی مہوش شراب مین
اک ماہتاب اور بھی ہے آفتاب مین

اللہ رے جوش بحر قدم کنج غیب سے
دریا سمٹ کے آگیا ہے اک حباب مین

ہٰذ فضول بھی تو سمجھتا نہین کوئی ؟
یہ تو کہو کہ آئین گے ہم کس حساب مین

گر فصل گل گئی تو نہ کانٹا ہو عندلیب
وہ ہی تو بو گلون کی ہے باقی گلاب مین

اے بحر حسن دلکو جلا کر نہ خاک کر
گو ہر بھرے ہوئے ہین اسی اک حباب مین

اپنا یہین سے دوزخ و جنت کو ہے سلام
جا کر پھنسے گا کون عذاب و ثواب مین

مر مر کے کشتے زندۂ جاوید ہو گئے
آبِ حیات ہی ترے خنجر کی آب مین

پیری مین یاد آئین گے سب تمکو شیخ جی
جو جو مزے اُڑائے ہین عہدِ شباب مین

ق

ساغر کے ساتھ بوسہ دیا مین نے عرض کی
یہ کس حساب مین ہے تو یہ کس حساب مین

فرمایا ہنس کے ساقی مہوش نے ناز سے
ہٰذ شراب مین وہ یہ ہے کار ثواب مین

بوسے لیے جو عالم رویا مین اُنکی رات
کہتے ہین اب سے پھر نہین آئینگے خواب مین

فتویٰ نہ میکشی کا تو میکش کسی سے پوچھ
بالکل حلال ہے مرے دلکی کتاب مین

زمین زمان مین نہ وہ بحر و بر مین چھپتے ہین
وہ میرے قلب مین میرے جگر مین چھپتے ہین

جو مرد ہین وہ دلون مین جگہ بناتے ہین
ہزار طرح سے قلبِ بشر مین چھپتے ہین

جہان مین انکے سوا اور بھی ہین شمس و قمر
وہ میرے سر مین نکلتے ہین سر مین چھپتے ہین

نکلنا چھپنا بھی اُنکا تو اک تماشا ہے
کہ ہو کے پیش نظر پھر نظر مین چھپتے ہین

سُنا ہے رندون کی بخشش کا وقت ہے میکش
یہ لوگ یون مرے دامان تر مین چھپتے ہین

ردیف الواو

یون دمِ ذبح نہ تڑپا ارے قاتل مجھکو
چلنے دے تیغ کو ہو جانے دے بسمل مجھکو

گھر سے جانا بھی لحد تک ہوا مشکل مجھکو
کیسی نیند آگئی ہے ہے سر منزل مجھکو

چاندنی ہے ترا سایہ مہِ کامل مجھکو
شمس کا عین نظر آنے لگا ظل مجھکو

نام لینے کو ترے کافی ہے اک تار نفس
حاجت سبحہ نہ ہے عقد انامل مجھکو

نیست اور ہست کا عقدہ ہی نہین کھلتا ہے
ڈوبا کس بحر مین لیجا کے مرا دل مجھکو

نیک اعمال کے طالب ہون فرشتے مجھسے
حق نے فرما دیا جب ظالم و جاہل مجھکو

سیر اور طیر ہے کونین کی جسمین حاصل
میرے خالق نے وہ نایاب دیا دل مجھکو

اسقدر زیست ہوئی تلخ تپ ہجران مین
آب حیوان بھی تو ہے زہر ہلاہل مجھکو

مصحف روے علی کی ہے تلاوت جبسے
حل نظر آتا ہے ہر عقدۂ مشکل مجھکو

پڑگئی میری جو کچھ چشم حقیقت سے نظر
کف معطی نظر آیا ید سائل مجھکو

اسلئے جھانکتا ہون خانۂ دل مین ہر دم
نظر آتی ہے کسی ماہ کی منزل مجھکو

ق

عرض کی مین نے کہ کیا مجھ مین نظر آتا ہے
سامنے رکھتے ہو کیون حور شمائل مجھکو

لگے فرمانے مجھے تیری صفائی ہے پسند
نظر آتا ہے کوئی میرا مقابل مجھکو

کھلگئین آنکھین نکیرین کی مرقد مین مرے
جانکر آئے تھے سوتا ہوا غافل مجھکو

قطرہ سان بحر عدم مین تھا مین اب صورت کیف
موج ہستی نے ہے پھینکا لب ساحل مجھکو

میکشی اپنی عبادت نہو کیون اے میکش
بھیجے میخانے مین جب مرشد کامل مجھکو

اک بُت کے تصور نے بسایا مرے دلکو
آباد کیا تو نے خدایا مرے دلکو

نارِ سقری کے بھی دھوین اُڑتے ہین جس سی
اللہ نے وہ آگ بنایا مرے دلکو

دے مجھکو کبھی شربت دیدار مسیحا
سوزِ تپِ ہجران نے گھلایا مرے دلکو

شب مین پس دیوار تڑپا تو وہ بولے
یہ کس کے ہین نالے کہ ہلایا مرے دلکو

یارب رہین سرسبز مرے داغ محبت
ان پھولون نے گلزار بنایا مرے دلکو

اکبار جو ملجائین وہ مین اتنا تو پوچھون
لیجا کے کہان تمنے گنوایا مرے دلکو

اے سنگ دلو خوف کرو گھر ہے خدا کا
اچھا نہین گر تمنے دُکھایا مرے دلکو

کیا میرے ہی سینے مین بنائی گئی دوزخ
سر تا بقدم خوب جلایا مرے دلکو

جاگا تھا شب ہجر ابھی آنکھ لگی ہے
کیون صور قیامت نے ہلایا مرے دلکو

ہاتھون مین حسینون کے رہا کرتا الٰہی
مٹی کا کھلونا نہ بنایا مرے دلکو

ممنون نہ کیون بعد فنا ہو ترا **آتش**
میخانے کی مٹی مین دبایا مرے دلکو

کر چکے ہم تری زلفون کے حوالے دلکو
اب خدا ہی جو نکالے تو نکالے دلکو

یون مری طرح ترے کر کے حوالے دلکو
کوئی کمبخت جہنم مین نہ ڈالے دلکو

لاکھ پردون مین اگر کوئی چھپالے دلکو
چھین ہی لیتے ہین یہ چھیننے والے دلکو

یون ملا خاک مین او گیسوون والے دلکو
روند پائون مین مرے ناز کے پالے دلکو

اُٹھے کوچے سے ترے کرکے حوالے دلکو
ہم بڑی دیر سے بیٹھے تھے سنبھالے دلکو

یون کریگا نہ کوئی تیرے حوالے دلکو
دیدیا ہمنے تو بے دیکھے بھالے دلکو

دیکھ پھر ہاتھ بڑھا اُس نگہ کافر کا
صدقے تیرے مرے اللہ بچالے دلکو

جان اک آن مین کر دینگے تصدق تجھپر
کب بچاتے ہین تری چاہنے والے دلکو

عشق مین اپنا تو چلتا نہین چارہ دلبر
اب کوئی کیسے تو کس طرح سنبھالے دلکو

دیکھنا تجھکو جو منظور ہو عکس رخ دوست
صیقل دیدہ سے آئینہ بنالے دلکو

دل مین پوشیدہ جو ہوتا نہ تو اے آئنہ رو
دیکھتے یون نہ ترے دیکھنے والے دلکو

آپ کو کچھ بھی جو آتی روش دلداری
دیتے اک ناز پہ ہم ناز کے پالے دلکو

عذر دینے مین نہین کچھ بھی سنبھلکر لینا
مستعد ہم بھی ہین آ ہاتھ بڑھالے دلکو

عشق مین تیرے تبہ ہوگئے اقلیم حواس
لوٹتے ہین سپہ غم کے رسالے دلکو

دیکھے اُس بت کو جو زاہد تو وضو ٹوٹ ہی جائے
شرط بدتا ہون اگر پھر وہ بچالے دلکو

ہم اُنھین دیکھتے ہی کھوئے گئے دل کسکا
جو نہ خود سنبھلے وہ کسطرح سنبھالے دلکو

کیون نہ سرشار ہو مسکیش کا مئے عشق سے دل
اسنے بھر بھر کے پلائے ہین پیالے دلکو

ردیف ہائے ہوز

کچھ فقط جان ہی نہین ہے اُسکے تن مین آئینہ
بنگئی پوشاک عنصر بھی بدن مین آئینہ

آئینے مین عکس دست گلبدن مین آئینہ
ہے چمن آئینے مین اور ہے چمن مین آئینہ

سامنے رکھکر نہ بیٹھو انجمن مین آئینہ
عیب چین ہے ایک ہی یہ اپنے فن مین آئینہ

ہے مرا وہ سیمتن یون سادہ پن مین آئینہ
جسطرح سے آئینہ ہے اسنے تن مین آئینہ

دیکھکر اپنا سا مُنہ لیکر فرشتے رہگئے
روے تابان تھا مرا میرے کفن مین آئینہ

دست زلفشان کی جھلک سے اسپہ صیقل ہوگئی
بنگیا شانہ بھی زلف پُرشکن مین آئینہ

سجدہ کرتا ہے بتون کو کہدو اپنا مُنہ تو دیکھ
دیدہ ولا کر کوئی دستِ برہمن مین آئینہ

ہمنے دیکھا قلب کو جسوقت صورت دیکھ لی
کیا چھپا رکھا تھا خالق نے بدن مین آئینہ

قلب تیرہ پر اگر صیقل کرین روشن بنے
ہے ہر اک انسان کے پوشیدہ تن مین آئینہ

سوجھتی ہین سب یہ باتین فرحت و راحت کیوقت
کون دیکھا کرتا ہے رنج و محن مین آئینہ

جب نظر پہونچی زنخدان پر تو منہ آیا نظر
بنگیا پانی ترے چاہِ ذقن مین آئینہ

صاف مضمون صاف بندش روزمرّہ صاف صاف
کیون نہو میرا سخن ہر اک سخن مین آئینہ

جب ہوئے عنصر شکستہ روح بےگھر ہوگئی
چوکھٹا ٹوٹا رہا پھر کب وطن مین آئینہ

روح کو جسمِ مصفا و مکدّر ایک سے ہے
ہے پری مین اور جسمِ کرگدن مین آئینہ

غیب سے سامان ہین یہ وہ آئینہ رو آئیگا
لایا ہے کوئی مری بیت الحزن مین آئینہ

سامنے اچھا برا جو آیا اُسکو لے لیا
سب کو جا دیتا ہے اپنی انجمن مین آئینہ

مین اسی حیرت مین ہون کس چیز سے تشبیہ دون
دانت ہین ایک ایک ظالم کے دہن مین آئینہ

یون دلِ روشن ہمارا مُنہ تکے جب ہو سنگار
کام آئے اوران کے بانکپن مین آئینہ

کیون نہ اترائے بھلا روحِ مجلیٰ پاکے نفس
دیدیا خالق نے دستِ اہرمن مین آئینہ

وہ تنِ منقش مجلّیٰ تھا اُتر کر حلق سے
بنگئی صہبائے احمر صاف تن مین آئینہ

ردیف الیاء تحتانی

مدحت زبان پہ ہے کسی عالی مقام کی
خلدِ بریں مین دُھوم ہے میرے کلام کی

پوشیدہ دھن لگی رہی اک بت کے نام کی
تا لو کو بھی خبر نہوئی اپنے کام کی

مرشد نے وہ بتائی ہے ہمکو نماز شیخ
حاجت نہین ہے جسمین سجود و قیام کی

اک روز رنگ لائیگی یہ خوب یاد رکھ
ایدل شراب خواری یہ تیری مدام کی

جو سر کہ جام جم کا تھا بانی مبانی آج
مٹی صبا اُڑاتی ہے اُس سر کے جام کی

تارِ نفس سمجھ نہ اسے اور کچھ ہے یہ
عنقا اُلجھتا ہے اسی ڈوری مین دام کی

ایدل نفس کے ہو نہ ہوا نے خیال رکھ
اچھی نہین ہے شاہ کو صحبت غلام کی

پامال بعد قتل کروگے مجھے ضرور
کہتی ہے شوخی آپ کے طرزِ خرام کی

پیرِ مغان سے سیکھ لو توحید میکشو
واجب ہے پیروی تمھین ایسے امام کی

غیرون کے گھر تو عید کئی بار ہو چکی
مدت یہان تو ختم نہ ہوگی صیام کی

بیڑا اُٹھائے قتل پہ پھرتے تو ہو مرے
آؤ زبان بھی سرخ بنالو حسام کی

ہم وہ ہین قتل ہوگئے کھنچتے ہی تیغ کے
رنگت بھی سُرخ ہونے نہ پائی حُسام کی

میکش جو دن تھے عمر کے بھٹی پہ کٹ گئے
کچھ بھی خبر ہوئی نہ کبھی صبح و شام کی

غضب ہے آڑ مین بیٹھا ہے وہ بت چھپکے چلمن کی
یہان خلق خدا اک منتظر ہے جسکے درشن کی

ہے اک شان التہابِ آتش گل تیری جوبن کی
کہ جس سے ڈالیان پھولین درختِ دشتِ ایمن کی

تمنا رکھتی ہی بلبل اگر کچھ سیر گلشن کی
تو پہلے ہمسے آکر سیکھ جائے طرز شیون کی

بہارین لوٹنے دے عاشقونکو خوب جوبن کی
خدا کیواسطے او بت اُٹھا دے آڑ چلمن کی

دل صد چاک کی چارہ گری کیا ہو رفوگر سے
نہین ہی دخل رشتے کا نہ گنجایش ہی سوزن کی

وہ جولانی رگونمین بھر گئی سوز نہانی سے
کہ جیسے آگ جلنے سے کلین جلتی ہین آہن کی

الٰہی دیکھئے ہمکو یہ دن ہوتا ہی کب حاصل
لیے جاتے ہین وہ روتے ہوئے میت کو دشمن کی

نکل اے طائرِ جان جھاڑ پر اس خاک تیرہ سے
یہان کیون پھنس گیا آکر خبر بھی ہے نشیمن کی

ترے الفت نے جھنڈے پر چڑھایا ایسا او کافر
کہ نظرون سے گرین سب ملتین شیخ و برہمن کی

اُنھین کب چین آئے گا نشان میرا مٹانیسے
اُڑا دینگے نہ جبتک ٹھوکرونمین خاک مدفن کی

یقین ہی حضرتِ دل ہو تمھین دعوی خدائی کا
جگہ دو دن کو ملجائے جو اُس کوچے مین مسکن کی

اسی باعث ہوئی اہلِ ہنر مفقود نظرون سے
نہ دیکھی قدر عالم مین اُنھون نے جب کسی فن کی

نہ کہتے رب ارنی جا کے ہر گز طور پر موسے
تجلی دیکھ پاتے گر تمھاری روے روشن کی

بغل مین یار تھا اور خلق مین ڈھونڈھا کئے ہمیشہ
کہ ہم تا زیست نا واقف رہے جنبش سے گردن کی

کہین سے کانونمین آتی ہی میرے مست کرنیکو
صدا اے آشنا ہے یہ نہین آواز ارگن کی

گل و بلبل کا قصہ سننا ہی منظور اگر گلچین ہو
دعائین مانگ اللہ سے زبان کھلجائے سوسن کی

علاجِ درد دل ہوگا ہمارا اُس مسیحا سے
کبھی کھائی ہو جسنے چوٹ دلبر اُسکی چتون کی

در میخانہ علوی یہ چل غمگین ہے کیون میکش
مزا ہے میکشی کا آج کل آمد ہے ساون کی

اُترتے ہین ہر دم یہ خوان کیسے کیسے
یہان آگئے میہمان کیسے کیسے

عدم کیسی بستی بسی ہے الٰہی
چلے جاتے ہین کاروان کیسے کیسے

خموشی مین اب میرے تالو سے لگ کر
مزے لے رہی ہے زبان کیسے کیسے

یہ کس یوسفِ جان کی ہے تن مین آمد
چلے آتے ہین کاروان کیسے کیسے

ہوئے عشق مین تیرے اپنے پرائے
عدو بنگئے مہربان کیسے کیسے

فدا کرتا ہے تجھپہ جان ایک عالم
مرے جاتے ہین نوجوان کیسے کیسے

مجھے آزماتے ہو کیا پہلے صاحب
نہین ہو چکے امتحان کیسے کیسے

کوئی دل بدست اور کوئی سر بکف ہے
ہین نذر آپ کے ارمغان کیسے کیسے

نہ چھوڑا کوئی حضرتِ عشق تم نے
تہ کر دیے خاندان کیسے کیسے

جگر اپنے پہلو مین ہے اب نہ دل ہے
مکین ہو گئے بے مکان کیسے کیسے

کوئی رازدان ہو تو کچھ بولین میکشؔ
ہین سینے مین راز نہان کیسے کیسے

آپ تھے انجم و خورشید و قمر سے پہلے
آپ کی شکل بنی خلق بشر سے پہلے

دست قدرت نے مجھے جان کے مداح رسول
بھر دیا منہ مرا دندان کے گہر سے پہلے

معجزے پہلے بھی نبیون سے ہوئے تھے لیکن
ٹپکا نکلا نہ کسی کی بھی کمر سے پہلے

آپ جب میری شفاعت پہ ہلائینگے لب
ناز عیبون پہ مجھے ہوگا ہنر سے پہلے

یہ بھی اک جلوہ ہے کہتے ہین جسے نور بصر
آپ تو نور بصیرت تھے بصر سے پہلے

آپ کے معجزے سے سبز ہوا سوختہ نخل
کب جلا جھاڑ پھلا کوئی ثمر سے پہلے

مین تو میکش ہون دم مرگ نہ پی جاؤن شراب
جام کوثر مجھے دیدیجے سفر سے پہلے

کب ہین بنتی ہی تیرا آستان چھوڑے ہوے
ہین ترے در پر پڑے سارا جہان چھوڑے ہوے

آمد و شد کی نفس کی کچھ نہین تن کو خبر
میزبان بیٹھا ہے اپنا میہمان چھوڑے ہوئے

کوئی یہ کہدے کہ کیا خنجر ترا گھس جائیگا
وہ چلا جاتا ہے مجھکو نیم جان چھوڑے ہوئے

یا الٰہی کیا عدم کوئی تماشاگاہ ہے
جاتے ہین عالم کو جو پیر و جوان چھوڑے ہوے

وہ مجھے نظرون مین بھی لاتا نہین ہے وائے حیف
پھرتا ہون جسکے لئے مین خان و مان چھوڑے ہوئے

آج تو جا پہونچون خلوت مین بلا سے سر کٹے
اک طرف بیٹھا ہے وہ کو پاسبان چھوڑے ہوے

کیسا بدقسمت ہون دیکھو تو سگان یار بھی
سونگھکر جاتے ہین میری ہڈیان چھوڑے ہوئے

چل نفس کے ساتھ گر جانا ہے بامِ یار تک
پھر پتا لگتا نہین یہ نردبان چھوڑے ہوئے

کیا یہ موج آب سمجھی ہین سراب دشت کو
جاتی ہین جنگل کو دریا مچھلیان چھوڑے ہوئے

اُس مسیحا سے کہو تیرے مریضِ ہجر کو
ایک مدت ہو گئی ہی آب و نان چھوڑے ہوئے

جمع کرتے ہو حریصو کیون یہ اپنا مال و زر
ایک دن جاؤ گے آخر سب یہان چھوڑے ہوئے

یا الٰہی اب یہ کیسی بیکلی ہے قلب مین
ابتو اک مدت ہوئی یادِ بتان چھوڑے ہوئے

چین دے بہرِ خدا ابتو کہین جوشِ جنون
کیا بہت دن ہو گئے ہین بیڑیان چھوڑے ہوئے

کل جو کہلاتے تھے شاہِ ہفت کشورِ خلق مین
بے نشان ہین آج وہ نام و نشان چھوڑے ہوئے

اہلِ عالم سے یہ کہدو اب نہ ٹھہرینگے یہان
دن بہت گذرے ہین اپنا مکان چھوڑے ہوئے

ایک مین باقی ہون میخانے مین سب سرشار ہین
مجھکو جاتا ہی کہان پیرِ مغان چھوڑے ہوئے

کون بازی لے گیا یہ وہ ہے میدانِ اجل
چل دیا رستم یہان تیر و کمان چھوڑے ہوئے

چلتی ہی بادِ خزان وہ رنگ وہ رونق کہان
بلبلین جاتی ہین پیاری بوستان چھوڑے ہوئے

ساتھ لیجائینگے میخانے کو میکشؔ قبر مین
ہم نہ جائینگے شرابِ ارغوان چھوڑے ہوئے

شکل دکھلاتا نہین وہ بُتِ عیار مجھے
جیسے سمجھے ہوئے ہی طالبِ دیدار مجھے

چارہ گر بھی تو لگے مُنہ کو چھپانے افسوس
جانِ جان ہارے سمجھکر ترا بیمار مجھے

دار پر اسلیے چڑھتا ہون انا الحق کہکر
حق نظر آتا ہے واللہ سرِ دار مجھے

کان مین کہتا ہی ہر دم کوئی من حبل ورید
گو برہمن ہون نہین حاجتِ زنار مجھے

چھپکے بیٹھا ہی مری آنکھو مین اک پردہ نشین
دل کے آئینے مین دکھلاتا ہی دیدار مجھے

ایک ہی جام سے سب دھو گئے داغِ عصیان
واہ رے پیرِ مغان کر دیا سرشار مجھے

درہم داغِ جگر دیکھین تو آنکھین کھُلجائین
کہد و مفلس ہی نہ سمجھا کرین زردار مجھے

رند مشرب ہون مین مذہب ہی مرا صُلحِ کُل
دوست کیون رکھے نہ ہر کافر و دیندار مجھے

دیکھا ہنگامۂ ہستی مین عدم سے آکر
تجھسا اب تک نہ ملا کوئی طرحدار مجھے

اپنی بیتابیِ دل کس سے کہون وائے نصیب
کوئی ملتا ہی نہین مونس و غمخوار مجھے

لن ترانی جو کہا کرتا تھا اک مدت سے
ملگیا آج وہ ہی برسرِ بازار مجھے

وہ شرابی ہون کہ قسامِ ازل نے میکشؔ
شیخ کو کعبہ دیا خانۂ خمار مجھے

تڑپنے پر بھی وہ سُنتے نہین آہ و فغان میری
شب فرقت مین آجاتی ہی ہر دم لب پہ جان میری

روانی پر جو آجائے کبھی طبع روان میری
تو ہو دُرِّ مضامین سی زبان گوہر فشان میری

ترے عاشق کا چرچا ہو گیا مشہور عالم مین
جگہ وہ کون ہی جس جا نہین ہی داستان میری

جفائین وہ کئی جائین اُٹھاؤ نہین سر آنکھون پر
شکایت آئی گر لب تک تو کٹ جائی زبان میری

جلاتی بعد مردن بھی ہی برق حسن مدفن مین
لحد مین آج تک جلتی ہین دیکھو ہڈیان میری

بُڑھاپے مین تری تحریص سی جاؤن نہ کعبی کو
جوانی ہو گئی سب زاہدا صرف بُتان میری

لو پھر جوش جنون کھینچے لیے جاتا ہے صحرا کو
کدھر دربان مجلس ہین کدھر مین بیڑیان میری

ہزارون ذبح ہوتی ہین تمھارے دست نازک سی
تڑپتی کالبد مین رہ گئی اک ہائے جان میری

گرا نظرون سے چاہے جتنا لیکن تیرا بندہ ہون
نہین گو قدر تیری بزم مین اے جان جان میری

چمن تاراج کر ڈالا ہے اے باد خزان تو نے
ہوئی ہی میری آہِ گرم برق آشیان میری

کنارہ بحر ہستی کا خدا جانے کہان ہو گا
کہان ٹھہرے گی جا کر کشتی عمر روان میری

قیامت آئی تک مین خاک ہو جاؤنگا جل بھکر
سُلگ اُٹھین لحد مین لیٹے لیٹے ہڈیان میری

لبون پر آگیا دم اب تو آ طفل تماشائی
تماشا کرتی ہین آنکھون کی دونون پُتلیان میری

دمِ مردن ہو میکش ہاتھ مین جامِ مئے گلگون
نظر کے سامنے ہو صورت پیر مغان میری

ہی سوز دل سی مری جسم و جان مین آگ لگی
کہین تو جل ہی چکا تھا مکان مین آگ لگی

یہ سوز عشق سی ساری جہان مین آگ لگی
کہ آہ سرد سے کون و مکان مین آگ لگی

دُھوین اُڑا دئے گردون کے آہ سوزان نے
شرر زمین سے اُڑا آسمان مین آگ لگی

نہین جو آتش اُلفت سے جان و تن خالی
کدھر سے آکے یہ اس خاکدان مین آگ لگی

یہ اُڑتے ہین مری مُنہ سے دم سخن شعلے
زبان کو پھونک دیا اور دہان مین آگ لگی

وہ شعلہ بار مری جسم مین ہی آتش عشق
کہ جلکے سب رگ و پے اُستخوان مین آگ لگی

مژہ پہ لخت جگر کب ہین اشک کے ہمراہ
یہ پُتلی خانہ کی ہے سائبان مین آگ لگی

ہجوم آہ و فغان سے یہ لب پہ ہے روشن
دُھوان اُٹھا ہی کہین کاروان مین آگ لگی

جو دیکھتا ہے مجھے کہتا ہے یہی میکش
کہان سے ہاے یہ اس نوجوانین آگ لگی

دل سے مرے مہرویون کی اُلفت نہین جاتی
مجبور کچھ ایسا ہون کہ عادت نہین جاتی

مفلس ہوے لیکن نہ گئی دل سے محبت
گھر لٹنے پہ بھی یہ کہین دولت نہین جاتی

فریاد مین کرتا ہون تو دھمکاتا ہے مجھکو
محشر مین بھی ظالم کی شرارت نہین جاتی

تصویر بنا دیتا ہے اللہ رے تصور
جب آنکھ مین آئی کوئی صورت نہین جاتی

غمگین نہو آخر وہ ملینگے کبھی اے دل
بیکار کسی کی بھی مشقت نہین جاتی

اب اور کہان جاؤن کوئی کچھ تو بتاؤ
صحرا مین بھی یارو مری وحشت نہین جاتی

جائین تو بھلا آپ مرے پاس سے اُٹھکر
جان دیکھون تو کیونکر دم رخصت نہین جاتی

پھر پہونچا ہے میخانے مین میکش پس توبہ
کیا ہو گیا کمبخت کی عادت نہین جاتی

دل کو برباد کیے دیتی ہی الفت تیری
ابتو اک دم کو نہین جاتی محبت تیری

کیا بنایا تجھے صنّاع ازل کے صدقے
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

ایکدن یون بھی تو پوچھا نہ مسیحا نے مرے
کیا مرض ہی تجھے کیون زرد ہی رنگت تیری

عمر بھر مین تجھے کیا یاد نہین کچھ تو بتا
کوئی بھی نکلی ہے اے دل کبھی حسرت تیری

یہ نہ معلوم تھا پہلے مجھے اے شعلہ رو
وصل کی شب بھی رُلائیگی شرارت تیری

اپنی تو آج سے ہے موجود قیامت واعظ
حشر کو ہان فقط اک ہو گی قیامت تیری

مثل مفلس جو پریشان ہے دل وارفتہ
کچھ تو بتلا کہ کدھر لُٹ گئی دولت تیری

خوب نعمت دی مجھے واہ شہ کشور عشق
رکھے آباد خدا وند ریاست تیری

شکل آبادی اُسی دن سی ہی ملک تن مین
دل مین گھر کر گئی جس دن سے محبت تیری

پہونچے اب منزل مقصود کو دم مین اے دل
کس لیے پست ہوئی جاتی ہے ہمت تیری

کوچۂ یار سے جو آیا یہی کہتا ہے
وہ چلے آتے ہین جا کھل گئی قسمت تیری

سونپا اللہ کو اے دل تجھے ہو کر مجبور
ہو چکی ہمسے جو ہونی تھی حفاظت تیری

رند مشرب ہی وہان کام نہین میکش کا
زاہدا تجھکو مبارک رہے جنّت تیری

رونق فزا ہے اُنکی تصویر آئینے کی
کیا جاگ اُٹھی ہی دیکھو تقدیر آئینے کی

اعجاز وہ پریوش تیرے کلام مین ہے
بول اُٹھی تیرے آگے تصویر آئینے کی

مرآة دلمین آئے شب کو وہ خواب مین حیف
سویا مین اور جاگی تقدیر آئینے کی

کسکا دل مصفا دیکھا ہے خواب مین جو
خواہش ہے اُنکو وقت تعبیر آئینے کی

عکس اُنکا آئینے مین آئے نہ آئے دل مین
قسمت ہمارے دل کی تقدیر آئینے کی

جیسی ہو شکل ویسی ہی آئنہ دکھائے
پھر کہیے اسمین کیا ہے تقصیر آئینے کی

آئینہ خانۂ دل اکدن تو دیکھ غافل
ہے اسمین کیسی کیسی تعمیر آئینے کی

بازار مین سکندر بکتے ہین ابتو لاکھون
ہان اُن دنون مین ہوگی توقیر آئینے کی

تیغ ادا جو دیکھی آئینے مین کسی کی
پھرنے لگی گلو پر شمشیر آئینے کی

مرآة دلمین میرے ہے شکل آئینہ رو
آئینے مین بنی ہے تصویر آئینے کی

کونین اسمین روشن اور اُسمین ایک صورت
کیا میرے دل کے آگے توقیر آئینے کی

مرآة دلکی باتین سُن گوش ہوش سے تو
یہ کان سن سکین کب تقریر آئینے کی

روح القدس سے میکش گر فیض پائے شاعر
ہوتی ہے جب زمین یہ جاگیر آئینے کی

بشر ہے وہی جسمین نخوت نہین ہے
وہی دل ہے جسمین کدورت نہین ہے

خزانے جو قارون کے پاؤن لٹا دون
غنی دل ہے گو پاس دولت نہین ہے

زر حُسن دو دن کا ہے اے حسینون
ہمیشہ تو رہتی یہہ دولت نہین ہے

عجب لطف ہے عشق بازی مین ناصح
مُصیبت بھی ہے اور مصیبت نہین ہے

کرو قتل اب نیم بسمل نہ چھوڑو
تڑپنے کی واللہ طاقت نہین ہے

بتون کے حوالے کیا دین و ایمان
وہ عاشق ہون کچھ جسکی ملت نہین ہے

پسے جاتے ہین لاکھون حسرت بھرے دل
سنبھل کر چلو کچھ قیامت نہین ہے

وہ آئے مرے گھر تو کس وقت آئے
کہ اُٹھنے کی بھی مجھ مین طاقت نہین ہے

پئے وصل جب پیش کرتا ہون عرضی
یہی حکم ہوتا ہے فرصت نہین ہے

تعجب مین ہو نام کسکا ہے میکش
توکیا کچھ یہان اُسکی شہرت نہین ہے

بُت پرستی ہوگئی کیا حق نما میرے لیے
بنگئی شکلِ صنم شکلِ خدا میرے لیے

چارہ گر کرتے ہین کیون فکرِ دوا میرے لیے
ہر نفس موجود ہے آبِ بقا میرے لیے

زندگی بھر تو نہ کوئی لب ہلا میرے لیے
بعد مردن اُٹھتے ہین دستِ دعا میرے لیے

خود کو جب گم کرتا ہون اک خود بخود ملتی ہے راہ
بیخودی بنتی ہے خضرِ رہنما میرے لیے

بیقراری کھینچ لائی ابتو در تک آپ کے
کیجئے تجویز جو چاہے سزا میرے لیے

بےحجابانہ نہ لپٹے وصل کی شب مین بھی وہ
وای قسمت ہوگئی مانع حیا میرے لیے

جان دو دن مرنے سے پہلے کیون نہ تجھپر جان جان
یہ حیاتِ جاودانی ہے فنا میرے لیے

آتی ہے ہر شے سے اب انی انا لہ کی صدا
بنگئی مخلوق بھی ساری خدا میرے لیے

دو قدم چلنا ہے مشکل مجھ نحیف وزار کو
کہدو ئے آئے میانہ اک قضا میرے لیے

مین وہ میکش ہون نہو نئے دو دن کبھی میخانہ بند
رہتا ہے ہر وقت دروازہ کھلا میرے لیے

نہ مجھسے پوچھو تم انسان کو کیا ہے
کوئی شکلِ بشر مین آگیا ہے

کہون کیا شغل تنہائی مین کیا ہے
تمھاری یاد ہے لب پر بکا ہے

وہ بُت پیشِ نظر جلوہ نما ہے
قیامت ہے خدا کا سامنا ہے

نہین اب تجھسا کوئی دوسرا ہے
صنم صورت تری شکلِ خدا ہے

عجب سانچے مین وہ ظالم ڈھلا ہے
سراپا نور کا پُتلا بنا ہے

وہ بُت خود میرے دل مین آگیا ہے
خدا کے گھر مین بتخانہ بنا ہے

جفا کا تمنے جو شیوہ لیا ہے
ڈرو صاحب ہمارا بھی خدا ہے

ہون مشتِ خاک میری بُود کیا ہے
مجھے سر پر لیے پھرتی ہوا ہے

میرے سینے مین اک ماتم بپا ہے
ابھی دل آکے کوئی لے گیا ہے

مجھے دعوے ہو کیون اپنے سخن پر
یہ مجھ مین اور کوئی بولتا ہے

وہی تو احسن تقویم ہون مین
فرشتون نے جسے سجدہ کیا ہے

کہا اُسنے جفا کرتے ہو مجھپر
کہا یہ دل کے دینے کی سزا ہے

سر تسلیم خم رکھتا ہون ہردم
ہون راضی اُسمین جو تیری رضا ہے

کسی کی خانۂ تن مین ہے آمد
مرے گھر مین تماشا ہو رہا ہے

نہین گر دل ہمارا آپ کے پاس
بھلا کھولو تو اس مٹھی مین کیا ہے

کھڑے ہین منتظر مشتاق دیدار
ترے کوچے مین اک محشر بپا ہے

شفا پائین یہان بیمار فرقت
ترا کوچہ نہین دار الشفا ہے

ستاتا کیون ہے دل کو بے مروّت
ارے کافر اسی مین تو خدا ہے

گئی کب وصل کی شب بیقراری
ہمارے درد پہلو مین سوا ہے

کہون کس سے کیا پامال کس نے
وہ دیکھو وہ ستمگر جا رہا ہے

ترے بیمار مین اب کیا ہے باقی
غم فرقت کلیجہ کھا گیا ہے

کبھی انصاف سے کہتے نہین ہو
تمھارا شکوہ یہ صاحب بجا ہے

تصرف مین ہے طفلان حسین کے
ہمارا دل کھلونا بنگیا ہے

سراے دہر مین کیا چین پائین
ہمیشہ کھیلتی سر پر قضا ہے

نہین تقصیر اسمین آپ کی کچھ
دل اپنے ہاتھون ہمنے کھو دیا ہے

نہین کہتا ہون مین اک حرف منہ سے
وہی جو بولتا ہے بولتا ہے

یہان مدت ہوئی قالب کو چھوڑے
قضا کیا ڈھونڈھتی ہی مجھ مین کیا ہے

تری الفت مین جو صدمے اُٹھائے
ہمارا ہی کلیجہ جانتا ہے

یہی میکش ہے کل جسکی تھی شہرت
یہ جو میخانے کے در پر پڑا ہے

آج کچھ نکلے ہین ارمان بڑی مشکل سے
وہ ہوئی ہین مرے مہمان بڑی مشکل سے

بزم تک اُنکی گذر ہو گا یقین ہے مجھکو
کچھ نکالی تو ہے پہچان بڑی مشکل سے

ضعف ہجران سی تو اب مرنے کی طاقت بھی نہین
لب تک آئے گی مری جان بڑی مشکل سے

دلمین جو حسرت و حرمان تھے گئے موت کے ساتھ
گھر سے نکلے مرے مہمان بڑی مشکل سے

جیتے جی اب تو نچھوڑونگا کبھی اے قاتل
ہاتھ آیا ترا دامان بڑی مشکل سے

حضرت دل یہ رہِ عشق ہے کچھ کھیل نہین
ہاتھ آتا ہی یہ میدان بڑی مشکل سے

عید قربان مین گلا اُنسے کٹا کر چھوڑا
ہم کسیکے ہوئے قربان بڑی مشکل سے

شیخ صاحب یہ کچھ آسان نہین جمعیتِ دل
جمع ہوتا ہے پریشان بڑی مشکل سے

پھر دی چھوڑیگا اک عمر مین یہ دیوِ نفس
راہ پر آئے گا شیطان بڑی مشکل سے

لُوٹ کر لے ہی چلی تھی وہ نگاہِ کافر
حق نے رکھا مرا ایمان بڑی مشکل سے

نہین آسان کسی علم کا حاصل ہونا
تربیت پاتا ہے انسان بڑی مشکل سے

مصحفِ رُخ کے لیے چشم بصیرت ہی ضرور
یہ پڑھا جاتا ہے قرآن بڑی مشکل سے

اس غزل کی وہ زمین ہے کہ عیاذاً باللہ
گھٹنیون چلتا ہی انسان بڑی مشکل سے

ہر کوئی پی لے یہ وہ مے نہین میکش کر غور
ملتا ہے بادۂ عرفان بڑی مشکل سے

ہمین سی چھپتے ہو صاحب یہ کیا عادت تمھاری ہے
نظر آتے ہو سب کو برملا یہ پردہ داری ہی

بھلا کچھ تو بتا پوشیدہ کسکی یادگاری ہے
دل ناشاد کیا تجھکو ہوا کیون بیقراری ہی

وہ بُت پہلو مین ہی موجود دلکو بیقراری ہی
خدایا وصل مین اب پھر یہ کیسی اضطراری ہی

ملانا خاک مین اپنے کو عجز اور انکساری ہی
سمجھنا خود کو کمتر خاک سی یہ خاکساری ہی

دیے دیتا ہون پہلو جیبر کر دم بھر ذرا ٹھہرو
طلب کرتی ہو دل تم جان کسکو تمسی پیاری ہی

ملایا رشتۂ زنار مین نے نحن اقرب سے
برہمن حق نما ہون یہ مری زنار داری ہی

اُٹھاؤ گے نہ ہرگز نفع صاحب ملکِ غیر و نسی
لکھے دیتا ہون آگے اسمین اب مرضی تمھاری ہی

جہان سی جاتا ہو نمین اور اپنی گھر وہ جاتے ہین
کوئی کہدو ذرا ٹھہرین یہ مجھپر وقت بھاری ہی

ہٹی ہین گھر کی جانب پر وہ اور جان تن سی جانی پر
مین اس حیرت مین ہون دیکھون تو پہلی کسکی باری ہی

مجھے عادت سے اپنی پہلے ہی آگاہ کرنا تھا
ہوئے برگشتہ ملکر یہ بھی کوئی رسم یاری ہی

بنی جاتی ہین کیا مومن کہین اب جاکے کعبے کو
بتو در پر تمھارے ہمنے اک مدت گذاری ہی

مجھے جس وجہ عذر جا نہ ہی تھا وہ نہین آتے
قضا یہ تو بتا اب تجھکو کسکی انتظاری ہی

ہزارون حجتین کرتی ہین وہ تو ایک بوسے پر
دیا دل بی طلب پہلے ہی یہ ہمت ہماری ہی

کسی صورت جہا نہین جسکا ممکن ہی نہین چارہ
ستمگر تیری تیغ ناز کا وہ زخم کاری ہی

ابھی بزم عدو سے اُنکو ہم جاکر اُٹھا لائین
ہمارا دل تن تنہا وہان لاکھونپہ بھاری ہی

مکرتے کیون ہو گھر جاکر عدو کے آئینہ دیکھو
پریشان بال ہین چہرے پہ آنکھونمین خماری ہی

چلے ہو بن سنور کر ہوش مین آؤ ادھر آؤ
گئے گھر غیر کے کل آج تو بندے کی باری ہی

ہمین میکش وہ ہین کر دیتے ہین جو خم کے خم خالی
دکن کے میکدونمین آج کل شہرت ہماری ہی

رواں ہر دم جو یون عمر رواں ہی
یہ کس جانب روانہ کاروان ہی

نہین گر بانشان وہ بےنشان ہی
تو یہ کیا ہے جو یہ سب کچھ یہیان ہی

ہی جبتک دم مین دم قالب مین جان ہی
تمھارا نام ہے اور یہ زبان ہی

مکان اُس یار کا گو لامکان ہے
مگر آباد اُس سے کل جہان ہی

مریض عشق کو راحت کہان ہے
جگر مین درد ہے لب پر فغان ہی

نہین کچھ بھی وہان جس جا نہین تو
وہین سب کچھ ہی ایجان تو جہان ہی

بُرا حُب مجازی کو نہ سمجھو
حقیقی راہ کی یہہ نردبان ہی

جُدا اک آن اب تجھسے نہین ہم
وہین ہی دل ہمارا تو جہان ہی

تغافل اسقدر او بے مروّت
خبر بھی ہے کہ کوئی نیمجان ہی

وہی ہے آنکھ جس نے تجھکو دیکھا
وہی ہے دل جو تیرا رازدان ہی

جسے تو ڈھونڈھتا پھرتا ہے غافل
وہی تو یہ رگ و پے مین نہان ہی

گذرتی ہے جو مجھپر کچھ تو سُنیے
مرا قصہ تمھاری داستان ہی

صدا کانون مین آتی ہے جرس کی
الٰہی کس جگہ یہ کاروان ہی

ہمارے بعد کچھ بھی ہو ہمین کیا / مثل سچ ہے کہ جی ہے تو جہان ہی
مرین کیونکر نہ ہم اُس بُت پہ زاہد / یہ شوخی حور و غلمان مین کہان ہی
جلایا جسنے طور اور دشت ایمن / مرے سینے مین وہ آتش نہان ہی
ترے بیمار کی حالت بُری ہے / خبر لے کوئی دم کا میہمان ہی
خدا رکھے مرے داغون کا گلشن / یہ خانہ باغ محفوظِ خزان ہی
مٹاتے کیون ہو تربت کو کسی کی ہا / تمھارے بے نشان کا اک نشان ہی

وہ میکش ہون شرابِ معرفت کا
مرے سینے مین اک قلزم نہان ہے

دل پہ پھر فوج علم کے پرے آ کر ٹوٹے / تیر غمزون کے چلے عشوونکے لشکر ٹوٹے
بے کئی قتل گیا چھوڑ کے مقتل مین مجھے / یا الٰہی مرے سفاک کا خنجر ٹوٹے
عرصۂ حشر مین بھی آیا جو دیوانہ ترا / لڑکے ہاتھون مین لیے سیکڑون پتھر ٹوٹے
کھویا سب لطف جراحت مرا ٹانکے دیکر / کیون نہ اُسوقت ترے ہاتھ رفوگر ٹوٹے
وصف کیا لکھون دہن اور کمر کا اُسکی / یہ وہ مضمون ہی جہان کلک سخنور ٹوٹے
آمد و رفت نفس ہوتی ہے اب قطع مری / خوف کیونکر نہو جب کشتی کا لنگر ٹوٹے

رونق میکدہ سب اُٹھ گئی میکش کے ساتھ
رہگئے چند پڑے شیشہ و ساغر ٹوٹے

کسطرح ساقی ترے مست کو اب کل آئے / دیکھ وہ اُٹھی گھٹا جھوم کے بادل آئے
چھا گئی سر پہ دُھوان دھار گھٹا آہونکی / میری سینے مین جو پنہان تھے وہ بادل آئے
ذبح جسطرح سے جی چاہے مجھے کر دیکھو / شرط بدتا ہون جو پیشانی پہ بھی بل آئے
تجھ مین وہ ناز وہ شوخی ہی قیامت کی صنم / حشر تک بھی تو نہ یہ حور کو چھل بل آئے
قبر کی تیرگی دیکھی نہین ہمنے پس دفن / ساتھ ہی گھر سے فرشتے لیئے مشعل آئے
شب کو پہلو مین تھا اک مغبچۂ بادہ فروش / دم بدم کہتا تھا ہان پھر کوئی بوتل آئے
ہم بھی کیا یاد کرینگے تجھے اے جوش جنون / خواب مین بھی تو نہ اپنے کبھی جنگل آئے

وصل کی شب بھی اُنھین آتا رہا مجھسے حجاب
روبرو آئے تو مُنہ پر لیے آنچل آئے

نہین میخانے سے نکلے کبھی خالی میکش
جب ادھر آئے لیے ہاتھ مین بوتل آئے

کیون پھرین عالم مین دردر دیکھنے کیواسطے
آپ ہون جب دل کے اندر دیکھنے کیواسطے

اُنکا رخ اللہ اکبر دیکھنے کے واسطے
بنگیا شکل پیمبر دیکھنے کیواسطے

لون نہ مرآتِ سکندر دیکھنے کیواسطے
دل ہے آئینے سے بڑھکر دیکھنے کیواسطے

ہین فلک پر ماہ و اختر دیکھنے کیواسطے
اور انسان ہین زمین پر دیکھنے کیواسطے

کچھ نہ تھا مقصد مرا اس عالم ایجاد مین
تجھکو آیا ہون یہان پر دیکھنے کیواسطے

کب کھلینگے اسکے جوہر یہ تو کہہ ای تندخو
یا یونہین باندھا ہے خنجر دیکھنے کیواسطے

حشر کہتے ہین جسے وہ کیا ہی تجھکو جان جان
آئیگی مخلوق ملکر دیکھنے کیواسطے

عمر بھر باتین کرین لیکن بڑا افسوس ہے
ترڑپین موسےٰ سے پیمبر دیکھنے کیواسطے

جو گدا ہین تیرے در کی یار اُنکی آنکھ مین
سنگ ریزے ہین جواہر دیکھنے کیواسطے

کچھ نہین دونون جہان مین جز متاعِ دیدیار
عرش تک پہونچے پیمبر دیکھنے کیواسطے

فاتحہ پڑھنے جو میری قبر پر آئے وہ شوخ
خلد سے آؤن اُترکر دیکھنے کیواسطے

آپ کو دیکھا نہ تو کیا خاک دیکھا خلق مین
آپ ہی ہین بندہ پرور دیکھنے کیواسطے

فتنۂ محشر بھی گر اُٹھے نہین اُٹھینگے وہ
بیٹھے ہین جو تیرے در پر دیکھنے کیواسطے

سجدہ کرکر زاہد ان آنکھونسے خدا کو دیکھکر
آدمی آیا یہان پر دیکھنے کیواسطے

قبر کی بھی اب نہین کچھ مجھکو تنہائی کا غم
پاس ہے تصویر دلبر دیکھنے کیواسطے

زلف کہتے ہین جسے عشاق وہ کچھ اور ہے
گو ہے یہ زلفِ معنبر دیکھنے کیواسطے

آنکھ دی اللہ تو ہر شے مین ہی دیدار دوست
ذرّہ ذرّہ ہے منوّر دیکھنے کیواسطے

کھول آنکھین دیکھ ہی مسجد بھی اک ہُو کا مکان
ہین فقط محراب و منبر دیکھنے کیواسطے

کسکا عاشق ہے جو یہ پیر فلک اک عمر سے
کرتا ہے عالم مین چکر دیکھنے کیواسطے

میکدہ ہی ہین پڑھو دو فرض ای میکش کبھی
گو نہین محراب و منبر دیکھنے کیواسطے

اسطرح تیر یار ہین دل مین گڑے ہوئے — خاتم پہ جس طرح ہون نگینے جڑے ہوئے
طفلی مین کب تھین آپ مین اتنی شرارتین — اُتنے ہی شوخ ہو گئے جتنے بڑے ہوئے
گھر کس کے جائینگے جو وہ کرتی ہین یون سنگار — کسکے آئی ہین یہ مقدر لڑے ہوئے
کن منتون سے کام نکالا شب وصال — ہم نرم ہو گئے وہ اگر کچھ کڑے ہوئے
ہو اب تو سینہ صاف کہین ہمسے جنگجو — اک عمر ہو گئی ہے تجھے ظالم لڑے ہوئے
دل مین خدا کو چھوڑ کے کعبے کو چلدیا — زاہد ہین عقل پر تری پتھر پڑے ہوئے
میکش کی نارِ عشق بجھا ابتو ساقیا — اک عمر ہو گئی ترے در پر پڑے ہوئے

میکش پئین گے خلد مین چلکر مئے طہور
کوثر پہ ہونگے مستونکے جھنڈے گڑے ہوئے

تیری اگر کرم کی نظر جانِ جان رہے — پھر غم ہی کیا ہے ہمسے جو برہم جہان رہے
فرقت مین ہم اگرچہ یہان نیمجان رہے — وہ تو بتائین رات کہان تھے کہان رہے
آہون کے ساتھ اور بھی اک کاروان رہے — نالون کا قافلہ دل نالان روان رہے
تم ہمسے روٹھکر جو گئے تھے تو کیا ہوا — آنکھون مین جلوہ گر رہے دل مین نہان رہے
جنکے نشان بلند تھے کل اس زمین پر آج — ڈھونڈھو تو نام کو بھی نہ باقی نشان رہے
مختار ہر طرح ہو مکرتے ہو کس لیے — مین خوب جانتا ہون صنم تم جہان رہے
یہ تو کہو کہ ظلم کی بھی کچھ ہے انتہا — کب تک مری زبان پہ روان الامان رہے
کمبخت کو نہ چین پڑا ساتھ چلدیا — دل بھی وہین رہا وہ جہان میہمان رہے

میکش کے فاتحے کو بس اے مرگ مغبچو
چھوٹا سا اک چبوترہ زیرِ دکان رہے

دل مین نے دیا تھا اُنھین کچھ یونہین ہنسی سے — وہ چھینے لیے جاتے ہین بیدادگری سے
بوسہ جو لیا مین نے تو کہنے لگے ہنسکر — بدنام نہ کرنا کہین کہنا نہ کسی سے
ہم بھی تو ہین صاحب نگہِ ناز کے بسمل — مرجائینگے گر آنکھ ملاؤگے کسی سے
باتین نہ بناتے کبھی یون حضرتِ ناصح — آگاہ جو ہو جاتے مرے دل کی لگی سے

سچ ہے کہ بُری وقت مین ہو کون کسیکا — مرتا ہے کوئی کوئی تو کہدے یہ کسی سے
وہ آئین تو اے وحشت دل تنگ نہ کرنا — ایسا نہو گھبرائین مری جامہ دری سے
جو طالب مولا ہین بجز دید رُخ دوست — عقبیٰ سے غرض اُنکو نہ دنیاے دنی سے
جان دیتا ہی دل جنبش ابرو پہ کسیکی — کمبخت کو الفت ہی کٹاری سے چھری سے

جو مست مئے عشق ہین میکش اُنھین اصلا
کچھ کام کسی کی نہ بھلی سے نہ بُری سے

ہم نہین چاہتے کچھ شوکت و حشمت دلکی — مفت لٹتی ہی تو لٹ جانے دو دولت دلکی
تجھسے قاصد جو وہ پوچھین مری حالت دلکی — کہنا آپ آئین تو جاتی رہے کلفت دلکی
دل مین سو بار یہ آیا کہ نکر عشق بُتان — کیا کرون ہاے کہ جاتی نہین عادت دلکی
جسکا دل لیتے ہین مٹی مین ملا دیتے ہین — ان حسینون سے نہین ہوتی حفاظت دلکی
خانۂ تن مین نہین گھر مین تو نکے بھی نہین — میرے اللہ کہان ہوگی سکونت دلکی
آپ کسن ہن یہ بیچین ہے کیون لیتے ہین — سخت مشکل ہے مریجان حفاظت دلکی
فکر یہ ہے کہ پسِ مرگ کہان جاؤن گا — قبر مین بھی جو نہ جائیگی یہ وحشت دلکی
رنگ پہلے بھی بہت بدلے تھے دل نے لیکن — یون دگرگون نہوئی تھی کبھی حالت دلکی
کیا سُنے میری فرشتون کی نہین لیتا سلام — خوب رویون نے بگاڑی ہی یہ عادت دلکی
قصر دل جسکا تری راہ مین ٹوٹا او بُت — عرش اعظم پہ بنی اُسکی عمارت دلکی
اب کسی کو نہین دینے کے قسم کھا بیٹھے — ہم نہ بدلینگے اگر بدلے گی خصلت دلکی
دل کبھی دوگے کسیکو تو دکھا دونگا تمھین — بُری ہوتی ہے مریجان محبت دلکی
خلق مین دلکی صفائی بھی عجب صیقل ہے — آئینہ بنتا ہے مٹتے ہی کدورت دلکی
واے تقدیر کہ دل کس سے لگایا ہمنے — ہے لحاظ آنکھ کا جسکو نہ مُروت دلکی
مجھسے گر ملنا نہین صاف تو ہو لین آ کر — مفت بیکار بڑھاتے ہین کدورت دلکی
حسن دو دن کا ہی تڑپاتے ہو کیون عاشق کو — گلے لگجاؤ نکلجانے دو حسرت دلکی
بے نشان کا بھی نشان ڈھونڈھ ہی لایا جا کر — لامکان بنگیا اللہ رے ہمت دلکی

جنکے دل ہاتھ سے جاتی رہی الفت مین مدام
دل ہی دلمین کیا کرتے ہین شکایت دلکی

قلب کو مست مئے عشق بتان رکھ میکش
سوچ لے خوب کہ یہ ہی ہے عبادت دلکی

تیر نظر کسیکے جگر مین اُتر گئے
ہم دیکھتے ہی رہ گئے وہ کام کر گئے

مرنے سے پہلے راہ مین تیری جو مر گئے
وہ ہی تو عشق بازی مین کچھ کام کر گئے

خلوت سرا تک آپ کی ممکن نہین گذر
ہان کچھ اگر گئے بھی تو اہل نظر گئے

جب شوق قتل تھا ہمین کوچہ مین یار کے
سو بار ہم ہتیلی پہ لے لے کے سر گئے

ہم وہ ہین تمکو جان بھی دی دل بھی دیدیا
تم وہ ہو وعدے وصل کی کر کے مکر گئے

مستان بادہ نوش سے کہدینا اے صبا
میکش تھا جسکا نام وہ بھٹی پہ مر گئے

پوچھو یہ نکتہ مرد کامل سے
راہ کیون دلکو ہوتی ہے دل سے

انکو لائے عدو کی محفل سے
جان دیکر ہزار مشکل سے

کہتا ہے کیا سنین تو بسمل سے
کیون بخشتے ہین لوگ قاتل سے

یہ صدا آتی ہے تہ دل سے
منہ نہ پھیرینگے تیغ قاتل سے

کچھ تو تسکین ہوتی مجنون کو
جھانک لیتی جو لیلی محمل سے

کہدو لیلی سے روح مجنونکی
لڑ رہی ہین نگاہین محمل سے

اہل دل لاکھون دلربا بنتے
ربط رکھتے جو کچھ مرے دل سے

مجھسے رخصت جو مانگتے ہین حضور
جاؤ۔۔ کہدون مین کونسے دل سے

دل کو دل سے ملائیے صاحب
یون نہ ملیے گا اوپری دل سے

کس نے بیچین کر دیا انکو
سر ٹپکتی ہین موجین ساحل سے

کیون اکھٹے ہوئے ہین یہ لب جو
کہتے ہین کیا حباب ساحل سے

دل کو نا آشنا کہون کیونکر
آشنا ہے ہر ایک منزل سے

دل کو کیون سنگ دل سی الفت ہی
اسکے ٹکڑے کرون گا مین سل سے

سنگدل سے ملائینگے دل کو — شیشے کو ہم لڑائینگے سل سے
جسکے حامل نہ تھے ملک وہ بوجھ — حق نے اُٹھوایا ایک جاہل سے
جلوہ گر مجھ مین اور ہی کچھ ہے — گو بنا ہون مین آب اور گل سے
ہمپہ کیون مرتی ہی کسی گل نے — یہ نہ پوچھا کبھی عنادل سے
میرے قاتل کا عکس قتل کے بعد — ہے عیان میری آنکھ کی تل سے
نیّرِ حُسن جب ترا چمکا — اُٹھگئی شمع بھی تو محفل سے
ق
کیا مزا پایا عشق گل کرکے — مین نے جب پوچھا یہ عنادل سے
بھر کے اک آہ سرد کہنے لگی — اسکی پوچھو مزے مرے دل سے
ہم اسیرون کے تو نے ای جلاد — پانون کیون باندھی ہین سلاسل سے
آگ لگجائیگی گلستان مین — کی جو اک آہ بھی تہِ دل سے
آج مقتل مین امتحان ہوگا — ہم بھی حاضر ہین جان سے دل سے
ٹکڑے ٹکڑے اگر اُڑائے وہ — مُنہ نہ پھیرینگے تیغ قاتل سے
بال باندھے اسیر ہین اُسکے — پانون چھوٹا تو کیا سلاسل سے
ذبح کرنا بھی ہو اگر منظور — مُنہ نہ پھیرینگے تیغ قاتل سے

مین وہ میکش ہون بعد مُردن بھی
خمِ مے بنتے ہین مری گل سے

ہماری اور بھی تجھپر شراب باقی ہے — ابھی تو ساقی مہوش حساب باقی ہے
مزے سے صرف کرینگے اسی کو رمضان مین — ہمارے پاس بہت کچھ شراب باقی ہے
ستاتا کیون ہی کسی دل جلے کو اے فسّاد — رگون مین میرے کہان خون ناب باقی ہے
ابھی سے مُنہ کو چھپانے لگے ہو کیون صاحب — ابھی تو نام خدا آب و تاب باقی ہے
بغل مین بیٹھے ہین وہ صبر کر دلِ مضطر — ہوا ہی کیا تجھے کیون اضطراب باقی ہے
کہان کا حشر کدھر کے گناہ حضرتِ دل — مزے اُڑائینگے جبتک شباب باقی ہے
ابھی سے توبہ کا دل مین خیال توبہ کرو — ابھی تو شیشے مین میکش شراب باقی ہے

خوش آئے بے ترے کب سیر لالہ زار مجھے
خزان کا رنگ دکھانے لگی بہار مجھے

ہو جھوٹے وعدون پہ کیا اُسکے اعتبار مجھے
شب وصال بھی دکھلایا انتظار مجھے

کہین ڈبوئیگی کیا چشم اشکبار مجھے
رُلا نہ اتنا بھی بیوجہ زار زار مجھے

عجیب رنگ دکھاتا ہے انتظار مجھے
پکارتی ہے قضا آکے بار بار مجھے

ستم نہ کیجئے اتنا نہین یہ ہجر کی شب
شب وصال رُلاتے ہو زار زار مجھے

جنون مین صبر نہ آئیگا دشت گردی سے
ہے لذّت خلش زخم نوک خار مجھے

یہ بدگمانی مرے پر بھی ہے کہ سوتا ہون
پکار دیکھین وہ آکر لب مزار مجھے

نکال لیتا مین اسکو بتون کے قبضے سے
الٰہی کیون ندیا دل پر اختیار مجھے

نہ ایک قطرہ بھی مین چھوڑتا کہین مہکش
غضب تو یہ ہے کہ ملتی نہین اُدھار مجھے

ادا رکھتی ہے کج ادائی تمھاری
کرے کوئی کیونکر بُرائی تمھاری

کوئی کس طرح ہو طرفدار میرا
زمانہ تمھارا خدائی تمھاری

لیا مین نے بوسہ تو بولے بگڑ کر
ہٹو دیکھ لی پارسائی تمھاری

وہان تک کبھی غیر ا ہو حضرت دل
نہین ہونے دینگے رسائی تمھاری

نہ یہ چال سیکھے تھی کبک دری مین
کہین طرز اُس نے اُڑائی تمھاری

نکل آؤنگا توڑ کر سنگ مرقد
اگر قبر مین یاد آئی تمھاری

کبھی بھول ہی کر چلے آؤ صاحب
ستم ڈھا رہی ہے جدائی تمھاری

فدا دل نہ کیونکر ہو صانع نے ایجان
عجب بانکی صورت بنائی تمھاری

ہوئی خوب مشہور اب تو جہان مین
ہماری وفا بیوفائی تمھاری

وہ میکش کی بخشش ہوئی شیخ صاحب
دھری رہگئی پارسائی تمھاری

اُٹھائین نہ کیونکر جفائین تمھاری
ہمین بھا گئی ہین ادائین تمھاری

نہ ڈھائین ستم گر ادائین تمھاری
کبھی ہم نہ لین پھر بلائین تمھاری

مری آنکھ سے دیکھ لیتا جو تمکو — خدا لینے لگتا بلائین تمھاری
یہ دل مین ہے تمکو کہین ہم چھپا لین — کسی کو نہ صورت دکھائین تمھاری
کبھی یہ نہ منہ سے کہا او ستمگر — چلو حسرتین سب مٹائین تمھاری
خبر بھی ہے تمکو تصور مین لا کر — کوئی لیگیا ہے بلائین تمھاری
ذرا یاد کیجے لڑکپن کی باتین — لیا کرتے تھے ہم بلائین تمھاری
کوئی بگڑے برہم ہو اپنی بلا سے — ادھر آؤ زلفین بنائین تمھاری
یونہین بک رہے ہو تم ای حضرت دل — وہ سنتے ہین کب التجائین تمھاری
غضب ہے کہ لب پر نہ لائین شکایت — کہان تک کہو اب اٹھائین تمھاری
کوئی کان مین کہتا ہے وقت مردن — چلو حق نے بخشین خطائین تمھاری
کہے دیتا ہون حضرت نفس سنبھلو — بہت بڑھ چلین اشتہائین تمھاری
زبان کاٹ لینا کہے دیتے ہین ہم — شکایت جو پھر لب پہ لائین تمھاری
مرو جاؤ نکلو چلو حضرت دل — ہم اب خیر کب تک منائین تمھاری
طبیبو بس اب میری بالین سے اٹھ جاؤ — ہوئین بے اثر سب دوائین تمھاری
وہ کہتے ہین کیا دوگے بزم عدو مین — اگر بات کچھ ہم بڑھائین تمھاری

خدا رکھے میکش تمھین میکدے مین
ہین کیا عاشقانہ صدائین تمھاری

ہے ترقی یہ بیکلی دل کی — نہین بجھتی لگی ہوئی دل کی
یہ نہ معلوم تھا ہمین پہلے — یون رلائیگی دل لگی دل کی
دل کے ہاتھون سے ہو گئے برباد — ہمکو لے ڈوبی دوستی دل کی
بے جلے نار عشق سے صلا — نہین جانے کی تیرگی دل کی
دل کو تسکین ہو مرے کیونکر — ہے طبیعت ہی چلبلی دل کی
وہ شگفتہ ہوا ہے غنچۂ دل — گن لو ایک ایک پنکھڑی دل کی
شب وعدہ اٹھا نہ انکا حجاب — دل ہی مین ہائے رہگئی دل کی

نظر آئے گی شکل اک گل کی | کھلنے تو دو ذرا کلی دل کی
سیر کو نہین اسمین کرتا ہون | کتنی واسع ہے یہ گلی دل کی
دلمین اب میرے کیا رہا باقی | ساری دولت ہی لٹ گئی دل کی

مےِ عشق بتان نہ پی میکش
آگ اب حد سے بڑھ گئی دلکی

کہتے ہین وہ خونِ دل شیدا نکرینگے | دلمین کبھی آئین گے تو جایا نکرینگے
اقرار یہی ہے تمھین رسوا نکرینگے | جب ہمکو ستاؤ گے تو کیا کیا نکرینگے
ہم دلمین خیال قد زیبا نکرینگے | طوبیٰ کے بھی سائے کی تمنا نکرینگے
رسوائی کے چرچے بھی ہمارے ہون مگر وہ | بدنامیِ عشاق کی پروا نکرینگے
جاؤ گے کہان یہ تو کہو ہمسے بگڑ کر | کیا مُنہ سے نہ بولو گے تو دیکھا نکرینگے
آزار منش وہ ہین کہ فردوس مین جاکر | حورون کے بھی ملنے کی تمنا نکرینگے
اک بوسے کے لیتے ہی یہ کہنے لگے صاحب | ہم پاس ترے اب کبھی آیا نکرینگے
کل آپ ہی فرماتے تھے کھا بیٹھے قسم ہم | اب تیرے سوا غیر کی پروا نکرینگے
کر لیجئے جو آپ سے ہو ہم بھی ہین حاضر | کیا کیا نہ کیا آپ نے کیا کیا نکرینگے
کچھ مانگتی ہے پھر نگہِ شوخ تمھاری | تمنے تو کہا تھا کہ تقاضا نکرینگے
کیا وجہ جو اب مُنہ کو چھپاتے ہو شب وصل | اقرار تو یہ ہی تھا کہ پردا نکرینگے
گو ہجر کے داغون ہی سے گلزار ہو سینہ | خواہش تری اب او چمن آرا نکرینگے
غیرون سے جو ملتے ہین وہ اچھی نہین یہ بات | دل میرا دکھائین گے کچھ اچھا نکرینگے

سب چھوڑ کے ہم آئے ہین میخانے مین میکش
دنیا تو گئی اب غم عقبےٰ نکرینگے

بنا ہون آب و گل سے ہے مری تعمیر مٹی کی | مگر دیکھو تو کیا احسن ہے یہ تصویر مٹی کی
نہین ہوتی ترے کشتے کی کچھ تدبیر مٹی کی | تو ہی اب فکر کر چل او بتِ بے پیر مٹی کی
فقط آدم ہی کو سجدہ نہین کچھ ہو چکا پہلے | فرشتے پوجتے ہین اب بھی یہ تصویر مٹی کی

نفخت فیہ سے معمور ہین کیا خاک کے پُتلے
خدا کی شان ہی جاگ اُٹھی ہی تقدیر مٹی کی

سمجھکر کیمیا خاکِ قدم لیجاتے ہین لاکھون
تری رفتار نے اے سیمتن اکسیر مٹی کی

شبِ معراج جسمِ پاک حضرت عرش پر پہونچا
خدا کی گھر مین حد سے بڑھ گئی توقیر مٹی کی

جوانی مین وہ طفلِ فتنہ گر سفّاک نکلے گا
ابھی پھرتا ہے ڈالے ڈاب مین شمشیر مٹی کی

منور اور ہی کچھ شی ہی ہر دم جسم تیرہ مین
نہین ہے خاک کے پتلے مین یہ تنویر مٹی کی

ذرا دیکھو تو کس درجہ ہین محکم حرف پیشانی
مٹانے سے نہین مٹتی ہے یہ تحریر مٹی کی

صراحی کے گلے پر ہی نہین یہ نقش زنجیرہ
نہ چل نکلے کہین یون ڈالی ہی زنجیر مٹی کی

ترے میکش کا لاشہ قبر سے ویسا ہی نکلیگا
قیامت تک نہین ہونے کی کچھ تغئیر مٹی کی

نیمچے سے وہ ہین ذبح جو پُورا کرتے
نیمجانی کا نہ ہم حشر مین دعوے کرتے

اکتفا پہلے ہی جو دل پہ نہ کر لیتے وہ
جان دیدیتا اگر کچھ بھی اشارا کرتے

صاف ملجاتا اگر اُس لب نازک سے جواب
اور جاتے کہین کعبہ اور ٹھکانا کرتے

خوف طوفان جو نہوتا تو شبِ ہجران مین
اسقدر روتے روان آنکھ سے دریا کرتے

لپکا چوری کا جو ہوتا نہ نظر کو انکی
دل کو ہم اپنے حسینونمین اُچھالا کرتے

مجھپر احسان جو یہ رکھتے ہو بجا ہی سچ ہی
ملتے غیرون ہی سے تو کون سا اچھا کرتے

ہوتا مقدور اگر ہمکو بھی کچھ اے میکش
در پہ میخانے کی مے مفت لُٹایا کرتے

دل کا بنتا ہے جو زلفِ پُر شکن مین گھر بنے
غم نہین ہمکو اگر کالے کے بِلمین گھر بنے

ہمصفیران عدم آباد سے پوچھے کوئی
آشیان کن شاخ پر ہین کس چمن مین گھر بنے

کشتۂ گیسوے مشکین کا عجب کیا بعد قتل
بنکے بو ہر نافۂ مشک ختن مین گھر بنے

ہم اسیرونکے یہی کہتے ہوے کٹتے ہین دن
اب چھُٹے کنج قفس سے اب چمن مین گھر بنے

ہوکے آوارہ وطن نکلا ہون تیری عشق مین
سب بگاڑ آیا ہون جتنے تھے وطن مین گھر بنے

مین وہ ایذا دوست ہون رکھنے کو کرم عشق کی
صورت ایوبؑ ہین میرے بدن مین گھر بنے

یہ خبر کب تھی کہ اُس دکھنی صنم کی عشق مین
یون چھُٹے ہندوستان اور یون دکن مین گھر بنے

وہ شراب عشق پی میکش کہ جس سے بعد مرگ
خلد مین باغ رسول ذوالمنن مین گھر بنے

جب وہ جانبازون کی منہ مقتل مین تکتے رہگئے
کچھ تڑپ کر مر گئے اور کچھ سسکتے رہگئے

وہ اُٹھے پہلو سے جب ہم منہ کو تکتے رہگئے
اشک کے قطرے کچھ آنکھون سے ٹپکتے رہگئے

تیرے دیوانے نظر کی ایکدم مین راہ عشق
قیس اور فرہاد بھی پیچھے بھٹکتے رہگئے

جب اُٹھا لائے اُسے ہم بزم سے اغیار کی
غیر کس حسرت سے اُسکے منہ کو تکتے رہگئے

راہ لی رندون نے اپنی اُٹھ کی بزم وعظ سے
حضرت واعظ فقط تنہا ہی بکتے رہگئے

پیچھے تھے بلبلونکے کل جہان پر اب وہان
سوکھی شاخون پر فقط تنکے کھڑکتے رہگئے

جنسے لطف میکشی تھا اُٹھ گئے میکش وہ لوگ
میکدے مین ہم اکیلے سر پٹکتے رہگئے

اے گل جو رنگ و بو کہ ترے پیرہن مین ہے
نسرین مین نسترن مین نہ ایسی سمن مین ہے

ملک عدم سے لایا ہون اسکو خرید کر
عریانی کا لباس جو میرے بدن مین ہے

وہ بانکپن ہے یار تری سیدھی چال مین
کبک دری مین ہے نہ یہ شوخی ہرن مین ہے

تار کفن جو تن پہ تھے سب برق بنگئے
خرمن وہ آگ کا پس مُردن بدن مین ہے

زندہ ہے تا بحشر مگر نام عاشقان
فرہاد کوہ مین ہے نہ اب قیس بن مین ہے

آغاز سبزہ ہے تو پشیمان ہو کس لیے
ایجاب یہ نبات نبات الحسن مین ہے

آنے تک آپ کے نہ جیا مین تو اسلیے
منہ شرم سے چھپا ہوا میرا کفن مین ہے

کس منہ سے لن ترانی سُنائی کلیم کو
ابتو کلام ہمکو تمھارے دہن مین ہے

گر بادہ نوش ہند کے پوچھین تو اے صبا
کہدینا یہ ضرور کہ میکش دکن مین ہے

تیرے شیدا ہین نہین غیر کو ہم دیکھین گے
سر جھکا دینگے جہان تیرے قدم دیکھین گے

عشق مین تیرے صنم رنج والم دیکھین گے
جو نہ دیکھا تھا کبھی آج وہ ہم دیکھین گے

کیا غضب چال ہی ہوتی ہے قیامت برپا / چوکڑی بھولینگے آہو جو یہ رم دیکھین گے

جمع رکھتے ہین ترے عشق مین سرمایۂ داغ / دیکھین چلتا ہوا کس دم یہ ورم دیکھین گے

قتل کرنے کو جو وہ کھاکے قسم نکلے ہین / ہم بھی موجود ہین اب اُن کی قسم دیکھین گے

چشم ساقی سی ہی سرشار یہان جام دماغ / آنکھ اُٹھاکر نہ سوِ ساغر جم دیکھین گے

صاف ہوجائیگی میکش تری بخشش دم حشر
آنکھ اُٹھاکر جو ادھر شاہ اُمم دیکھین گے

بغل مین جب سے اپنی وہ صنم ہے / نہ فکر دین نہ کچھ دُنیا کا غم ہے

جھک جاتے ہین اس سے نقش عالم / شعاعِ خور بھی اک زرّین قلم ہے

ترے مستون کے میخانے مین ساقی / سرون پر جھومتا ابرِ کرم ہے

کہون کیون اُسکو حادث جسکے رُخ پر / دما دم موجزن نورِ قدم ہے

ملین غیرون سے وہ ہم راہ دیکھین / ستم ہے یہ ستم ہے یہ ستم ہے

ہمارا خانۂ دل کرنہ تاراج / ارے ظالم یہی بیت الحرم ہے

لگا مُنہ سے کھُلین اسرار عالم / مرا جام سفالین جام جم ہے

وہی میکش ہون مین جسکی نظر مین / سفالِ راہ ہر اک جام جم ہے

وہ میکش آتا ہے محشر مین ساقی
پھریرے اُڑتے ہین نیلا علم ہے

کیون نہ ہون علوی مضامین ڈھنگ ہین سب میر کے / شعر ہین میرے مرقعے نظم کی تصویر کے

سیم و زر رکھتے نہین خواہان نہین اکسیر کے / خاکسارون مین ہین ہم بھی اک بتِ دیر کے

حوصلے یون پست ہین سب اب مری تدبیر کے / کٹ چکے ہین پر ازل مین طائر تقدیر کے

خاک طالب ہونگے اب ہم منصب و جاگیر کے / پُرزے کر ڈالے لباس عزت و توقیر کے

موت کے دن آئے شاید عاشقِ دلگیر کے / آنکھ دکھلاتے ہین کچھ جوہر تری شمشیر کے

میان سے باہر نکالو دیکھ لو دو چار ہاتھ / بے چلے جوہر نہین کھُلتے کسی شمشیر کے

یون بلائین لیکے بولی روح میری بعد ذبح / صدقے ہاتھونکے ترے قربان اس شمشیر کے

دون فضیلت کسکو دونون ایک ہی ہین عکس و شخص
صدقے صورت کے تری صدقے تری تصویر کے

اک خدنگ ناز کی تو تاب لانا ہے محال
زخم کھائے ہین بہت آسان تیغ و تیر کے

آج کل عالم مین یہ اُس سیمتن کی قدر ہے
خاک پا ملتی نہین بدلے مین بھی اکسیر کے

کیا کوئی آیا ہے پیغام اجل جو یاس سے
تکتے ہین صورت مری حلقے مری زنجیر کے

پھر جنون نے آکے پابند سلاسل کردیا
عرش تک پہونچین گے پھر نالے مری زنجیر کے

جو لکھا قسمت مین ہو کرتے ہین وہی میری ساتھ
حرف پڑھ لیتے ہین وہ پہلے خط تقدیر کے

جان شیرین کے لیے تیشہ زنی کرتا ہون مین
ایک دم مین سو بہا دیتا ہون چشمے شیر کے

مجھکو وادی ضلالت سے دکھائی راہ راست
دوستو احسان ہین مجھپر یہ میرے پیر کے

نقش اپنی شکل پر ہمکو کیا نقاش نے
خاک کے پُتلے یہ سب خاکے ہین اک تصویر کے

گر خیال آبرو ہوتا تو عاشق ہوتے کیون
ہان ہمین قابل ہین صاحب ذلّت و تحقیر کے

ذبح کیا پڑھکر کیا یہ تو بتا تا جا مجھے
کان تک پہونچے نہین نعرے تری تکبیر کے

اُگلے پڑتے ہین جو خود پیکان تیرونسے ترے
اسطرح جاگے مقدر کون سے نخچیر کے

خال رخ گیسو تمھارے خوشنما ہین سب مگر
مرغ دانا کے لیے یہ دام ہین تزویر کے

وائے قسمت مین نے کیا لکھا تھا وہ کیا پڑھ گئے
میرے دشمن بنگئے فقرے مری تحریر کے

کہیے تو کیونکر مین دعواے زبان دانی کرون
جبکہ سب بے ربط ہون جملے مری تقریر کے

حال دل تمسے کہا تو قطع کرتے ہو زبان
یہ بھی کوئی ڈھنگ ہین اےجان جان تعزیر کے

دم نکلتے ہی ترے میکش کے ساقی استخوان
اینٹ پتھر بنگئے میخانے کی تعمیر کے

چھپے ہو مجھ مین تم ہوتی جو یہ مجھکو خبر پہلے
تمھاری جستجو مین مین نہ پھرتا در بدر پہلے

نظارہ کرتے ہین تجھسے تری روئے منور کا
بٹھالیتے ہین آنکھون مین تجھے اہل نظر پہلے

ہزارون گو ہوے ہین اب تمھاری چاہنے والے
ہمین عاشق ہوئے تھے یاد کرلو آپ پر پہلے

کہین ایسا نہو کر ڈالا ہو قتل اُسکو ظالم نے
چلا آتا تھا نامہ دیکے میرا نامہ بر پہلے

ہمین آئے تو لاکھون قافلے پیچھے چلے آئے
کوئی کرتا نہ تھا اس ملک ہستی کا سفر پہلے

الٰہی کیا ہوا اب مین اگر اک آہ کرتا تھا ‏ ‏ نکل آتے تھے وہ گھر سے کلیجہ تھام کر پہلے

بجائے مرہم کافور ہوتی ہے نمک پاشی ‏ ‏ مرے زخمون کے دشمن تھے نہ ایسے چارہ گر پہلے

سنا تھا ہمنے تو دیدار ہووے گا قیامت کو ‏ ‏ کھڑا ہے بام پر محشر ہی سے وہ فتنہ گر پہلے

بلانے پر بھی اب سو حجتین ہین کیا ہوا صاحب ‏ ‏ چلے آتے تھے اکثر بے بلائے میرے گھر پہلے

بنا رکھا ہے اب جسکا نشانہ ایک عالم کو ‏ ‏ ہمین نے کھائے ہین صاحب کے وہ تیر نظر پہلے

کہان جائیگا میکش یہ تو کہدے منہ سے اے ساقی
تری بھٹی پہ آیا ہے لٹا کر اپنا گھر پہلے

دی داد جب سخن کی نہ اہل کمال نے ‏ ‏ نہلا دیا مجھے عرق انفعال نے

جلوہ دکھا یا جب سخن خوش جمال نے ‏ ‏ برقع اٹھا دیا ہے عروس خیال نے

فکر سخن نے مجھکو سراپا کھلا دیا ‏ ‏ ناقص بنا دیا مجھے میرے کمال نے

پہونچین عروج پر مری نازک خیالیان ‏ ‏ بخشا ہے اوج یہ کسی علوی خیال نے

الجھن نہو وہ شعر ہین سلجھے ہوے مرے ‏ ‏ ٹوکا کبھی نہین کسی نازک خیال نے

ہم غمزدون کی او چمن آرا خبر نہین ‏ ‏ سینے مین گل کھلائے ہین غم کے نہال نے

تیور اسد کے رکھتی ہے وہ چشم خشمگین ‏ ‏ چتون کے ڈھنگ سیکھ لیے ہین غزال نے

ہنستے ہی کھیلتے کٹے دن اپنی زیست کے ‏ ‏ پائی نہ دل مین جا کبھی رنج و ملال نے

ڈھونڈھو نہین جام جم کو جو میکش نہین غرض
مجھکو نہال کر دیا جام سفال نے

مجھکو او بت وہ ادا صل علیٰ آتی ہے ‏ ‏ جسکے جلوے سے نظر شان خدا آتی ہے

باغ جنت سے جو عالم مین صبا آتی ہے ‏ ‏ میری تربت پہ بھی دو پھول چڑھا آتی ہے

شب کو یہ اور نئی سر پہ بلا آتی ہے ‏ ‏ نیند آتی ہے نہ فرقت مین قضا آتی ہے

کون کہتا ہے اسے مہر و وفا آتی ہے ‏ ‏ ظلم آتا ہے ستمگر کو جفا آتی ہے

جب کبھی گور غریبان سے ہوا آتی ہے ‏ ‏ خاکسارون کی ترے خاک اڑا آتی ہے

اب نہین مرتے نہین مرتے وہ ‏ ‏ تجھپہ جو مر چکے کب انکو قضا آتی ہے

مر چکا ہین تو بہت دن ہوئے مدت گذری ــ پوچھو تو کسکو یہان سے لینے قضا آتی ہے
دل کے لینے مین تو ممتاز ہو تم جانتے ہین ــ درد فرقت کی بھی کچھ تمکو دوا آتی ہے
ہے روان آٹھ پہر محمل لیلیٰ سے قدم ــ گوش اگر وا ہون تو آواز درا آتی ہے
جبسے اُس شوخ کا برسات مین چھوٹا ہی ساتھ ــ دم ہی گھٹ جاتا ہی جسوقت گھٹا آتی ہے
بیوفا کہنے پہ میرے وہ بگڑ کر بولے ــ وہ حسین کون سے ہین جنکو وفا آتی ہے
اُنسے دو پھول کی امید ہو کیونکر جنکو ــ ہاتھ اُٹھاتے مرے مرقد پہ حیا آتی ہے
مرکے بھی چھوٹنا مشکل ہے بہت عاشق سی ــ تیرے کوچے مین تو جنّت کی ہوا آتی ہے
مضطرب حد سے سوا ہون مین اثر ہو کیونکر ــ آہ بنجاتی ہے لب پر جو دعا آتی ہے
ہم گدا ہین ترے در کے تو غنی عالم کا ہے ــ عجز آتا ہے ہمین تجھکو غنا آتی ہے
شیوۂ فقر و فنا ہر کس و ناکس کا نہین ــ جیتے مرتے ہین جب بوے بقا آتی ہے
آتش عشق بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ ــ جتنا دل جلتا ہے اُتنی ہی جلا آتی ہے
رنگ خودبینی تو کھو صیقل دل کرتا ہے ــ صاف جبتک نہو آئینہ جلا آتی ہے
مُنہ پہ کہدیتا ہون آزاد منش اتنا ہون ــ پاس بھی میرے نہین بوے ریا آتی ہے
ضبط کا پاس یہان تک ہے کہ ابتک لب پر ــ نالہ آتا ہے نہ فریاد و بکا آتی ہے
ہوش کھو دیتے ہو ہر آن نئی شان سی تم ــ تمکو ہر ایک ادا ہوش رُبا آتی ہے
دل ترا کوہ ندا ہے تجھے کچھ ہوش بھی ہے ــ ہوش گم کر کے تو سن کیسی ندا آتی ہے
زردی رُخ اُڑی لیکر تن کاہیدہ کو ــ اسکو بھی کیا کشش کاہ رُبا آتی ہے
مُنکے بوسے کی طلب کہتے ہین مجھسے ہنسکر ــ مانگتے شرم بھی کچھ مرد خدا آتی ہے

دور مے میری لحد سے نہ اُٹھے اے مستو
قبر میکش سے یہ دن رات صدا آتی ہی

تم ہی عالم مین ہو کونین کی مکنت والے ــ پست ہین سامنے سب آپ کے رفعت والے
سیم و زر رکھتے ہین کب عشق کی دولت والے ــ ہین غنی سب سے ترے بار امانت والے
کیا سبب روتے ہین کیون میری عیادت والے ــ کیون اُٹھے جاتے ہین بالین سے حکمت والے

جاتے ہین سیدھے جہنم کو رعونت والے
ڈوبتے چاہِ ضلالت مین ہین غفلت والے

خلق مین یہی تو ہین شوکت و حشمت والے
کیون نہ مغرور رہون پھر حسن کی دولت والے

جان اک بات پہ دیدیتے ہین غیرت والے
بُرے ہوتے ہین مریجان محبت والے

راہ مین ڈھونڈھتے راحت رہی راحت والے
پہونچے وہ منزل مقصود کو ہمت والے

سات پردون مین بھی چھپ جاؤگی جاکر جو کہین
دیکھ ہی لین گے مگر چشم بصیرت والے

اور ہی باتون پہ دیدیتے ہین دل صاحب دل
ظاہری شکل پہ مرتے نہین سیرت والے

چاہنے والے ترے لاکھ ہون لیکن اوبت
ہمسے کم نکلین گے عالم مین محبت والے

دل کے مشتاق ہو تم لیجئے یہ چیز ہے کیا
جان دیدیتے ہین ایجان محبت والے

سجدے کس کسکو کرون پانوٴن پڑون کس کس کے
ہوگئے خلق مین لاکھون تری صورت والے

آیا ہون مین عدم آباد سے ہوکر مشتاق
مجھسے صورت نہ چھپا اونئی صورت والے

اندھا کرلیتے ہین خود زنگ حسد سے دل کو
صاف سینہ نہین رکھتے ہین کدورت والے

سوزش قلب نے پھونکے ہین جگر کے ٹکڑے
بے خطا سب جلگئے دوزخ مین تو جنت والے

نہین معلوم نظر آگیا کیا اُس بُت مین
سجدے کرنے لگے ظالم کو شریعت والے

حُسن اخلاق سے چُپ رہتے ہین لیکن ہربات
تاڑ جاتے ہین اُسی وقت فراست والے

ہمنے سرکاٹ کے جارکھا قدم پر اُسکے
رہگئے ہاتھ ہی ملتے ہوئے حسرت والے

مغفرت خود ہی محشر مین پکار اُٹھے گی
بھیجدو خلد مین جلتے ہین ندامت والے

چار دن کا ہے فقط سب یہ زرِ حسن و شباب
ہمسے آنکھین نہ بدل اونئی دولت والے

دفن جب عاشق بیکس ہوا مرقد پہ دہین
حسرتین بیٹھ گئین سب بنکے زیارت والے

جُزو کو دیکھتے ہی کُل پہ نظر کرتے ہین
معرفت رکھتے ہین ہر شی کی حقیقت والے

اپنے مین آپ ہی جل جلکے مرے جاتے ہین
زندگی خاک بسر کرتے ہین کلفت والے

جان کو جان نہ سمجھے رہے جانباز ہی ہم
اُنپہ مرمٹتے نہ یون ہوتے جو راحت والے

جتنی رسوائی ہو بہتر ہے نہین ڈرتے ہم
دل ہی کیون دیتے تمھین ہوتے جو غیرت والے

حق تھا منصور نے جو مُنہ سے کہا تھا واللہ
مفت دشمن ہوئے ناحق مین شریعت والے

آپ کے عشق مین ہوتا نہ جو یون حال تباہ
آنکھین دکھلاتے نہ مجھے چشم مروت والے

دل کو باطن مین تو رکھتے ہین سلامت لیکن
وضع بگڑی ہوئی رکھتے ہین ملامت والے

نقل کو اصل بنا کر وہ دکھا دیتے ہین
چھوڑتے کب ہین شریعت کو حقیقت والے

انسے چھوٹون تو کرون غیر کی بھی کچھ شکوے
میرے پہلو ہی مین رہتے ہین عداوت والے

نقش پا پورا زمین پر نہ جما وقت خرام
یہ نئی چال ہے اللہ رے نزاکت والے

مین تو مایوس ہون وہ بت نہ ملیگا مجھسے
تجھ مین سب قدرتین ہین اے مری قدرت والے

فضل حق سے وہ ملے علوی مضامین مجھکو
تکتے رہجائین جنھین طبع کی جودت والے

ہمکو ہو جام نہ صراحی سے غرض کیا میکش
یار کی مست نگا ہو نکے ہین ہم متوالے

دل مین اپنے الفت شبئیر و شبر لیجیے
آخرت کا ہم یہی توشہ بنا کر لیجیے

شیخ صاحب عصمت محراب و منبر لیجیے
ہم فقط اُس بت کی صورت دلمین رکھکر لیجیے

نامۂ اعمال جب سب پیش داور لیجیے
کشتگان خنجر تسلیم بھی سر لیجیے

عالم ہستی سے کیا ہم لوگ آکر لیجیے
لوث عصیان سے ملوث دامن تر لیجیے

وقت مردن گو نہ ہم کچھ رکھ کے سر پر لیجیے
ہان مگر اک شکل آنکھون مین چھپا کر لیجیے

جا ہے راہ کعبہ ہو جا ہے ہو راہ بتکدہ
جائینگے ہم اُسطرف جس سمت رہبر لیجیے

قتل کرنے کو ہمارے جب وہ راضی ہو گئی
لکھ کے اپنے ہاتھ سے ہم اپنا محضر لیجیے

گو ضعیف و ناتوان ہون سر کے بل چلنے لگون
بیخودی مجھکو اگر پھر سوے دلبر لیجیے

نزد کوثر حکم جب مستون کو رہنے کا ہوا
سب سے پہلے ہم اُٹھا کر اپنا بستر لیجیے

سنتے ہین اُسوقت آیا رحم اُس جلاد کو
جب مرے احباب لاشے کو اُٹھا کر لیجیے

تیرا آئینہ یہین رکھا رہا اور ہم وہان
دلکو آئینہ بنا کر اے سکندر لیجیے

آبرو رہجاے خوف سخت جانی ہے مجھے
قتل کو میرے وہ اک چھوٹا سا خنجر لیجیے

داغہاے جسم سے سینہ ہی اب رشک جنان
ہم یہان سے قبر مین جنت بنا کر لیجیے

تیری رحمت کے بھروسے پر ہین جو عالم سیہ
یا ندامت لے چلے یا دیدۂ تر لیجیے

خاتمہ بالخیر میکش کا ترے ہوتا ہے اب
دیکھ وہ حور و ملائک جام کوثر لیچلے

ہراک شے مین جلوہ نمائی ہے تیری
بتو مین بھی شان خدائی ہے تیری

یہ سب عہد پوشیدہ تھے پہلے تجھ مین
ہراک بند مین اب خدائی ہے تیری

عنایت کین ساتون صفات اپنی مجھکو
خدایا یہ سب کبریائی ہے تیری

نہ کیونکر خودی کو خدا سمجھین اب ہم
خودی ہی مین تو خود نمائی ہے تیری

چھٹی اسلیے ہمسے دولت جہان کی
کہ شاہی سے بہتر گدائی ہے تیری

کسی مست علوی نے میکش کو تیرے
شراب محبت پلائی ہے تیری ؎

اُسنے تو چٹکیون ہی مین اکثر اُڑا دئیے
احسان کیا جو عاشقون کے سر اُڑا دئیے

بیچین اتنا بھی تو نہ بن کچھ تو چین دے
کیون میرے ہوش اے دل مضطر اُڑا دئیے

پنبہ سمجھ کے ہمنے بھی حلاج کی طرح
عنصر ہی چارون جسم کے دُھنکر اُڑا دئیے

کیا لے اُڑی دماغ کو کھلتے ہی زلف یار
ڈبے تھے مشک کے کہ ہوا پر اُڑا دئیے

ٹکڑے دل و جگر کے اُڑائے ہین عشق نے
ہان یہ خبر نہین ہے مجھے کیونکر اُڑا دئیے

زندہ نہ آیا بچ کے مرا مرغ نامہ بر
ظالم نے نوچ نوچ کے سب پر اُڑا دئیے

اللہ رے شوق پہلے ہی اُنکے جواب سے
دیدیکے نامے ہمنے کبوتر اُڑا دئیے

ہمنے کتاب عقل کے لیتے ہی درس عشق
جتنے ورق تھے سارے ہوا پر اُڑا دئیے

دیکھا حواس رکھ کے اُسے ہمنے طور پر
جس صاعقہ نے ہوش پیمبر اُڑا دئیے

یہ کسکی برق حسن کی ضو تھی کہ پھونک کر
سرمہ بنا کے طور کے پتھر اُڑا دئیے

برباد گھر مرا ہوا اُنھین کچھ بھی غم نہین
ایسے گھروندے لاکھ ہوا پر اُڑا دئیے

تیرے خرام ناز نے او بے نیاز خلق ؎
لاکھون غبار مار کے ٹھوکر اُڑا دئیے

میکش خدا کے واسطے چھوڑو شراب کو
اِس میکشی مین سیکڑون نے گھر اُڑا دئیے

طالبِ مولا وہی ہین جو ہین خواہان یار کے
دوزخ و جنت نہ لین جُز دولتِ دیدار کے

شہر مین چرچے ہوئے ہین وہ جمالِ یار کے
کافر و دیندار سب ہین منتظر دیدار کے

مرنے سے ڈرتے نہین طالب جو ہین دیدار کے
گھر بنا لیتے ہین وہ پہلے ہی نیچے دار کے

ماخلق اللہ باطلو سمجھین تو باطل ہے کہان
جھگڑے اُٹھ جائین ابھی سب کافر و دیندار کے

بُت سے کیون سر پھوڑتا ہی برہمن خود کو دیکھ
نحن اقرب کہتا ہے نیچے کوئی زنّار کے

وہ برہمن ہون کہ جسکا بُت ہی ہمشکل خدا
اک خدائی ہی نہان نیچے مرے زنّار کے

حشر مین ایجان تجھکو منہ دکھانیکے لیے
ہمنے منہ پر زخم کھائے ہین تری تلوار کے

سایۂ قصرِ جنان اُنکو نہ خوش آئے کبھی
عمر گذری جنکی سائے مین تری دیوار کے

پر بریدہ آج ہم کنجِ قفس مین ہین تو کیا
آشیان ابتک شجر پر ہے کسی گلزار کے

جان و دل دینے پہ بھی نظرون مین وہ لاتا نہین
کسطرح سے اب جگہ پاؤن مین دلمین یار کے

تابشِ دوزخ سے ترسان ہون نہ تیرے دل جلے
لوٹینگے مثلِ سمندر چلکے اندر نار کے

لگ گئی آنکھون سے جو اسطرح ساونکی جھڑی
کھل گئے ہین کیا دہانے چشمِ دریابار کے

عاشقِ صورت نہین سیرت پہ جان دیتے ہین ہم
مرتے ہین باتون ہی پر مارے ہوئے گفتار کے

ہمکو پھر اب آزمالین جس طرح چاہین حضور
عذر جان دینے مین کیا نوکر ہی ہین سرکار کے

حج کعبہ کی تمنا ہوئے میکش کس طرح
گرد دن بھر پھرتے ہین ہم خانۂ خمار کے

پھیر لین مفلس سے منہ بندے بنین زردار کے
اہلِ دنیا عبد ہین سب درہم و دینار کے

کہدو اُنسے آئین بگڑی طور ہین بیمار کے
نسخے لکھتے ہین اطبا شربتِ دیدار کے

دل پھنسا قبضے مین جاکر اک بُتِ طرار کے
بیٹھ جاؤن گھر مین کیونکر اب ہین ہمت ہار کے

آئین کیونکر لب پہ نالے بلبلِ بیمار کے
بنگئے مہرِ خموشی آبلے منقار کے

منتظر بیٹھا ہون مین بھیجین وہ تیرِ ناز کو
دل دون پیکانکو جگر صدقے مین دون سوفار کے

ذوالفقارِ نظم مین کیونکر نہوئے کاٹ چھانٹ
دونون مصرعے شعر کے فقرے ہین اک تلوار کے

چھپ نہین سکتا کبھی کھوٹا کھرا درمِ سخن
صاف کھلجاتے ہین جوہر سامنے معیار کے

سخت جانی پر مجھے اپنی نہ کیونکر ناز ہو
دانت کھٹے کر دئے قاتل تری تلوار کے

کہد و قاتل سے کہ سنتا جائے انکی بھی ذرا
زخم کیا کہتے ہین مُنہ کھولے تری تلوار کے

چلتے چلتے پھر لگا ٹھوکر مجھے دے گالیان
صدقے اس رفتار کے قربان اس گفتار کے

خیمۂ گل لدچکا بادِ خزان چلنے لگی
کہد و بلبل سے کہ لوٹے بسترون پر خار کے

ہم مین ہی جس بو سے ہین ہم مست گر ہو یہ خبر
پھاڑلین پیٹ اپنے سب جنگلی ہرن تاتار کے

شکر ہے میکش کی بھی مٹی ٹھکانے لگ گئی
سائے مین تربت بنی میخانے کی دیوار کے

نہ بن مجنون خبر لے دلمین کیا ہی اور کیا دل ہی
تھی لیلی جسکا اک غمزہ یہ اُس لیلی کا محمل ہی

نہ کیونکر ناز ہو دل پر مرا وہ آئنہ دل ہے
وہ بُت اسکے مقابل ہی یہ اُس بت کے مقابل ہی

نہین ہم ہداہ اعما جو ہو کھٹکا ہمین کل کا
جسے دیدار کہتے ہین وہ ہمکو آج حاصل ہی

خبر بھی ہے کوئی رہتا ہی تیرے خانۂ تن مین
ہر اک دم آتا جاتا ہی مگر تو اُس سے غافل ہی

جسے کہتے ہین سب جان جہان دیکھا ہی ہمنے بھی
یہی ہین خال و خط اُسکے یہی شکل و شمائل ہی

تم آتے ہوئے دلمین مرے کیون شرم آتی ہی
خدا کا عرش سب کہتے ہین جسکو یہ وہ منزل ہی

کبھی اک عمر تک ہم بھی اُسی دریا مین پیرے ہین
کہ یہ سب بحر ہستی جسکا اک ادنے سا ساحل ہی

کبھی تو سیر کر گم ہو کے اُس گلزار معنی کی
جہان قمری کی کوکو ہے نہ آوازِ عنادل ہی

سمجھکر مے کا شیشہ لے لیا بارِ امانت کو
یہ میکش کسقدر غافل ہی دیکھو کتنا جاہل ہی

ہماری حالت دل گو مگو پھر پیش قاتل ہے
چھپا لینے کے لائق ہی نہ کہد ینے کے قابل ہی

یہین صدقے اپنے دل پر میرا خضر رہنما دل ہی
وہین لیجاتا ہی مجھکو جہان اُس بُت کی محفل ہی

وہ دل کے اُسطرف ہین ہم ادھر ہین بیچ مین دل ہی
ہمارے اور ہمارے یار کی یہ حد فاصل ہی

چمن مین گل کھلے ہین چار سو شورِ عنادل ہی
قفس مین بند ہین ہم اور پانؤن مین سلاسل ہی

جو پامال خرام ناز ہے میرا ہی وہ دل ہے
رہِ الفت مین سچ ہے یار مٹ جانا بھی مشکل ہی

دلِ روشن کو میری دیکھتے کیا ہین وہ لیجاتین
یہ آئینہ تو اُنکے سامنے رکھنے کے قابل ہی

دم کشتن نہین معلوم کیا کچھ کھل گیا ان پر ادھر قاتل پشیمان ہے اُدھر حیران بسمل ہی
ابھی گھبراتے ہو کیون حضرت دل راہ الفت مین ابھی تو دو قدم گھر سے چلے ہو دور منزل ہی
ہمارے نقش ہستی کا جما تھا جب کہین خاکا کہا تھا عشق نے یہ تو مٹا دینے کے قابل ہی
تمھارا عاشق گمنام گو ہے ہر طرح ناقص مگر اتنا کہے دیتے ہین مٹ جانے مین کامل ہی
جتا دیتے ہین وہ پہلے ہی خود تیر دو پیکانکو جگر سیدھی طرف پہلو مین ہی بائین طرف دل ہی
کوئی مرجاے یا مٹ جاے رحم آتا نہین تجھکو تری پہلو مین ظالم دل ہی یا پتھر ہے یا سل ہی

کسی کونے مین اسکو بھی پڑا رہنے دے اے ساقی
یہ میکش بھی شراب شوق کی کشتو مین شامل ہی

نہین چمکتی ہے یہ آن بان سے بجلی لڑا یا کرتی ہے آنکھین جہان سے بجلی
کوئی ہے اور علیحدہ جہان سے بجلی کہ جس سے چمکی ہے یہ آسمان سے بجلی
تمھارے دل جلے اک سوختہ رسن کیطرح اُتار لائین ابھی آسمان سے بجلی
کسیکی دید مین پتھراتی ہین جو یہ آنکھین تو پھر چمکتی ہی اک اور شان سے بجلی
وہ مرغ سوختہ قسمت ہون پھونکنی کو مرے نکل پڑیگی مرے آشیان سے بجلی
ہون برق عشق کا پھونکا کہین پناہ نہین چھپون مکانمین تو نکلے مکان سے بجلی
جو لامکان مین بھی ہو آشیان جلای ضرور یہ لاگ رکھتی ہی مجھ بے نشان سے بجلی
فلک کو سر پہ اُٹھائے نہ اسطرح پھرتی نہ فیض پاتی جو اُس آستان سے بجلی
ہے جسکی شان سنا برقہ وہ برق ہے اور یہ نکلی اور کسی آسمان سے بجلی

ہی میکدے مین بھی وہ صاعقہ زبان میکش
کہ کوند جاتی ہے جسکے بیان سے بجلی

فخر جہان سے ہے تو بھی تری بارگاہ بھی مثل گدا ہین در پہ ترے بادشاہ بھی
خود اپنے ہاتھ سے کرو ہمکو تباہ بھی یہ کیا غضب ہے کرنے نہ دو آہ آہ بھی
اُٹھوا رہے ہین بزم سے مجھکو جو یون حضور کوئی مرا قصور بھی کوئی گناہ بھی
کسنے کہا کہا ہے بُرا مین نے غیر کو لائین بلا کے وہ کوئی اس کا گواہ بھی

یاد بتان ہے اسمین کبھی کیفِ وجد وحال
دل میرا بتکدہ بھی ہے اور خانقاہ بھی

سجدے کئے بتون کو سمجھکر خدا کی شان
آنے دیا نہ دل مین کبھی اشتباہ بھی

عشقِ بُتان مین شیخ نے چھوڑی تو ہی نماز
غم ہے نہ بھول جاے کہین لا الٰہ بھی

نکلا ہے آج دُھوم سے دیوانہ آپ کا
لشکر جنون کے ساتھ ہین غم کی سپاہ بھی

زیرِ کفن لحد مین وہی ہے اُدھیڑ بُن
اللہ عشق سے کہین ہوگی پناہ بھی

حق پر تمھین ہو جاؤ بگڑتے ہو کس لئے
جھوٹا ہون مین بھی اور یہ میرے گواہ بھی

مجھکو تباہ کرتے ہو لیکن یہ سوچ لو
دیکھا نہ جائے گا مرا حال تباہ بھی

محشر مین موج زن جو ہوئی سیل مغفرت
مین بھی بہا چلا گیا میرے گناہ بھی

ہے ہے غضب کہ ہم گرین نظرون سے یار کی
غیرون کے ساتھ بڑھتی رہی رسم وراہ بھی

دوشِ بتان پہ ساقی ہی میکش کی تیری لاش
آتے ہین بولتے ہوئے بُت لا الٰہ بھی

کیا عاشقون کو مذہب و ملت سے کام ہے
اپنا نبی تو عشق علیہ السلام ہے

راہِ فنا مین کب طلب ننگ و نام ہے
مٹجانیوالون کو ترے مٹنے سی کام ہے

ہلوا دے آب تیغ برہنہ حسام ہے
ظالم خبر بھی ہے کہ کوئی تشنہ کام ہے

سجدے کرو بتون کو جو سمجھے ہو عین حق
ہان یہ تو سچ ہی غیر کو سجدہ حرام ہے

اُسکو جو قید مذہب و ملت نہین نہ ہو
جو راہِ عشق جانتا ہے وہ امام ہے

ہے کام بندگی سے تو کچھ پیش و پس نہ سوچ
وہ ہی جو مقتدی ہے وہی تو امام ہے

اُس بے نیاز سے کوئی کہدے یہ جاکے آج
مرجانیوالے کا ترے قصہ تمام ہے

کیا شہسوار روندے ہین رہوار نفس نے
اللہ بچاے اس سے عجب بدلگام ہے

وہ مین ہی ہون کہ جسکے لیے روک ٹوک ہے
غیرونکے واسطے تو وہان اذن عام ہے

کیونکر نہ مانین کہیے حسینون کی بات کو
انکا کلام ہمکو خدا کا کلام ہے

ہر دم کوئی حسین ہے ترے پاس جلوہ گر
دم کا شمار رکھیہی وصل دوام ہے

اسکو شراب پینے پہ کیونکر نہ ناز ہو
میکش بھی ایک پیرِ مغانکا غلام ہے

ہمتو نازان ہی تھے ہر ناز پہ مٹجانے کے
اُسنے بھی ڈھنگ نکالی نئے تڑپانے کے

ناصحا بھولون مزے کسطرح میخانے کے
دور پھرتے ہین مری آنکھون مین پیمانے کے

رہرو کعبہ کوئی ہین کوئی بت خانے کے
ہم کہین جانیکے قابل نہ کہین آنے کے

تو اگر چاہے تو ہوجاے بھلا باتون مین
آجکل ڈھنگ بُرے ہین ترے دیوانے کے

سوزش عشق کو جانے وہی جو عاشق ہو
کوئی پروانے سی پوچھے مزے جلجانے کے

دل لگی کی نئی صورت ہی نہین شکلون مین
مفت در پر نہین بیٹھا ہون مین بتخانے کے

روند کر لاشہ مرا پانون مین کہتا ہی وہ شوخ
ابتو ارمان مٹے دل سی ترے مٹجانے کے

تجھکو ملتا ہے تو آمل کوئی دم اور ہین ہم
وہان جاتی ہین جہان سی نہین پھر آنے کے

پوچھتے کیا ہو کہان رہتے ہو کیا مذہب ہی
ساکن میکدہ عابد ہین صنم خانے کے

بعد مردن نہ خبر لی کبھی اے طائر جان
ملگئے خاک مین تنکے ترے کاشانے کے

آتش شمع نے اک آن مین کہین خاک سیاہ
صنعتین کیا کیا پر ونپر نہ تھین پروانے کے

عُنصری آگ سے جلنے کے نہین یہ تنکے
برق کیون گرد ہوئی ہی مرے کاشانے کے

ذرہ عشق کے خواہان ہین ہر اک خاص و عام
جو غنی بھی ہین وہ محتاج ہین اس دانے کے

ختم ہو جلد الٰہی کہین یہ ماہ صیام
قفل ہین منہ پہ لگے شیشہ و پیمانے کے

رہتا ہے مجھکو حسینون کا تصور ہر دم
کھنچتے ہین نقشے مرے دلمین پریخانے کے

جائین کعبے کو بھلا کیسے تو کیونکر میکش
ہمکو فرصت ہی نہین طوف سے میخانے کے

عشق مین لخت جگر مجھسے جلائی تو سہی
یون بھرے گھر مین کوئی آگ لگائے تو سہی

غیر یون میری طرح جان لڑائے تو سہی
مین بھی دیکھون وہ ترے ناز اُٹھائے تو سہی

تمپہ مرتا ہون مین کیونکر نہو پھر غیر کا رشک
جان دیدون گا کوئی آنکھ ملائے تو سہی

اپنے یوسف پہ زلیخا بھی بہت نازان ہی
میرے یوسف کے مقابل بھلا لائے تو سہی

عشق کا آپ کے دعویٰ نہین ہمکو لیکن
اتنا بھی بنکے ذرا کوئی دکھائے تو سہی

خوف ہے دیکھئے کسطرح سے رخصت ہونگی
ہم بھی اس عالم ایجاد مین آئے تو سہی

یون کسی کو جو ہے دعوائے مسیحائی تو ہو
غم نہین جان کا جانباز بڑے ہوتے ہین
عبدیت مجھ مین کہان تک ہی کہان تک ہے خدا
لوگ کہتے ہین نہین کوئی کسیکا بنتا
ذوق وجدان نہ حاصل ہو کوئی بات ہے یہ
آگ دوزخ کی بجھا دیگا قدم اُس بت کا
جسطرح ہمنے تمھین خود مین چھپا رکھا ہے
یون تو سب کہتے ہین کیا رکھا ہے اُسمین لیکن
دیکھین پھر کسطرح دوزخ کی نہو آنچ حرام
کے بل ہمتو چلے جائین ابھی عذر ہے کیا

تیرے کشتونکو بھلا دیکھین جلائے تو سہی
سر جھکا دینگے کوئی ہاتھ اُٹھائے تو سہی
منقسم کرکے کوئی اسکو بتائے تو سہی
ہمتو بنجائین کوئی اپنا بنائے تو سہی
جیتی جی جان کوئی پہلے جلائے تو سہی
میرے اس دل کی لگی دیکھون بجھائے تو سہی
اسطرح اور کوئی غیر چھپائے تو سہی
اُنکی صورت کا کوئی ڈھونڈھکے لائے تو سہی
عشق مین پہلے کوئی دل کو جلائے تو سہی
اپنی محفل مین وہ عیار بلائے تو سہی

بے دئے جان نہین ٹلنے کے ہرگز مَیکش
میکدے سے کوئی اب ہمکو اُٹھائے تو سہی

جہان مین کیا کہین کیا کیا ہم ای نگار رہنے
ہزار طرح سے ہم اُنکے جان نثار رہنے
بتون سے کسطرح ای میرے کردگار رہنے
الٓہی ہمکو بنایا تھا نفس واحد سے
بشر وہی ہے کہ برداشت ہو ہر اک شی کی
نگاہ یار سے کوئی بچا نہ عالم مین
چڑھی ہے سر پہ زمانیکی ہوکے بے پردہ
تمھاری یاد مین رو کر وہ آبرو پائی
سمجھتا کیون نہین زاہد تو نحن اقرب کو
کھنچے ہین اسلئے نقشے تمھاری صورت پر
ہر ایک سر نظر آتا ہے صورت منصور

کبھی تو بنبہ بنے اور کبھی شرار رہنے
وہ بھول کر بھی نہ اکدن ہمارے یار رہنے
کہ یہ تو سر سے ہین پا تک ستم شعار رہنے
یہ کیا ہوا کہ یہ خود کسطرح سے چار رہنے
جہان مین چاہیے انسان کو بردبار رہنے
اُٹھائی آنکھ جدھر سیکڑون شکار رہنے
یہ دخت رز سے کہو کچھ تو پردہ دار رہنے
کہ ہلکے اشکون کی موتی گلے کا ہار رہنے
کہ وہ تو آٹھ پہر ہین گلے کا ہار رہنے
ہو تم تو ایک ہی تمسے اگر ہزار رہنے
الٓہی کیا تن خاکی بھی نخل دار رہنے

ہماری خاک نہ کیون سر چڑھے زمانے کے / تمہارے پانؤن مین بسکی جب غبار بنے
جہان مین سنبھلا ہون مین لاکھ ٹھوکرین کھاکر / مثل یہ سچ ہے کہ گر گر ہی سب سوار بنے
کھلا یہ عقدہ شراب فنا کے پینے سے / کہ جتنے مست ہوے اُتنے ہوشیار بنے
عتاب عین عنایت ہی غم نہین اُسکا / نظر مین آپ کی گو ہم ذلیل و خوار بنے
جلا ہون عشق کی آتش مین آرزو ہی مری / کہ بعد مرگ بھی مدفن درون نار بنے
جہان چھپوگے وہین سے نکال لاؤن گا / اُکھاڑ دونگا جو لوہے کا بھی حصار بنے
بنے وہ متقی جسکو طلب ہو جنّت کی / جو مغفرت کوئی چاہے گناہگار بنے

جو دم بھی نکلے تو بھٹّی پہ نکلے ای میکش
کہ میکدے کے مقابل ترا مزار بنے

تضمین بر غزل جلال لکھنوی

کٹ گئی فرقت کی شب اب کیون یہ رونا ہمسی ہے / بیخطا ہین ہم تو یہ کاہیکا شکوا ہمسے ہے
ہی خطا اُس شوخ کی پھر کیسا جھگڑا ہمسی ہی / دل کو ہر دم پرسش جرم تمنا ہمسے ہے
خون دلبر نے کیا ہے اور دعوی ہمسی ہی

حضرت عشق آپ کا اب نام زندہ ہمسی ہے / دھوم ہی گردون پہ اور عالم مین چرچا ہمسی ہے
سچ اگر پوچھو تو سب یہ شور و غوغا ہمسی ہے / نالون کا اظہار ہی الفت کا شہرا ہمسے ہے
آہین کہتی ہین تمہارا بول بالا ہمسے ہے

یہ غلط فہمی ہماری تھی کہ یہ اپنا ہے دل / سچ مثل ہی یہ کہ سب مطلب کے ہین کسکا ہی دل
ای تری قدرت کہ دو ہی دن مین کیا بدلا ہی دل / دل جو مین اُنسے طلب کرتا ہون خود کہتا ہی دل
کچھ بتاؤ تو تمھین کیا کام ایسا ہمسے ہے

ہی سراسر جھوٹ جو کچھ منہ سی وہ فرمائینگے / یہ بھی اک طرز ستم ہی ہم بھی جھیلے جائینگے
پہلی کب آئی تھے وہ جواب مرے گھر آئینگے / کہتے ہین ہم اور تیری آرزو بر لائینگے
وائے نادانی اگر اسکی تمنّا ہمسے ہے

مرغ بسمل کو تڑپنے دیتے ہین جلاد بھی
دل ہی دلمین اپنے کچھ کرلیتا ہی فریاد بھی
واہ رے انصاف کرتے ہو ستم ایجاد بھی
چٹکیان لینے کی دلسے مانگتے ہو داد بھی
پھر جو اُف کر بیٹھتا ہی اسکا شکوا ہمسے ہے

اک خدائی کو دغا دی دم مین وہ آتا تھا کیا
فتنہ گر چالاک اُڑتے جانور پہچانتا
میری ہی صورت سی میرا سارا عقدہ کھلگیا
مین ہوا خلوت طلب جب بہر عرض مدعا
ہنسکے بولے لکھ کے دو جو تمکو کہنا ہمسی ہی

شکر تو کرتا نہین آئے ہین دن تیرے بھلے
یہ بھی جانے کیا سبب تھا جو یہان وہ آگئی
عمر بھر ہوتے رہینگے ایسے قصے فیصلے
وصل مین ایدل نہ کر پیش اسکو آگے یار کی
پھر کبھی چُک جائیگا جو تجھسے جھگڑا ہمسے ہی

یاد آتا ہی مجھے یہ قول میکش کا جلال
ایکدن آخر پڑے ہی گا کبھی مرنا جلال
بچ کے خود نظرون مین اپنی ہو نہین کیا ہلکا جلال
موت اگر آتی شب فرقت تو بہتر تھا جلال
آج ہی اُسکو وفا کرتے جو وعدا ہمسے ہے

تضمین بر غزل شوق نیموی

اب مفت کی یہ باتین بنانا نہین اچھا
ہم جانتے ہین ہمسے بہانا نہین اچھا
کوچے مین پریزادونکے جانا نہین اچھا
دل شوق حسینون سے لگانا نہین اچھا
ہو جاؤ گے بدنام زمانا نہین اچھا

کب کہتا ہو نہین اسکو ذرا غور سے سُن لو
دن گذرے لڑکپن کے سمجھدار ہو سمجھو
غیرون کو مری جان نہ اب دل مین جگہ دو
ہم صاف کہے دیتے ہین مانو کہ نہ مانو
دل عاشق بیکس کا دُکھانا نہین اچھا

ہو تم شہر انگیز شرارت نہ مچاؤ
گھر آپ کا ہے عیش کرو چین اُڑاؤ
یون صاعقہ کی طرح سے اُٹھکر تو نہ جاؤ
رہتے ہو جو دل مین تو جگر کو نہ جلاؤ
ہمسایہ کے گھر آگ لگانا نہین اچھا

اس چرخ سے یہ کہدو کوئی اب بھی سنبھلجاے ۔۔۔ بس مُنہ نہ دکھائے مجھے اب آگے سے ٹلجاے
ہم صیف زبان ہین کہین صیفی نہ یہ چلجاے ۔۔۔ منہ سے نہ کہین آہ جہان سوز نکلجاے

جلتا ہو جو آپ اُسکو جلانا نہین اچھّا

کیون آنکھین بدلتے ہو کہو کیا تھی شکایت ۔۔۔ ہم ایسے نہین ہمسے نہین ہوگی شکایت
جان دینے پہ طیار ہین پھر کیسی شکایت ۔۔۔ دل کوئی چُرالے تو نہین اسکی شکایت

آنکھین مگر ایجان چُرانا نہین اچھا

یہ میری طرف سے کوئی اُس شوخ سی کہدے ۔۔۔ کیون رُخ کو چھپائے ہوئے ہو سامنے بیٹھے
محفل مین کہین تاڑ نہ لین تاڑنیوالے ۔۔۔ کھلجائینگے راز آپ کی اس شرم و حیا سی

مُنہ مجھسے سر بزم چھپانا نہین اچھا

گر کوئی مجاور کو مری قبر پہ بٹھلاے ۔۔۔ ہین کشتہ کسی شعلۂ رُخ کا ہون یہ سمجھا ی
کہدے یہ اُسے شمع جلانے جو کوئی آے ۔۔۔ دیکھو نہ کہین دل کی لگی اور بھڑک جاے

بالین لحد شمع جلانا نہین اچھا

مختار ہو ہر ایک سے تم دل کو لگاؤ ۔۔۔ ہر ایک طرح یار رہ و رسم بڑھاؤ
دم دیکے ہمین جھوٹی تو باتین نہ بناؤ ۔۔۔ ہم خوب سمجھتے ہین جہان جاتے ہو جاؤ

ہر روز مگر راہ بتانا نہین اچھا

یون گھر سے نہ نکلا کرو بن ٹھنکے ہر اک آن ۔۔۔ ہین لاکھون نظر باز اسی کوچے مین انسان
تکتے ہین کھڑے راہ بہت دیدۂ حیران ۔۔۔ پڑجاؤگے جھگڑے مین کہی دیتے ہین ایجان

ہر ایک کی آنکھون مین سمانا نہین اچھا

اے حضرت دل گر وہ کبھی میری یہان آئین ۔۔۔ کچھ میری سفارش کے لیے آپ نہ فرمائین
کمسن ہین وہ ایسا نہوان باتو نسے گھبرائین ۔۔۔ نازک ہین عجب کیا کہ وہ دل تھام کے رہجائین

حال شب غم اُنکو سُنانا نہین اچھا

مرنے پہ بھی میکش کے نہین اُٹھے ہین وہ ہاتھ ۔۔۔ کیا خوب بہانہ ہے کہ ہاتھ آئے ہین وہ ہاتھ
کس ناز سے ہاتھو مین لئے بیٹھے ہین وہ ہاتھ ۔۔۔ دامن کبھی جھلتے ہین کبھی ملتے ہین وہ ہاتھ

اے شوق ابھی ہوش مین آنا نہین اچھا

تضمین بر غزل داغ دہلوی

عدو کی گلی سے نکلتے ہوئے
جو آئے ادھر کو ٹہلتے ہوئے
قیامت کی چالین بدلتے ہوئے
وہ دل سے لپکے چپکے سے چلتے ہوئے
یہان رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے

کہونگا خدارا مرے گھر چلو
اُنھین روک ہی لونگا جو ہو سو ہو
لو بس اب تو یہ حجتین چھوڑ دو
الٰہی وہ نکلے تو ہین سیر کو
نکلے آئین مجھ تک ٹہلتے ہوئے

یہ بیجا ہے سارا غرور آپ کا
ستم اتنا بھی تو نہین ہے روا
کسیکا بھی حُسن دو روزہ رہا
نہ اترائیے دیر لگتی ہے کیا
زمانے کو کروٹ بدلتے ہوئے

نہ غم کھا ہوا گرچہ برنا سے پیر
نہ اتنا ہو مایوس سینہ نہ چیر
ترے حضرتِ عشق ہین دستگیر
محبت مین ناکامیون سے اخیر
بہت کام دیکھے نکلتے ہوئے

بس اب وقت ہے اب نہ چالین چلو
کرو تم نہ تکلیف بیٹھے رہو
مزا تو دکھا دون ذرا غیر کو
گلا کاٹ لون مین ہی خنجر تو دو
تمھین دیر ہوگی سنبھلتے ہوئے

قیامت ہے خود وہ جو تشریف لائے
غضب کی نظر ہے خدا ہی بچائے
کہین اور کچھ بات اب بڑھ نہ جائے
مرے جذب دل پر نہ الزام آئے
وہ آتے ہین آنکھین بدلتے ہوئے

غلط ہے یہ سب قول قاصد ترا
یونہین مانین دل تو نہین مانتا
کبھی آیا بھی وہ یہان بے وفا
کرین وعدے پر وعدے وہ ہمکو کیا

یہ چٹکلے یہ فقرے ہین سے چلتے ہوئے

رہے جاگتے ہی کے خوگر نہ سوئے — بچھا کر لحد مین بھی بستر نہ سوئے
غرض پھنک گیا صور محشر نہ سوئے — عدم مین بھی ہم نیند بھر کر نہ سوئے

گئے حشر مین آنکھین ملتے ہوئے

کہا اُسنے میکش سے کھولو تو ہاتھ — یہ جو ساتھ ہے اسکا چھوڑو تو ہاتھ
ادھر آؤ اُٹھو بڑھاؤ تو ہاتھ — ذرا داغ کے دل پہ رکھو تو ہاتھ

بہت تمنے دیکھے ہین جلتے ہوئے

متفرقات

غزل در مدح تاج الاولیا حضرت نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز

ہے میرے قلب مین الفت نظام الدین چشتی کی — ملی مجکو یہی دولت نظام الدین چشتی کی
ہزارون فیض اقدس سے ہوئے ہین عارف کامل — جہا نمین کیون نہو شہرت نظام الدین چشتی کی
ملی جسکو غنی وہ ہو گیا سارے زمانے سے — عجب ہے فقر کی نعمت نظام الدین چشتی کی
اگرچہ لاکھون خادم ہین مگر اک ہے لاثانی — ہے کثرت مین یہی وحدت نظام الدین چشتی کی
ہوا پار اُسکا بیڑا اور سیدھی راہ چل نکلا — جسے ہاتھ آگئی ملت نظام الدین چشتی کی
گناہون کا ہو کیا غم جب وہ محبوب الٰہی ہون — ہمین کافی ہے اک رحمت نظام الدین چشتی کی

جلائے اپنے دلکو خوب میکش عشق حضرت مین
وہان کام آئیگی الفت نظام الدین چشتی کی

جو کچھ تھا میرا مقصد خواجۂ اجمیر کو سونپا — معین دین احمد خواجۂ اجمیر کو سونپا
یہ رخت جان و دل میرا نہین گرچہ امانت ہے — امیر ملک سرمد خواجۂ اجمیر کو سونپا
ملا ہے مجکو جو کچھ رنگ گلزار محبت سے — گل باغ محمد خواجۂ اجمیر کو سونپا
مین تھا آوارۂ وادی غفلت پیر نے میرے — مجھے کر کے مقید خواجۂ اجمیر کو سونپا
وہ ہین سلطان ہند اور مین بھی ہون اک بردۂ ہندی — تن خاک مہند خواجۂ اجمیر کو سونپا

مجھے جو کچھ ملا ہے خاندان چشت اقدس سے
اُنھین کے جدّا مجد خواجۂ اجمیر کو سونپا

وہ اب مختار ہین وہ جانین مسکیش کے مقدر کو
جو کچھ ہو نیک یا بد خواجۂ اجمیر کو سونپا

پیا ہے جسنے پیمانہ علاء الدین صابر کا
ہوا وہ دل سے دیوانہ علاء الدین صابر کا

چلو اے عاشقانِ حق شرابِ عشق پینے کو
کھُلا ہے آج میخانہ علاء الدین صابر کا

ہزارون مستعد ہین در پہ اُسکے جان دینے کو
غضب ہی طرز جانانہ علاء الدین صابر کا

چلو اے حور غلمان چھوڑکر جنّت کو کلیر مین
دکھلاؤن جلوہ خانہ علاء الدین صابر کا

عیان لُٹتے ہین سب لال و جواہر گنج مخفی کے
ہے وہ دربار شاہانہ علاء الدین صابر کا

شرابِ معرفت سے مست ہون کس درجہ اے مسکیش
مجھے کہتے ہین مستانہ علاء الدین صابر کا

واقف سرِ نبی مخدوم صابر کلیری ہ
شان مولا و علی مخدوم صابر کلیری

سر کو تیرے آستان پر کر دیا جسنے نثار
کھل گئے رازِ خفی مخدوم صابر کلیری

جو گیا در پر ترے خالی نہین آتا کوئی
ملتی ہے نعمت بڑی مخدوم صابر کلیری

آپ کے روے منوّر کی تجلّی دیکھکر
غش ہین سب جن و پری مخدوم صابر کلیری

جسنے آنکھو مین لگائی تیری خاکِ آستان
آنکھ اُسکی کھل گئی مخدوم صابر کلیری

ہووے کیا خوفِ گنہ اُسکا تو بیڑا پار ہے
جسپہ رحمت ہو تری مخدوم صابر کلیری

روح میری باغ جنت مین نہ جائیگی کبھی
چھوڑکر تربت تری مخدوم صابر کلیری

کیون نہو مسکیش کو مستی جب ازل مین پی چکا
وہ مئے الفت تری مخدوم صابر کلیری

سلام

سلامی اشک غم پیہم مری آنکھون سے ڈھلتے ہین
صدف سے بس یہی موتی لڑی بنکر نکلتے ہین

مضامین خود بخود کیا نور کی سانچے مین ڈھلتے ہین
نکلتے ہین جو شعر اپنے پری بنکر نکلتے ہین

چھپا رکھون نہ کیون داغ غم شبیر سینے مین
یہ وہ درہم ہین جو بازار مین محشر کے چلتے ہین

بہا ہو کربلا مین جس جگہ خون امامِ دین
ملائک جن وانس اُس خاک کو آنکھون سے ملتے ہین

اُٹھائی پیاس کی تکلیف گوشہ گر رفیقون نے
وہان پہونچے جہان کوثر کے فوارے اُچھلتے ہین

نہ آیا شامیون کو رحم کچھ عابد کی حالت پر
غضب ہے ناتوان ایسے کہین بیدل بھی چلتے ہین

ہے جنکے دل مین بوئے حُبِّ اہلبیتِ اطہر کی
وہی باغ جنان مین پھولتے ہین اور پھلتے ہین

بہین گے خلد مین چلکر وہان میکش مئے اطہر
غلامانِ علیؑ کے جس جگہ پر دور چلتے ہین

سہرا

مطلع نور خدا ہے ترے سر کا سہرا
کیون نہو تجھ پہ فدا شمس و قمر کا سہرا

کیون نہ مہتاب کے چہرے پہ ہوائی چھوٹے
چاند سے مُنہ پہ بندھا ہے ترے زر کا سہرا

موتی برساتا ہے یہ کرتا ہے وہ پھول نثار
اک گہر کا ہے تو اک ہے گل تر کا سہرا

تیری شادی کی خبر سُنتے ہی حُوران بہشت
باغ فردوس سے لائین گل تر کا سہرا

تجھ مین وہ جوہر ذاتی ہین ترے سر پہ سے
صدقے کرڈالون ابھی لعل و گہر کا سہرا

دیکھ لیتے ہین تماشائے رُخ نوشہ کو
آکے جسوقت صبا دیتی ہے سر کا سہرا

اسکی لڑیون مین لڑی ہین جو نگاہین اگر
کچھ ہے مقیش کا کچھ تار نظر کا سہرا

روئے نوشہ سے نہ کیون صبح سعادت ہو عیان
ہے شعاع رُخ خورشید سحر کا سہرا

لمعۂ حسن کا مقنعہ ہے ترے عارض پر
ہے شعاع رُخ انور ترے سر کا سہرا

تجھکو امداد علیؑ کی رہے قربان علی
سر پہ تا حشر رہے ظلِّ پدر کا سہرا

لخت دل اسکے مضامین پہ نہ کیونکر ہون نثار
ہے یہ میکش مرے منظور نظر کا سہرا

در مدح حضرت میرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زیبا ہے جو کرو تم اب ناز میرزائی
ہین آپ کی ادا مین انداز میرزائی

ہر سوز مین اب اُسکے لاکھون ہین ساز پیدا
اک دم کو ہو گیا جو دمساز میرزائی

میرے ہی دوست مجھکو خود آکے مار ڈالیں ‏ — مُنہ سے اگر کہوں میں کچھ راز میرزائی
مُردہ دلوں کو زندہ باتوں ہی میں بنایا ‏ — ادنی سا ایک تھا یہ اعجاز میرزائی
کرجاتے زندگی کو اک بات پر تصدق ‏ — سُنتے جو خضر آکر آواز میرزائی
اب بھی میں سُن رہا ہوں داؤد کے ترانے ‏ — کانوں میں بھر رہی ہے آواز میرزائی
باطن میں کبریائی تھی سر سے پا تک اُنکے ‏ — ظاہر میں جلوہ گر تھے انداز میرزائی
وقت وصال آنکھیں اک سمت لڑ رہی تھیں ‏ — پیش نظر تھا کوئی با ناز میرزائی
اُنگلی اُٹھا کے خود بھی کرتے تھے یہ اشارہ ‏ — وہ لینے آئے دیکھا اعزاز میرزائی
سامان عیش دُنیا اکدن نظر نہ آیا ‏ — جز فقر کے نہ دیکھا کچھ ساز میرزائی

جسنے پلائی میکش تجھکو مے مصفا
اُسکے بھی کچھ بیان کر انداز میرزائی

تو عبد حق نما ہے ہے تجھسے حق نمائی ‏ — ظاہر میں بندگی ہے باطن میں کبریائی
ظاہر نہ کیوں ہوں تجھسے اخلاق مصطفائی ‏ — اک جا بہم ہوئی ہے جب بندگی خدائی
بوئے علیؑ ہے تجھ میں خوئے نبیؐ ہے تجھ میں ‏ — تو فخر چشتیاں ہے اللہ رے رسائی
تو وہ ہے پاک باطن جیسے کہ تھے ابو ذرؓ ‏ — پنہاں ہوئی ہے تیری رندی میں پارسائی
وہ بحر یہ دو عالم ڈوبے ہوئے ہیں جسمیں ‏ — حاصل ہے اُسکی تجھکو گھر بیٹھے آشنائی
میری نظر سے دیکھے اللہ جو تجھکو آکر ‏ — واللہ صدقے کردے صورت پہ سب خدائی
یہ توڑ جوڑ تیرے اللہ رے تیری حکمت ‏ — خود ہی شکستہ کرکے دیتا ہے مومیائی
شان بقا ہے تجھ میں سب کچھ چھپا ہے تجھ میں ‏ — مولائی و خدائی میری و میرزائی
علوی نفس وہی ہیں کچھ حد سے بڑھ گئے ہیں ‏ — حاصل ہوئی ہے جنکو اس در کی جبہ سائی
میری خبر لو مولا کوئی نہیں ہے میرا ‏ — اس نفس دوں کی مجھپر ہے اندنوں چڑھائی

میکش کی یہ دعا ہے جبتک زمین سما ہے
ہو اتباع مجھسے اور تمسے رہنمائی

واقف سر خدا ہے میرزا سردار بیگ ‏ — اک جہان کا رہنما ہے میرزا سردار بیگ

رازدار انبیا ہے میرزا سردار بیگ
فخر جمع اولیا ہے میرزا سردار بیگ

مشعل گنج خفا ہے میرزا سردار بیگ
وصل رب العلا ہے میرزا سردار بیگ

وارث فقر و فنا ہے میرزا سردار بیگ
جانشین مرتضیٰ ہے میرزا سردار بیگ

شیشۂ دل کی صفا ہے میرزا سردار بیگ
میری آنکھونکی ضیا ہے میرزا سردار بیگ

پیر کا ہی پیر میرے اور اب مین کیا کہون
پیشوا کا پیشوا ہے میرزا سردار بیگ

جو رہ حق مین فنا ہوتا ہی وہ مرتا نہین
دیکھ لو اب بھی بقا ہے میرزا سردار بیگ

خلق کو جو کچھ بھی کہے اُسکو نہین چھوڑینگے ہم
ہمکو جو سکھلا گیا ہے میرزا سردار بیگ

دل تو کچھ کہتا ہے میرا مُنہ سے کہہ سکتا نہین
کیا کہون مین تم سے کیا ہے میرزا سردار بیگ

اب قیامت تک نہین مرتے کبھی اُسکے غلام
قلزم ذات صفا ہے میرزا سردار بیگ

شاہ رحمت کی نہ کیون ہو اب بھی مرقد سے عیان
خو گر خیر الورا ہے میرزا سردار بیگ

کیا کرون مجبور ہون مُنہ سے کہا جاتا نہین
کان مین جو کہہ گیا ہے میرزا سردار بیگ

دیکھنا ہو میرزا کو دیکھو آقا کو مرے
یہ وہی سرتاپا ہے میرزا سردار بیگ

حُب علوی ہی کا صدقہ تھا وہ میکش یاد رکھ
تجھسے جو کچھ کہہ گیا ہی میرزا سردار بیگ

سلام

اے سلامی گریۂ غم سے یہ سامان بنگیا
اشک خون آنکھون ہی مین لعل بدخشان بنگیا

روضۂ شبیرؑ اور گنج شہیدان بنگیا
اب تو دشت کربلا بھی باغ رضوان بنگیا

نار سے نوری بنا حُر کفر سے لے راہ حق
خلد مین مشکل کشا کا جا کے مہمان بنگیا

حرملہ کا صورت الماس تھا پیکان تیر
حضرت اصغر کی خون سے مثل مرجان بنگیا

بوے باغ پنجتن آتی ہے میری نظم سے
جب سے شاہ کربلا کا مین ثناخوان بنگیا

یا علیؑ کہکر جو کھینچا شاہ نے شمشیر کو
غیظ سے مہر درخشان روے تابان بنگیا

ہو گیا کیونکر گوارا ہاے قتل اہل بیت
پارہ پارہ ظالمون ایک ایک قرآن بنگیا

ہو ترقی پہ نہ کیونکر دلمین حُب شاہ دین
نور روح پاک میرا نور ایمان بنگیا

ایسی اُمّت تھی نبی کا بھی نہ کچھ آیا خیال
سنگدل شہ کے لیے اک اک مسلمان بنگیا

وہ کیا میدان مین تیغ اکبر و قاسم نے کام
دست و سر دھڑ سے گرا جو گوے چوگان بنگیا

مضطرب ہو کر کہا زینب نے یا مشکل کشا
سارا کنبا آپ کا محبوسِ زندان بنگیا

اسقدر گریان رہی ہی چشم زین العابدین
جسکی طغیانی سی یہان ایک طوفان بنگیا

باعث بخشش ہین دو آنسو وہان اُسکی لیے
غم مین شہ کے جو یہان اک دم کو گریان بنگیا

غازیون نے پائی جان دیگر حیات دائمی
اُنکے حق مین آب آہن آبِ حیوان بنگیا

پہلی چوپایون سے بدتر تھا یہ میکش خلق مین
بادۂ علوی کے اِک ساغر سی انسان بنگیا

میرے ہادی میری مولا حضرت سردار بیگ
میرے رہبر میرے آقا حضرت سردار بیگ

دونون عالم مین ٹھکانا کچھ نہین رکھتا ہون مین
چھوڑون کیونکر در تمھارا حضرت سردار بیگ

جسکو آنکھین دی ہون حق نی دیکھ لی در پر ترے
فیض کا جاری ہی دریا حضرت سردار بیگ

مصطفےٰ و مرتضےٰ کی خلق جو سُنتے تھے ہم
تمسے تھے سب آشکارا حضرت سردار بیگ

دیکھا ہے اُسنے خدا کو عالمِ ناسوت مین
جسنے آکر تمکو دیکھا حضرت سردار بیگ

کھلگئے میکش پہ جسکے نشئے مین چودہ طبق
تونے وہ ساغر پلایا حضرت سردار بیگ

جب اُٹھایا ہاتھ مین کشکول تیرے نام کا
بے مشقت ملگیا خود رزق صبح و شام کا

دل اگر پھنستا نہ اُسکی زلف پیچان دیکھکر
مین کبھی قایل نہوتا گیسوؤنکے دام کا

بول بالا ہو گیا اُس دن سی اے بالا نشین
ملگیا جس روز سے زینہ تمھارے بام کا

نام کو یون تو بہت دل ہین مگر بیکار ہین
تم ہو جس دل مین وہی اک دل ہی صاحب کام کا

بعد مردن بھی نہین ہی خواب راحت کی ہوس
چاہنے والا ترا خواہان نہین آرام کا

صلح کل مشرب ہی جسکا یاد رکھ اُسکو کبھی
کفر سے نفرت نہین طالب نہین اسلام کا

کہدو جانبازون سے جائین سر کٹانے کے لئے
کام لینگے ابروؤنسے آج وہ صمصام کا

فضل مولا دخت رز کی خیر ہو پیر مغان
جام میکش کو ملے صہباے لالہ فام کا

آہی کس کے آنے کی گھڑی ہے
جو میری سانس سینے مین اڑی ہے

تھمے کس طرح اپنا ابر گریہ
یہی تو عین ساون کی جھڑی ہے

سنبھل کر چل رہِ الفت مین ای دل
کہے دیتا ہون یہ منزل کڑی ہے

وہ کہتے ہین ذرا سُو لُون شبِ وصل
ابھی تو رات سب باقی پڑی ہے

سوالِ وصل پر میکش سے بولے
ارے کمبخت کیا جلدی پڑی ہے

کچھ بھی کر دیتے ہین جسپر ترے جادو گیسو
مرہی جاتا ہے وہ کہتا ہوا گیسو گیسو

خواب مین کالی بلا بنکے ڈراتی ہین مجھے
سونے دیتے ہی نہین اب کسی پہلو گیسو

کسطرح طائرِ دل اپنے بچائین عشاق
دام پھیلائے ہوئے بیٹھے ہین ہر سو گیسو

جتنا ہم جھکتے ہین وہ سر پہ چڑھے جاتی ہین
پا گئے دل پہ عجب طرح کا قابو گیسو

قبر مین سوتے نہین کشتۂ گیسو تیرے
چونک کر زیرِ کفن سے کہتے ہین گیسو گیسو

دیکھنے بھی نہین دیتے ہو ذرا میکش کو
کس مرض کی ہین پھر اب اور یہ دارو گیسو

گلے مین ڈالی پھرتا ہی وہ بت زنجیر سونے کی
خدا کی شان یہ رتبہ ہو یہ تقدیر سونے کی

نظر آتی ہین جنکو سنگ ریزے لُو لُو و مرجان
نہین ہوتی ہی اُنکی آنکھ مین توقیر سونے کی

سپاہی واسطے زر کی کٹاتی یون نہ سر لاکھون
طمع ہوتی اگر دل مین نہ دامنگیر سونے کی

اسیری مین بھی اپنا سلسلہ ملتا ہی اب اُنسے
ملی لوہے کی مجھکو اور اُنھین زنجیر سونے کی

مزا ہوتا جو شب کو وہ طلائی رنگ آجاتا
کسی ڈھب سے نکل آتی نہین تدبیر سونے کی

سُنہرا رنگ اُسکا مثل کُندن کے دمکتا ہی
بجا ہی گر کہون اُس بت کو مین تصویر سونے کی

چلی ہی تیغ ابرو اُس طلائی رنگ کی مجھ پر
تماشا ہے کہ زخمی کر گئی شمشیر سونے کی

نہین آتی ہی اپنے دلمین حبِ زر کبھی میکش
یہ وہ آئینہ ہے جسپر نہین تحریر سونے کی

دیکھے نہین ہمنے کبھی اس شان کے موتی
جیسے ہین مرجان ترے کان کے موتی

ہے گوہر نایاب ہر اک اشک کا قطرہ — نکلے صدف چشم سے کس شان کے موتی
ہم آنکھ سے برسائین گے رو کر گہر اشک — دکھلاؤ گے غیرون کو اگر کان کے موتی
پڑھتے ہین سخندان مرے اشعار گہر بار — بکھرے ہین جہان مین مری دیوان کے موتی

دندان کی نہو قدر مجھے کسطرح میکش
ہین دانت دہن مین ہر اک انسان کی موتی

کچھ بڑی بات ہے کیا آج کا دن آجکی رات — اور رہجاؤ بھلا آج کا دن آجکی رات
پھر تو ہر روز چلے آئین گے انشاءاللہ — وہ ٹھہر جائین ذرا آج کا دن آجکی رات
کل تک اُس شوخ کو ہم جانے نہین دینے کے — خوب لوٹین گے مزا آج کا دن آجکی رات
آج دن رات کی مہمان ہین وہ میری گھر مین — ہے عجب عیش فزا آج کا دن آجکی رات
سن چکا ہون نہین آئیگا وہ ظالم کل تک — ہے قیامت سے بُرا آج کا دن آجکی رات
شاید آجائین خبر پہونچی ہو اُنکو اِی موت — اور رہنے دے پڑا آج کا دن آجکی رات

کل تو میکش کے جنازے پہ وہ آئینگے ضرور
اور رہنے دو خفا آج کا دن آجکی رات

لب یہ ہے تیرے طرحدار دھڑی مسّی کی — بنگئی کالی گھٹا یار دھڑی مسّی کی
ہم اُدھر بیٹھے ہوئے پھوڑین دھڑا دھڑ سر کو — تم جماؤ پس دیوار دھڑی مسّی کی
تختے سوسن کے نہ کسطرح سے ہون اپنے نثار — رنگ پان سے ہوئی گلزار دھڑی مسّی کی
مجھکو اُس مجلس حیران نے کیا کیا حیران — خلق کو کر گئی بیکار دھڑی مسّی کی

دیکھ میکش نہ بلا ہو کوئی نازل سر پر
پھر جمی ہے وہ دُھوان دھار دھڑی مسّی کی

یون نہ دکھلاؤ ہمین ہر بار چھلّے ہاتھ کے — چھلکے دل لیجائینگے سرکار چھلّے ہاتھ کے
انگلیان اُٹھین گی چھلّے غیر کے پہنو گے جب — گل کھلائینگے سر بازار چھلّے ہاتھ کے
پھر دوبارہ زیست کیصورت ہو کچھ انکے لیے — دیکھ پائین گر ترے بیمار چھلّے ہاتھ کے
دیکھو سنبھلو غیر کو چھلا نشانی کا نہ دو — ایسے نبنا ہین بہت دشوار چھلّے ہاتھ کے

تیرے چھلّے نور کے چھلّے ہین ای رشک پری ... کیا گڑھیگا ایسے سوہن کار چھلّے ہاتھ کے
تم نہین ملتے تو چھلّون ہی کو دکھلا دو ہمین ... بھیجدو بہر خدا دو چار چھلّے ہاتھ کے

اُنگلیان خالی نظر آتی ہین اُس گلفام کی
لے اُڑا میکش کوئی مکّار چھلّے ہاتھ کے

اور ہی کچھ گل کھلائیگا یہ لاکھا پان کا ... خون لاکھون کے بہائیگا یہ لاکھا پان کا
لب کی سرخی سے ہوا دونا بھبوکا روی یار ... جانے اب کیا رنگ لائیگا یہ لاکھا پان کا
ایسی سرخی تو کہین یاقوت و مرجان مین نہین ... لعل کی قیمت گھٹائیگا یہ لاکھا پان کا
دیکھنے آئیگی اک مخلوق صورت کو تری ... خلق کو حیران بنائیگا یہ لاکھا پان کا
خون ناحق ہو گیا ہے خود بخود اسکو حلال ... قتل کا بیڑا اُٹھائیگا یہ لاکھا پان کا

بارہا میکش لب پان خوردہ کو اُسکے نہ دیکھ
آگ سینے مین لگائیگا یہ لاکھا پان کا

دین و ایمان کو تو پہلے ہی تھے رو بیٹھے ہم ... باقی اک دل تھا سو اب اُسکو بھی کھو بیٹھے ہم
کیا ستائیگا کوئی ہمکو ستانے والا ... زیست سے ہاتھ بہت دن ہوئی دھو بیٹھے ہم

اشعار

دل بتون نے لیا ایمان رہے یا نرہے ... تن ہی تقا بو سے گیا جان رہے یا نرہے
خوب پہچان لو عاشق کو یہان حشر کے دن ... بھیڑ مین پھر تمھین پہچان رہے یا نرہے
اب کہانتک درد الفت آپکا اخفا کرون ... ایک دل صدمی ہزار دن مین ہون تنہا کیا کرون
کرینگے عرض یہ چلکر جناب باری مین ... کٹی ہے عمر سب اپنی گنہگاری مین
فرقت کی شب نہ پوچھ کہ کیونکر بسر ہوئی ... مر مر کے لاکھ بار جیے تب سحر ہوئی
تڑپا کئے ہم اُنکو نہ مطلق خبر ہوئی ... جو آہ لب پہ آئی وہی بے اثر ہوئی
کیون بیٹھے بیٹھے یار کے تیور بدل گئے ... آمادہ کس کے قتل پہ اُسکی نظر ہوئی
لون نہ حور خلد خوبان دکن کو چھوڑ کر ... باغ جنّت مین نہ جاؤن اس چمن کو چھوڑ کر
نجد مین اسلیے تکتا تھا ہر اک سو مجنون ... کوئی یہ بول اُٹھے دیکھ وہ محمل آیا
ہے خوشنما تمھارا وہ صندلی دوپٹّا ... دکھلا دو پھر خدارا وہ صندلی دوپٹّا

اس درد سر سے اپنے پاؤن نجات کچھ مین ۔ دیکھون جو پھر دوبارہ وہ صندلی دوپٹا
رنگت بھی صندلی ہے اُس شوخ پرفتن کی ۔ پھر اُسپہ ہے پیارا وہ صندلی دوپٹا

آج وہ مجھسے بگڑ کر جو چلے ۔ ہوگیا حشر بپا باتون مین

تیری کمر کے دیکھنے والی ہی اور ہین ۔ گم ہوکے دیکھ لیتے ہین اہل نظر کمر
سُنتے ہین ہم وہ تیغ نہ رکھین گے ہاتھ سے ۔ جب تک لہو نہوگا زمین پر کمر کمر
ہر بار یون نہ عاشق مسکین کا دل دُکھا ۔ کیون باندھی ظلم پر ارے بیداد گر کمر
میکش کدھر کا عزم ہے کچھ خیر تو ہے آج ۔ نکلے ہو میکدے سے جواب باندھ کر کمر

رباعی

درد فرقت مین جانگساری کب تک ۔ یہ کرب و الم یہ اضطراری کب تک
جان تن سے نکلکے رُک گئی آنکھونمین ۔ معبود مرے یہ انتظاری کب تک

قطعہ

ندا یہ حشر مین آئی کہان ہے وہ میکش ۔ جسے اک عمر سے تھا دعوای گنہگاری
بلاؤ سامنے کہدو کہ دیکھے آنکھون سے ۔ گنہ زیادہ ہین اُسکے کہ رحمت باری

رباعی

عالم مین ہر اک کو یار سمجھے نہ ۔ اغیار کو یار غار سمجھے
پائے گا وُہی عروج میکش ۔ اپنے کو جو خاکسار سمجھے

رباعی

جو بدشعار ہین وہ بدشعاری کرتے ہین ۔ جو حلم رکھتے ہین وہ بُردباری کرتی ہین
خمیر خاک سے اپنا ہے یاد رکھ میکش ۔ جو خاکسار ہین وہ خاکساری کرتے ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
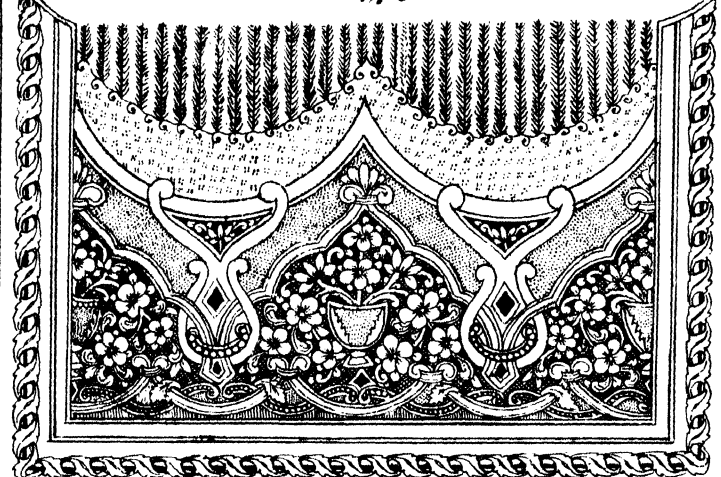
لکھ قلم مدح شاہ عرش نشین
بے طلب جسنے دو زبانین دین

دو زبانی کا شکریہ ہے یہی
ساتھ ہی نعت ہو پیمبر کی

وہ پیمبر جو سب سے اعلی ہے
مے وحدت لٹانے والا ہے

میکشون کو جو مست کرتا ہے
مست جام الست کرتا ہے

ہم بھی جام طہور مانگتے ہین
کاسۂ پر سرور مانگتے ہین

ساقیا جام آتشین بھر دے
اُسپہ تھوڑا سا سنکھیا دھر دے

مختصر ایک حال لکھنا ہے
قصۂ پر ملال لکھنا ہے

کیونکہ مین بھی غریق اُلفت ہون
ڈوبکر چاہ غم مین کچھہ تو لکھون

حضرت عشق کا فسانہ ہے
شکوۂ گردش زمانہ ہے

آغاز داستان

ہے کسی جا پہ شہر اک گلزار
نزہت باغ خلد جسپہ نثار

نام اُسکا زبان پہ گر آئے — روح پژمردہ تازگی پائے
اُس جگہ کی عجیب حالت ہے — سچ تو یہ ہے خدا کی قدرت ہے
عشق بازی کا جوش ہے اُس جا — طفل بھی جانفروش ہے اُس جا
وہان عُشّاق سر کٹاتے ہین — مُنہ پہ تیغِ اجل کو کھاتے ہین
ہے خدائی وہان حسینون کی — دل پہ مُہرین ہین مہ جبینون کی
سکّے جاری ہین عشق بازی کے — کچھ حقیقی کے کچھ مجازی کے
وہان رہتا تھا اک حسین معشوق — جسکی مشتاق دید تھی مخلوق
اُسپہ جانباز جان دیتے تھے — سر سے پا تک بلائین لیتے تھے
کیا لکھون اُسکی چال کی باتین — ہین قیامت کے حال کی باتین
اُسکو طفلی مین وہ سبق تھا یاد — جس سے حیران دل مین تھا اُستاد
لیکن اُسپر تھا اک جوان فدا — دل سے کرتا تھا اپنی جان فدا
اُس حسین کو بھی اُس سے الفت تھی — جس سے غیرونکے دلمین کلفت تھی
اپنے عاشق کے ساتھ رہتا تھا — وہی کرتا تھا جو وہ کہتا تھا
بڑھ گیا لطف باہمی ایسا — سارے عالم مین ہو گیا چرچا
اُسکے والد نے حال یہ سُنکر — اُس حسین سے کہا کہ غارتگر
مجھکو رُسوا نہ کر زمانے مین — کر کمی وان کے آنے جانے مین
گر یہی دوستی رہی تیری — ہو گی برباد آبرو میری
گُل خدا جانے کیا کھلائے گا — مجھکو شاید کنوین جھنکائے گا
سُنکے یہ وہ حسین رونے لگا — ہو کے مجبور گھر مین بیٹھ رہا
ہجر کی اُس جوان کو تاب نہ تھی — اور ہی شکل ہو گئی دل کی
عاشقِ زار کو ہو چین کہان — جسکا دلبر ہوا اسطرح پنہان
اشکِ خونین کبھی بہاتا تھا — اس غزل کو زبان لاتا تھا

غزل

ہے ترقی یہ بیکلی دل کی ؛ نہیں بجھتی لگی ہوئی دل کی

دل مین کیا کیا بھرا ہی عاشق کے ؛ کچھ تو سُن لو بری بھلی دل کی

شب وعدہ اُٹھا نہ اُنکا حجاب ؛ دل ہی مین ہاے رہگئی دل کی

دل کے ہاتون سے ہوگئے برباد ؛ ہمکو لے ڈوبی دوستی دل کی

یہ نہ معلوم تھا ہمین پہلے ؛ یون رولائیگی دل لگی دل کی

دل مین اب میرے کیا رہا باقی ؛ ساری دولت ہی لٹ گئی دل کی

کسطرح مجھکو صبر ہو ناصح ؛ آگ اب حد سے بڑھ گئی دل کی

حد سے بڑھکر ہوا جو حال تباہ ؛ ایک لڑکے سے یہ کہا للہ

اُس ستمگر سے کہدے یہ جاکر ؛ اتنی تاخیر اے مرے دلبر

گر یہی ہوگا جان کھو دونگا ؛ سچ سمجھ لو کہ زہر کھا لونگا

تیرا ہر دم خیال ہے مجھکو ؛ زندگانی وبال ہے مجھکو

مجھکو دل سے جو یون بھلا دوگے ؛ جیتے جی خاک مین ملا دوگے

جب وہان سے نہ کچھ جواب ملا ؛ ہوکے مجبور تب یہ نامہ لکھا

نامۂ درد انگیز

اے مرے باوفا پری تمثال ؛ رکھے خالق مرا تجھے خوشحال

تیرے چہرے پہ نور دے اللہ ؛ دل مین تیرے سرور دے اللہ

کیون مجھے اتنا بھول بیٹھے ہو ؛ کس سے لڑ کر ملول بیٹھے ہو

پہلے تو روز آتے جاتے تھے ؛ میٹھی باتین مجھے سُناتے تھے

اب وہ دن ہین کہ تلخ جان ہون مین ؛ بس کوئی دم کا میہمان ہون مین

چاہِ غم سے نکال دو صاحب ؛ ڈوبتے کو اُچھال دو صاحب

شعلے اُٹھتے ہین میرے سینے سے ؛ تنگ مین آگیا ہون جینے سے

اپنی صورت ذرا دکھا جاؤ ؛ چھپ کے گھر والون سے چلے آؤ

اُس صنم نے جو نامہ یہ پایا ؛ پڑھ کے آنکھون مین اشک بھر لایا

مضطرب ہو کے گھر سے وہ نکلا　وہان پونچا جہان وہ عاشق تھا
اور لگا کہنے کیا کرون اے یار　اب تو غماز سے بنگئے اغیار
یہ جو باتین بنانے والے ہین　چغلیان میری کھانے والے ہین
لڑنا پڑتا ہے اک زمانے سے　سب خفا ہین یہانکے آنے سے
مجھسے جلتے ہین دیکھنے والے　سارے آتش کے ہین یہ پرکالے
کیا کرون ہر طرح سے ہون مجبور　ورنہ ہرگز نہوتا تم سے دُور
سُنکے یہ بات عاشق بیمار　گر پڑا پانون پر کہ اے غمخوار
غمِ فرقت اُٹھاؤن مین کیونکر　داغ پر داغ کھاؤن مین کیونکر
جب نہ تم پاس ہو تو لطف ہی کیا　اس سے بہتر ہے زہر کھا لینا
کچھ کسی سے نہین گلہ اپنا　آج شب کو ہے فیصلہ اپنا
اس جہان سے روانہ ہوتا ہون　ایلو جھگڑا ہی سارا کھوتا ہون
اور کچھ دن جیا تو کیا ہوگا　یون جو مر جاؤنگا مزا ہوگا
بولا وہ شوخ کرکے آنکھین لال　مُنہ سے کیا کہتے ہو کدھر ہی خیال
یون تو باتین بہت بناتے ہین　کھانے والے ہی زہر کھاتے ہین
عشق کو کیا ہنسی سمجھتے ہو　عاشقی دل لگی سمجھتے ہو
یہ سمجھلو جو زہر کھاؤگے　مجھکو بھی زندہ پھر نہ پاؤگے
میری غیرت بھی رنگ لائیگی　اک تماشا نیا دکھائیگی
لوگ کیا کچھ زبان پہ لائینگے　ہم سے طعنے سُنے نہ جائینگے
کہا عاشق نے اے بُتِ کمسن　تُم اُڑاؤ مزے ابھی کچھ دن
وہ ہمین ہین کہ کل نہوئین گے　جس کے لاشے پہ لوگ روئینگے
کیونکہ والد بھی ہین خفا مجھ سے　چاہتے ہین رہون جُدا تجھ سے
یہ جُدائی مجھے نہین منظور　اس سے بہتر کہ ہو نہین سب سے دُور
الغرض اسطرح وہ عاشق زار　اپنے دلبر سے کرتا تھا گفتار

پھر محبت کا جوش کچھ آیا
روکے اُسکو گلے سے لپٹایا

اور کہا جاؤ ہم سے صبر کرو
دل پہ ہر طرح اپنے جبر کرو

کرکے رخصت مکان مین آیا
دلِ مضطر کو اپنے سمجھایا

دوسرے دن جو شب ہوئی اظہار
گردشون پر تھا چرخِ کجرفتار

جامِ مہ زہر سے مُلتہب تھا
ہر ستارہ تھا آبلہ دل کا

عاشقِ زار کا تھا مضطر حال
کیونکہ بے یار کے ہے زیست وبال

کرب دوری نے جب نہ چین دیا
ہوکے مجبور زہر نوش کیا

عشق نے پھر دکھایا سبز یہ باغ
ہوگیا زہر کھاکے استفراغ

زہر کا جب اثر ہوا زائل
اور ٹھکانے ہوا غریب کا دل

ہوش مین آکے گھر سے وہ نکلا
ایک قاصد کو پھر وہان بھیجا

عرض کی کہدو پھر چلے آئین
اپنی صورت مجھے دکھا جائین

لیکن اُس شوخ نے جوابدیا
ایسے فقرون مین مین نہین آتا

ہر گھڑی مجھکو تنگ کرتے ہین
اور یہ دعوے کہ ہمتو مرتے ہین

مرنے والے کہا نہین کرتے
کہنے والے کبھی نہین مرتے

جب یہ آیا جواب اُس بُت کا
آہ کرکے جگر کو تھام لیا

کاسۂ زہر ہاتھ مین لیکر
اِس غزل کو پڑھا بچشمِ تر

غزل

غیر کو ساغرِ شراب ملے
اور ہمین ہائے زہرناب ملے

مجھکو اُمید اُن سے یہ کب تھی
وائے قسمت کہ یون جواب ملے

زہر پر زہر کیون نہ پی لون مین
جبکہ اسطرح بے حساب ملے

جلتے بھُنتے ہی اپنے دن گزرے
دلِ جگر بھی ہمین کباب ملے

کہنا اُس سے کہ مرگیا کوئی
پھر جو وہ خانُمان خراب ملے

ہوکے خاموش جام مُنہ سے لگا
سوئے مُلکِ عدم روانہ ہوا

ہاے افسوس مر گیا عاشق ‏ ہان مگر نام کر گیا عاشق
اب سُنو مجھسے اُس جوان کا حال ‏ کیا لکھون غم سے ہو رہا ہون نڈھال
جب سیاہی شب ہوئی کافور ‏ دہر مین چمکا آفتاب کا نور
شہر مین پہونچی جا بجا یہ خبر ‏ ہو گئے جمع لوگ سُن سُنکر
کوئی روتا تھا کوئی مضطر تھا ‏ کوئی کہتا تھا ہاے کیا یہ ہوا
غیر اُسدم کسیکی حالت تھی ‏ بیکسی پر کسیکو رقت تھی
یار و اغیار سب کو اک غم تھا ‏ اور مکان مین بھی شور ماتم تھا
آخرش نعش عاشقِ مضطر ‏ سب نے پہونچائی پہلی منزل پر
یہ خبر اُس صنم نے جب پائی ‏ بن گیا اُسکے غم مین سودائی
ہو گیا زرد اُس کا گُل سا بدن ‏ تن مین مثلِ کفن تھا پیراہن
لب پہ نالے تھے اشک آنکھون مین ‏ روئے دیتا تھا باتون باتون مین
دل یہ کہتا تھا چیخ چیخ کے رو ‏ وضع کہتی تھی کچھ تو ضبط کرو
رنج کھاتا تھا ہاتھ ملتا تھا ‏ زور اُس کا کوئی نہ چلتا تھا
گاہ سوے فلک اُٹھا کے نظر ‏ یون مخاطب تھا اپنا پیٹ کے سر
اے فلک ہاے کیا کیا تو نے ‏ مجھکو کیسا بنا دیا تو نے
اب یہ صدمہ نہین سہا جاتا ‏ کاش اُسوقت مین چلا جاتا
کیا کرون کچھ تو اب بتا دے مجھے ‏ زہر ہی گھول کر پلا دے مجھے
کیا مزا اب ہے زندگانی کا ‏ لُطف جاتا رہا جوانی کا
اِس طرح سے وہ رو کے چلا کر ‏ نکلا اپنے مکان سے باہر
جی مین تھا جا کے دل کو بہلائے ‏ کسی گوشے مین عافیت پائے
یہ مگر عشق کو نہ تھا منظور ‏ اور ہی کچھ ہے اسکا تو دستور
اِسکو یکسان ہین عاشق و معشوق ‏ اِسکی چلتی ہے دونون پر بندوق
سر رگڑواے مہ جبینون سے ‏ خاک چھنواے یہ حسینون سے

ایک جا کب یہ چین لیتا ہے
دونا قصے کو طول دیتا ہے

مفسدون نے جو دیکھا اُس گل کو
اور چمن مین نہ پایا بلبل کو

سخت باتین زبان پہ لانے لگے
قہقہے پیچھے اُڑانے لگے

دور سے کوئی کچھ سُنا دیتا
کوئی بے واسطہ جلا دیتا

جب ہوئی چار سو سے یہ بوچھار
اپنے جینے سے ہو گیا بیزار

الغرض وہ فلک ستایا ہوا
زندگانی سے تنگ آیا ہوا

عشق مین ہو کے خوب سا رُسوا
جا کے خود اِک کنوین مین ڈوب مرا

ہاے اے عشق ہو بُرا تیرا
تو نے کیسے حسین کو لوٹ لیا

مار ڈالا پری جمالون کو
جڑ سے کاٹا ہے نونہالون کو

خون لاکھون ہین تیری گردن پر
بیکسی رو رہی ہے مدفن پر

مین بھی اِک بیوفا پہ مرتا ہون
جان و دل تیری نذر کرتا ہون

مجھکو بیحد ستایا ہے تو نے
ہر طرح سے رُلایا ہے تو نے

ظلم یون ہی رہے گا گر تیرا
ہوگا اِک روز خاتمہ میرا

مین بھی تنگ آگیا ہون جینے سے
خون روتا ہون اِک مہینے سے

ابتو مطلق رہی نہ تاب و توان
جسم مین نام کو ہے باقی جان

اب مین قصہ تمام کرتا ہون
تجکو جھک کر سلام کرتا ہون

قطعات تاریخ ترتیب و طبع دیوان ہذا

چکیدۂ کلک معجز بیان فصیح دوران جناب نواب سید بہادر حسین خان صاحب نصاب

انجم لکھنوی ارشد تلامذۂ حضرت اسیر مغفور

دیدم این خانۂ خمار عجیب — کہ نہ دربان نہ فصیل است نہ باب

بادہ اش صورت آب کوثر — بے غم محتسب و رنج حساب

فیض کیفش پے مستان کافی — حاجتے ماند نہ از بادۂ ناب

اے خوشا نظم جناب میکیش — رنگ آن میکدہ ہا کرد خراب

پیر مستان بمریدی آمد — داد فتویٰ کہ حرام است شراب

ہیچ دیوان نہ بعالم دیدم — این تماشا بجہالم چون خواب

صورت معنی روشن در نظم — پرتو مہر در آئینۂ آب

نقطۂ حرف بہر صفحۂ او — گل خورشید بدامان سحاب

شان ہر لفظ چو نوشتہ ظاہر — حسن مطلب چو عروسے بحجاب

حرف با حرف بوصل و پیوند — یار با یار بہ مستی شباب

از سر خوف نگاہ بدبین — دامن حرف بہ حرف است نقاب

دردمندان محبت دیدم — صورت طائر بسمل بیتاب

دل عشاق بگرمی سخن — کشتہ شد چون سر آتش سیماب

رگ نورانی چشم حور است — تار شیرازۂ اجزاے کتاب

آمد امسال بہار طبعش — باغ مطبوع نظر شد شاداب

انجم این مصرعۂ تاریخش گفت — عیش پرداز بہشت احباب ۱۳۱۵

آمد از چرخ ندائے عیسیٰ — جگر غیر شد اکنون چو کباب ۱۸۹۸ع

ایضاً در تخرجہ

عجب این خانۂ خمّار در مستان پدید آمد
بکیفِ خوبیش چون فکر سالِ طبع کرد انجم
کہ مثلِ حوضِ کوثر می رُباید ہوش ہر مضمون
فتاد از (خانۂ خمّار) جامِ بادۂ گلگون

ایضاً

این خانۂ خمّار عجب دیوان است
مستم بخیالِ سالِ طبعش انجم
کیفش سے پئے اربابِ نظر قابل یاد
(مے) از (لب کام بخش میکش) افتاد

نتیجہ طبع وقّاد عالیجناب راجہ سری پرشاد بہادر حقر سر رشتہ دار افواج و منتظم تقاریب سلطان دکن دام ملکہ شاگرد جناب تائب لکھنوی

تصویر حسن و عشق کی کھینچی ہے سربسر
نادرمین فکر سال جو کی دل نے یہ کہا
دیوان ہی وہ میکش نامی کا انتخاب
احقر بدیہہ لکھدو یہ تم - پاکِ لاجواب (۱۳۰۷ف)

توضیح

پ	ا	ک	ل	ا	ج	و	ا	ب	
دو	یک	بست	سی	یک	سہ	شش	یک	دو	(۱۳۰۷ف)
۱۰	۳۰	۴۶۲	۷۰	۳۰	۶۵	۶۰۰	۳۰	۱۰	

نتیجہ طبع شاعر شیوا بیان بو الاعجاز جناب منشی محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری

میکش خوش فکر چون در کار نظم
طبع احسان بہر سالِ عیسوی
گوہر معنی بسلکِ شعر سفت
بندشِ مضمون زہے بمثل - گفت

ایضاً

زہے لطافت دیوان میکش خوش گو
ہمہ کلام دل آویز و خوشتر و مطبوع
دعائیہ پئے تاریخ گفت این احسان
کہ باب ذوقِ معانی براہل دل بکشاد
بخوبیش کند از چشم ہر سخنور صاد
سرور دلکش و زیبا کلام میکش باد

چکیدۂ خامۂ شاعر نازک خیال جناب منشی چھبن لال صاحب اثر تھانوی

گلزار سخن بصد لطافت — میکش کے ہی دم سے سبز و شاداب
دیوان چھپا ہی اسکا ثانی — ہر لفظ ہے جسکا دُرِ نایاب
عرفی و سلیم و انوری بھی — ہین رشک سے زیر خاک بیتاب
یہ ذہن رسا یہ فکر عالی — ہے باعث افتخار احباب
پنہان ہے سواد مین تجلّی — بادل مین نہان ہو جیسے مہتاب
تاریخ کی فکر تھی اثر کو — ہاتف نے کہا کہ کیون ہی بیتاب
ہمعصر کا سر جھکا کے کہدے — خوش ہو کہ ٹپکتی ہی مۓ ناب ۱۳۰۹

نتیجۂ فکر جناب منشی غوث خانصاحب بیدار حیدر آبادی تلمیذ مصنف

بازار مین آتا ہی وہ اب صورت یوسف — اک خلق خدا جسکے ہی دیدار کی شیدا
بیدار لکھو طبع کا سال اُسکے یہ فی الفور — اُستاد کا دیوان ہے خمخانۂ زیبا ۱۳۱۲ھ

نتیجۂ فکر صائب جناب منشی کھنو لال صاحب تائب لکھنوی

دیوان شفیق میکش نامی کا دوسرا — معدن ہے واقعی سخنِ پُربہار کا
نادر مین سال مہملہ حرفون سے کر رقم — تائب کہ۔ ہی سرور کدہ بیقرار کا ۱۳۱۵ ف

توضیح

ہ	س	ر	و	ر	ک	،	ہ	ر	ا	ر	ک	ا	
پانچ	ساٹھ	دوسو	چھ	دوسو	بیس	چار	پانچ	دوسو	ایک	دوسو	بیس	ایک	۱۳۰۵
۵۶	۴۶۶	۷۶	۱۳	۷۶	۷۲	۲۰۴	۵۶	۷۶	۳۱	۷۶	۷۲	۳۱	

نتیجۂ فکر شاعر شیرین بیان جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل جلالپوری

نظارہ ہے شاہد سخن کا — اُٹھا ہے حجاب شوق میکش
رنگین شعرون سے صاف ظاہر — ہی رنگ شباب شوق میکش

تاریخ لکھو تم اے تحمل | چیدہ ہی شراب شوق میکش ۱۳۱۶

نتیجۂ فکر شاعر شیرین مقال جناب مولوی سید جلال صاحب عظیم آبادی

این کتابیکہ غمزدائے دل است | نام نامیش خانۂ خمار
رنج وغم برد و خرمی آورد | پاک شد سینہ ہائے پُر زغبار
رحمتے راکہ روح جویان است | زحمتے راکہ بدتر است زنار
نعمتے خوشش کہ جاددان ماند | نکبتے بدترین وناہنجار
آن یک از بوی خاک آن پیدا | وین یک از حسرتش بود ناچار
وان سیکے مُردہ راکند زندہ | وین سیکے زندہ راکند مُردار
وآن سیکے خلد جزد اجزایش | وین سیکے قہر ایزد جبار
پاکدل را ازین ازان حاصل | وین بدانرا بکیفر وکردار
عشق خمخانہ ایست حقانی | کاسہ لیسش چو شبلی وعطار
فسق شد کارگاہِ شیطانی | فاسقانند دیو بد کردار
نقل وجام ارچہ سفلگان بخوری | نیش عقرب خوری بکفچۂ مار
الخبیثات للخبیثین است | طیبات است وطیبین مقدار
گو بتوفیق ذوالجلال جلال | وقنا ربنا عذاب النار
سہ صد ویکہزار وشانزدہ است | سال اسلام ماز روے شمار

نتیجۂ طبع بالطافت جناب حاجی محمد عبدالشکور صاحب حیرت علی آبادی

یہ دیوان میکش ہوا دستیاب | کہ ہاتھ آگیا ساغر آفتاب
نکیون اسکی تاریخ حیرت لکھون | ہے میخانہ میکش بہرہ یاب ۱۳۱۶ھ

چکیدۂ خامۂ شاعر فلک پیما جناب مولوی سید محمد اصطفےٰ صاحب خورشید لکھنوی مالک انتخاب

چو شد مطبوع طبع وزینت طبع | بیمنِ فیض حق دیوان میکش
خرد گفتہ پے تاریخ طبعش | سر دہ میکشان وآن میکش ۱۳۱۵ھ

نتیجۂ فکر عالی نکتہ سنج ذیشان مقرب الخاقان بلبل ہندوستان جہان اُستاد دبیر الدولہ فصیح الملک ناظم یار جنگ جناب نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی اُستاد سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

ہوا دیوان ثانی کا مصنف
کہی تاریخ اُسکی داغ ہم نے

سخن گو نغز گو فرزانہ میکش
کلام نامور مستانہ میکش ۱۳۱۴ھ

طبعزاد جناب منشی غلام حسین صاحب ذوقؔ مہتمم رسالۂ پیام محبوب تلمیذ مصنف

اُستاد کا چھپا ہی وہ دیوان لاجواب
ای داد یو چھین مست اگر اسکا سال طبع

ہین مست جسکے بادۂ الفت سی خاص و عام
کہدے ۔ شراب بار ہی اُستاد کا کلام ۱۳۱۵ھ

نتیجۂ طبع جناب سعی امی سلانند عرف بہاری لال صاحب مرزؔ تلمیذ حضرت فیضؔ دہلوی

اے شرابے کہ دہد ذائقۂ قند مکرر
سال طبعش بنوشتم ز سرور سے وحدت

چون نہ بیخود بشود ہر کہ کشد جرعۂ دردش
محکم اے رمز بنا کردہ گر میکدہ میکش ۱۳۱۶ھ

نتیجۂ فکر رسا جناب مولوی نظیر حسن صاحب سخاؔ دہلوی تلمیذ حضرت داغ دہلوی

کیا زبان ہے اور کیا طرز بیان
مستی و رندی و شوخی شستگی
مست ہو جاتا ہون دیوان دیکھکر
جب فراق یار کی ہے گفتگو
جب وصال یار کی ہے جستجو
انقشرا و ل سے ا تا مل خوب تھا
مین نے یہ تاریخ لکھی ہے سخا

واہ کیا بندش ہے کیا اسلوب ہی
اور تغزل مین یہی مطلوب ہی
کیون نہو میکش سے یہ منسوب ہی
فقرہ فقرہ نالۂ یعقوب ہی
نقطہ نقطہ غمزۂ محبوب ہی
نقش ثانی اور بھی مرغوب ہی
دوسرا دیوان بھی بیشک خوب ہی ۱۳۱۶ھ

نتیجۂ فکر جناب منشی عبد الرحمن صاحب ساحلؔ مقیم بمبئی

چھپکے خوبی سے ہو گیا شائع
اُسکی تاریخ تم لکھو ساحل

سخن لاجواب رند مست
کہ ہے جام شراب رند مست ۱۳۱۶ھ

نتیجۂ فکر شاعر کامل جناب منشی علی محمد صاحب شاغل رئیس بمبئی

دیوان دوم کی ہر غزل سے — ظاہر ہے کمال رند میکش
تاریخ لکھو تم اسکی شاغل — امواج خیال رند میکش ۱۳۱۴

نتیجۂ فکر کامل الفن جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی

شفیق شوق سورج بھان میکش — درخشان آفتاب نکتہ دانی
نشاط افزاے بزم بذلہ سنجان — قدح نوش مئے شیرین زبانی
گل رنگین گلزار فصاحت — بہار افروز باغ خوش بیانی
ہوا دیوان دوم انکا جب جمع — پسند خاطر اہل معانی
یہ لکھا مصرع تاریخ مین نے — ہے والا رتبہ کا دیوان ثانی ۱۳۱۴ھ

نتیجۂ طبع نقاد جناب منشی لچھمن پرشاد صاحب صدر لکھنوی در تخرجہ

بنگر ایدل کہ درین مخزن حسن و الفت — میکش نکتہ سرا طرفہ در معنی سفت
صدر چون از پئے تاریخ ز ہاتف پرسید — (مے کش) از (خانۂ خمار) نشاط افزا گفت

نتیجۂ طبع رسا جناب مرزا منیر الدین صاحب ضیا دہلوی

دوسرا دیوان میکش کا چھپا ہی بے نظیر — تاک جسپر سبکی ہی دل طالب دیدار ہی
لفظ مین معنی ہین یون جیسے شراب انگور مین — روح کو ہوتا زگی وہ لذت اشعار ہی
شعر ہین دیوان مین یا در میان شیشہ مے — لب پہ آتے ہی سرور بے حد و بسیار ہی
طبع کی اسکے اگر تاریخ کہنی ہی ضیا — لکھدو تم - نازک کلام میکش سرشار ہی ۱۳۱۵

طبعزاد جناب منشی رشید الدین خان صاحب عالی رستم حیدرآبادی تلمیذ مصنف

ہے دیوان استاد کا یہ — جسکے مضامین گوہر بار
کہدو یہ عالی تاریخ — ہوش فزا خانۂ خمار

نتیجۂ فکر جناب مولوی عبداللہ صاحب عجب حیدرآبادی تلمیذ حضرت فیض

چون خانۂ خمار رشد اتمام میکش — کلکم بہ ثنائش دم تحریر شگاف است
بیساختہ از تخرجہ تاریخ عجب گفت — در (خانۂ خمار) فزون (بادۂ صاف است) ۱۳۱۴ھ

ایضاً در اُردو

ثبت میکش نے جب کیا دیوان — سال عیسی عجب ہوا درکار
سُنکے پیر مغان نے فرمایا — جائے میکش ہے خانۂ خمار ۱۸۹۶

نتیجۂ فکر جناب مولوی میر احمد علی صاحب عصر تلمیذ حضرت فیض

داد چون ترتیب دیوان دوم — شاعر خوش میکش عالی وقار
سال تکمیلش رقم نبود عصر — گلشن شاداب میکش یادگار ۱۳۰۱ھ

ایضاً

میکش آن شاعر بیمثل زمان — گفت دیوان کہ گہر ہا بسفت
عصر تاریخ کمالیت او — گلستان سخن دلجو گفت ۱۳۰۱ھ

ایضاً

جمع دیوان نمودہ میکش — ہست شعر و سخن از طبعش جفت
عصر تاریخ کمالیت او — آفتاب سخن الطف گفت ۱۳۰۱ھ

چکیدۂ کلک شاعر بیمثال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال خلف حضرت جلال لکھنوی

کیون نہ یہ دیوان ہو رونق دہ بزم سخن — انجمن افروز کل اشعار اس دیوان کے ہین
مصرع تاریخ بھی دلچسپ نکلا ہی کمال — دلکش و دلسوز کل اشعار اس دیوان کے ہین ۱۳۰۱ھ

ایضاً

کیون نگاہ شوق یہ دیوان نہ دیکھے شوق سے — اس سخن پر آج پھٹتے ہین گریبان سخن
خوب ہاتھ آیا ہی سال طبع کا مصرع کمال — روح افزا و فصیح و بے بدل جان سخن

نتیجۂ طبع سلیم جناب مولوی محمد عبد الرحیم صاحب کلیم لکھنوی

خانۂ ستار دیوان و مصنف میکش است — چون نریزد بادۂ تصنیف در جام نگہ
مطلع انوار این گلدستہ را گفتن رواست — ہر غزل در طلعت حسن است رشک مہر و مہ
سال طبع و سال ترتیب کلام بیمثال — ہر دو آوردم بیک مصرع غیر مشتبہ
سال ترتیب است صوری معنوی مخصوص طبع — تا پسندندش سخندانان عالی بارگہ

طور معنی را بود این مصرع روشن کلیم | سال از ہجرت ہزارے سہ صدے باچاردہ ۱۳۱۵ھ

نتیجۂ فکر عالی گہر جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

سخنورے کہ فصیح البیان میکش نام | بہ فن نظم وحید زمان بملک نظام
چو یافت نور تجلاّے طبع دیوانش | بیک نظارہ برد ہوش زاہدان کرام
بگفت مصرع تاریخ طبع آن محشر | عجیب خانۂ خمار سعد و نیک انجام ۱۸۹۷ء

ایضاً در اُردو

تعالی اللہ چھپا دیوان میکش | ہو کس طرح شہرہ اُسکا ہر سُو
مسلسل یون ہی بندش ہر غزل کی | خجل جس سے پریزادونکے گیسو
بہم ہین اس طرح سے مصرعِ شعر | کسی مہوش کے جیسے بیت ابرو
اگر مضمون سُن لین گوش دل سے | مسخر ہون حسینانِ پریرو
لکھا محشر نے سالِ طبع اُسکا | کلام حضرت میکش ہی جادو ۱۸۹۸

چکیدۂ قلم اعجاز رقم جناب منشی دھنپت رای صاحب محقق لکھنوی

چو طبع گشت این لطیف و دلکش بدیع عہد بلیغ دیوان | کہ ہست مطبوع ہر سخنور پسند ہر ذی کمال و دانا
بفکر تنظیم سال بودم ندا ے ہاتف زغیب آمد | بگو محقق ۔ کلام میکش سرور افزا فصیح اعلی ۱۳۱۵ھ

ایضاً

اے محقق چون بعونِ کردگار | طبع شد دیوان میکش باصفا
گو بہ نادر از معمّا بہر سال | خانۂ خمار دلکش دلفزا ۱۳۱۵

توضیح

ا	ہ	م	ا	ر	د	ل	ک	د	ل	ا	
یک	پنج	چہل	یک	دوصد	چہار	سی	بست	چہار	سی	یک	میزان
۳۰	۵۵	۳۸	۳۰	۱۰۴	۲۰۹	۷۰	۴۶۲	۲۰۹	۷۰	۳۰	۱۳۰۸

نتیجہ فکر ابوالمکارم جناب حافظ شیخ محی الدین صاحب محفوظ تلمیذ حضرت داغ دہلوی

ہے یہ میکش کا دوسرا دیوان
بند شین جسکی ساری ہین دلکش
تم بھی محفوظ لکھو سال طبع
جام رنگین شاعر میکش ۱۳۱۵ھ

طبعزاد شاعر فلک پیما جناب مرزا داؤد بیگ صاحب مرزا سرجن لشکر نظام محبوب دکن

کلام میکش نامیست چشمۂ اعجاز
کہ صفحہ صفحۂ اوہست رشک باغ بہشت
دم تفکر تاریخ خامۂ مرزا
نہال مشق و گلستان آرزو بنوشت ۱۳۱۵ھ

نتیجۂ فکر جناب مولوی محمد سلیمان صاحب مہدی حیدرآبادی

لکھ چکے خانۂ خمار جو ثانی دیوان
میکش نغز بیان شاعر شیرین گفتار
فکر نے خانۂ خمار کا سال تاریخ
یون کہا مجھسے کہ مہدی یہ ہی بیت الخمار ۱۳۱۵ھ

نتیجۂ طبع جناب لالہ ٹھاکر پرشاد صاحب نظم صیغہ دار صیغۂ اصلاح مصارف فوج

بلاشک یہ خمخانۂ عشق ہے
کہ ہر بیت ہی جام جم کا جواب
لکھا اسے نظم تاریخ طبع کلام
یہ میکش نے کھینچی ہی نادر شراب ۱۳۱۶ھ

نتیجۂ طبع ذی ہنر جناب منشی نوبت رای صاحب نظر مالک و مہتمم خدنگ نظر لکھنؤ

باز سرسبز شد ریاض سخن
می وزد در جہان نسیم بہار
غنچۂ آرزوے دل بشگفت
کہ بدست آمدہ سے گلے بیخار
حبذا نظم حضرت میکش
مرحبا شاہد پریرخسار
ہمچو صہباے سرخ در شیشہ
معنی از لفظ می کند اظہار
ہمہ شعرش بصفحۂ دیوان
صف بہ صف صوفیان بادہ گسار
نقطہ نقطہ بہ کشف رمز خفی
مردم دیدۂ اولی الابصار
سال طبعش نوشت کلک نظر
جام جمشید خانۂ خمار ۱۳۱۶ھ

تمت